بعون خالقِ انس و جان و صانعِ کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران کلام بلاغت نظام شاعرِ ذی وقار مداحِ اہلِ بیت اطہار ماہرِ رموزِ شعر و سخن جناب سید امیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن فروغ لکھنوی

المسمّٰی بہ

دیوانِ فروغ

سنہ ۱۹۰۷ء

سنہ ۱۳۲۵ھ

مرتبہ

سید محمد ہادی زائر رضوی عفی عنہ بہ اہتمام حسن زیبائش

در مطبع گلشن فیض لکھنؤ موسوی گنج مطبوع گردید

اب دیر نکیجیے — جتنا زمانہ گذریگا مایوسی بڑھیگی

مایوسون کو مژدہ

نوٹ ناظرین اشتہاری حالت نے ایسی خرابی ڈال رکھی ہی اور ایسا جھوٹا بنا رکھا ہی کہ اگر کوئی اکسیر کی بھی اشتہار کے ذریعہ سے اشاعت کرے تو مشتہر جھوٹا اور اکسیر مٹی لیکن بھائیو بخدا میری غرض روپیہ پیدا کرنا نہین جو کہتا ہون آجکل ہمارے بھائی اشتہار والونکی حالت ہی مجکو تو اکثر بھائیونکی مایوسی کی حالت دیکھکر اور اُنکے بیحد اصرار سے اشتہاری دنیا مین آنا پڑا ورنہ مین ہرگز اپنے کو مشتہر نکرتا اسی لحاظ سے یہہ شرط ہی کہ اگر خدانخواستہ دوا نفع نکرے تو آپکی حلفی تحریر آنے پر دوا کی قیمت واپس۔

حضرات اگر اب بھی آپ بیخبر رہین اور اپنے موذی مرض کا علاج نکرین تو افسوس ہی ہے اب اپنے امراض کا دلجمعی سے علاج کیجیے اسوجہ سے کہ ہمارے چار عدد **کباب** کھانے کے بعد آپ بغیر سوئے ہرگز نہین رہ سکتے ہمارا **حلوہ** اسقدر مقوی ہے کہ سوائے مادرزاد مرد کے کیسا ہی مرد ہو تاقی مطلق اُسکو مردمی عطا کریگا ہمارا **روغن ناسور** وہ نایاب روغن ہی کہ اگر ہڈی کا ناسور ہو تو اسکے استعمال سے شرطیہ فائدہ ہوگا اسکی قیمت تو ہزار روپیہ بھی تھوڑے تھے ہمنے محض نفع رسانی خلق اللہ کے ایک روپیہ رکھا ہی۔ اکثر بھائی ہاتھ کے ذریعہ سے حظ اُٹھا کر تمام عمر کو پریشانی و ندامت کا سامنا کرتے ہین رگ نہین رہتی آجاتا ہی یا بالکل بیکار ہو جاتے ہین ہمارا **طلا** اور **پٹی** اور **سینک** اسکے لیے مفید ہی آسانی سے رانی رگونکا نکالکر اصلی قوت کو دوبارہ قایم کر دیتی ہی۔

دوا	قیمت	دوا	قیمت
روغن برائے گٹھیا فی شیشی	عمہ	**روغن** برائے ناسور فی شیشی	عمہ
کباب برائے قوت فی عدد	عمہ	**دوا**ئے دمہ سات خوراک	عمہ
حلوہ مقوی قوت فی تولہ	۸ر	**پٹی** برائے مجلوق قیمت	عمہ
طلا برائے مجلوق فی شیشی	عمہ	**سینک** برائے مجلوق قیمت	۸ر
سفوف برائے رقت فی شیشی	عمہ	**معجون** برائے ضعف قوت جدید و کہنہ فی تولہ	عمہ
طلا برائے ضعف قوت فی شیشی	۸ر	**سفوف** دافع سستی فی شیشی	عمہ
سفوف برائے جریان فی شیشی	عمہ	**سفوف آتشک** فی شیشی	عمہ
مرہم آتشک قیمت	عمہ	**حبوب** سرعت کہنہ و جدید فی شیشی	۸ر

المشتہر نواب سید نصیر الدین حسین خان عرف نواب جانی مرزا لکھنؤ گولا گنج متصل امام باڑہ مرزا احمد

بعون خالق انس و جان و صانع کون و مکان

دیوان زمان میمنت اقتران کلام بلاغت نظام شاعر ذی وقار مداح اہل بیت
اظہار ماہر رموز شعر و سخن جناب سید امیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن فروغ لکھنوی

المسمی بہ

دیوان فروغ

سنہ ۱۳۴۵ھ

بحسن انتظام

و تصحیح سید محمد ہادی زآر رضوی عفی عنہ

در مطبع گلشن فیض لکھنؤ مطبوع گردید

کاتبہ عرف واجد حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل ۱ — ردیف الف — اشعار (۱۶)

قدم تیرا عدم تیرا مکان و لامکان تیرا
زمین تیری فلک تیرے بشر تیرے جہان تیرا

کہین پرتو نہان تیرا کہین جلوہ عیان تیرا
دلون مین یاد تیری اور زبانون پر بیان تیرا

حسینون مین جھلک تیری ستارون مین چمک تیری
وہی نور اور وہی جلوہ یہان تیرا وہان تیرا

کیا جب ذکر تیرا آنکھ سے بہنے لگے آنسو
ہوا از تخم محبت پر نمک شور بیان تیرا

بنی ہی سرمہ چشم مہر و مہ کا خاکِ در تیری
الہی سجدہ گاہ انس و جن ہی آستان تیرا

محمد کا ہی تو عاشق محمد عاشق حیدر
ترے پیارے کا پیارا الہی نہو کیون رازدان تیرا

صدا آتی نہین یہ جنبشِ بادِ بہاری سے
چمن کا پتہ پتہ ہی خوشی مین مدح خوان تیرا

ترا دوزخ تری جنت ترا دین اور تری دنیا
ادہر تیرا ادہر تیرا یہان تیرا وہان تیرا

پڑہا کرتے تھے کلمہ حسن کا تیرے کلیم اللہ
بھرا کرتے تھے دم عیسیٰ بھی ایجان جہان تیرا

ٹپکتی ہی گلون سے بنکے شبنم یاد اگر تیری
زبانون پر عنادل کی چمن مین ہی بیان تیرا

لب دریا پہ نکلے آبلے بنکر حباب آخر
نہ آب بحر مین بھی چھپ سکا سوز نہان تیرا

مصیبت مین تجھے مور و سلیمان یاد کرتے ہین
سہارا ڈھونڈھتا ہی ہر قوی و ناتوان تیرا

پہنچ آیا مہر پہلے آسمان پر روز عاشورہ
مگر اونچا سا اک یہ بھی تھا نازِ امتحان تیرا

سر طور آ کے بیہوشی نے اچھی پردہ داری کی
کلیم اللہ نے جلوہ بھلا دیکھا کہان تیرا

شب معراج کے جلوے رہے چشم تمنا مین
جو تیرا مہمان تھا بن گیا وہ میزبان تیرا

غزل ۲۷	**فروغ** زار پر کر رحم اُسی کا واسطہ تجھکو جو ہی پیارا ترا محبوب تیرا رازدان تیرا	اشعار ۱۲

قول ہی عیسے کا میرا پیشوا پیدا ہوا
خضر کہتے ہین ہمارا رہنما پیدا ہوا

واقفِ شانِ نزولِ ہل اتیٰ پیدا ہوا
کاشفِ سرِ خفی انما پیدا ہوا

شکل آئینہ رہے ہر صبح تا پیش نظر
آسمان پر اس لیے شمس الضحا پیدا ہوا

حضرت نرجس پہ کچھ ظاہر نہ تھے آثار حمل
پردۂ غیبت مین یہ معجز نما پیدا ہوا

رونقِ تختِ خلافت وارثِ ختمِ رسل
مسند آرائے سریر ارتضا پیدا ہوا

قائم آل محمد رونق دنیا و دین
یادگار خاندانِ مصطفا پیدا ہوا

ڈوبتی کشتی کا ناخدا دکھا کر [illegible] سہارا
بے سہارون کا جہان مین آسرا پیدا ہوا

روشنی دیدۂ اسلام اب وہ چند ہی
نور چشم خامس آل عبا پیدا ہوا

شرق سے تا غرب دین حق کو یہ دینگے رواج
آپ کیا پیدا ہوئے بدر الہدیٰ پیدا ہوا

غیبت حضرت سے پوشیدہ کیا دل کو ہو
سرخ باطن مین جب ہی رنگ حنا پیدا ہوا

جس یہ صدقے ہو کے مرنا ہی حیات جاودان
آج وہ سرچشمۂ آب بقا پیدا ہوا

غزل ۲۸	وارثِ ختمِ النبیین مہدیٔ دین اے **فروغ** بہترین خلق ختمِ اوصیا پیدا ہوا	اشعار ۲۴

کچھ نہین پروا جگر یا دل گیا
مل گئین نظرین تو سب کچھ مل گیا

اس خرام ناز سے کیا مل گیا
دی صدا تختون نے مرقد ہل گیا

اٹھ کے پہلو سے جو وہ قاتل گیا
درد کو اُٹھنے کا پہلو مل گیا

ہاتھ خالی کب ترا سائل گیا
مانگنے والے کو سب کچھ مل گیا

یان محبت مین گرہ سے دل گیا
دھوم ہے دل مل گیا دل مل گیا

پھر گئی نظرون مین بیتابیٔ دل
جب ترے کانون کا بُندا ہل گیا

جان ان نیچی نگاہون پر نثار
وہ مرا کھویا ہوا دل مل گیا

تھا شب وعدہ ہی مرنا غیر کو
آج پھر اُن کو بہانہ مل گیا

کھل گئی چوری تری اے دل کے چور
سب پتہ نیچی نظر سے مل گیا

گریۂ بلبل پہ وہ بھی ہنس پڑے
باغ مین طرفہ شگوفہ کھل گیا

دو دو باتین حشر کے دن ہو گئین
درد دل کہنے کا موقع مل گیا

ہنستے ہنستے مجکو لوٹا یار نے
دل لگی ہی دل لگی مین دل گیا

اک وفا دشمن پہ ہم مرنے لگے
جان دینے کا بہانہ مل گیا

کھل گئی دل کی حقیقت کھل گئی
مل گیا تیرا ٹھکانا مل گیا

میری آہون پر خفا ہونے لگے
جب ہوا سے اُنکا آنچل ہل گیا

لب کو نالہ سر کو سودا دل کو درد
جو مناسب تھا جسے وہ مل گیا

کوئے جانان کی کشش رہبر ہوئی
ناتوان کھنچکر سوئے منزل گیا

ضعف مین کام آگئی دل کی تڑپ
کروٹین لینے کا پہلو مل گیا

روح کو تن سے محبت ہو گئی
طائر وحشی قفس سے ہل گیا

رشک آتا ہے دوپٹہ پر ترے
ہاتھ پھیلا کر گلے سے مل گیا

دیکھتے قہر الٰہی ہین دشمن کو ہم
بھر کے دامن خون سے قاتل گیا

درد دل سنکے بات [illegible]
کچھ تڑپنے کا سہارا مل گیا

عید بھی اچھی کٹی گردن کیساتھ | جھک کے وہ خنجر گلے سے ملگیا

غزل ۴

اے فروغ اُنسے تمہارا حال بھی
خیر کہدینگے جو موقع مل گیا

اشعار ۲۳

دل ہوا غیر ہو کوئی بھی کسی کا نہوا | یہ ہمارا نہوا اور وہ تمہارا نہوا
کیا کہین عشق مین ہم کیا ہوا اور کیا نہوا | جو نہ چاہا وہ ہوا اور جو چاہا نہوا
یون تو ہونے کے لیئے دھر مین کیا کیا نہوا | غم مسرت نہوا درد تمنا نہوا
غم یہان عیش وہان واہ ری تاثیر فراق | حال بھی ایک مرا اور کسیکا نہوا
رنج اُٹھاتا ہی زمانے مین بشر بھی کیا کیا | غم کا پتلا یہ ہوا خاک کا پتلا نہوا
کچھ بھی ہو ضد ہی مگر میری تمنا سے اُنھین | مین کہون کیا مرا مرنا بھی گوارا نہوا
ضعف سے درد بھی اُٹھا نہ شب غم دلمین | ہائے کروٹ بھی بدلنے کا سہارا نہوا
منہ کی کھائی طلب بوسہ پہ کیون حضرت دل | ہمتو کہتے ہی تھے انکار ہوا یا نہوا
غیر سمجھے نہ مجھے رشک سے دل بھی میرا | اس لیئے وہ مجھے چاہین یہ گوارا نہوا
ہو سکا جب نہ علاج اُنسے مریض غم کا | ہنس کے کہنے لگے اچھا ہوا اچھا نہوا
دلمین دیتا ہون ترے درد محبت کو جگہ | لطف ہی کیا جو کھٹکتا ہوا کانٹا نہوا
نارسائیِ مقدر کا گلہ کیا کیجے | ذکر بھی آپ کی محفل مین ہمارا نہوا
سرد مہریِ بتان کا بھی اثر اُلٹا ہی | دل جلا اور کلیجہ کبھی ٹھنڈا نہوا
اُن سے اس کہنے پہ مرنا ہی پڑا اب مجکو | جان پیاری ہوی مین جانسے پیارا نہوا
شوق کی کچھ نہ چلی ناز کے آگے شب وصل | ضد تو پوری ہوئی ارمان جو پورا نہوا
جس طرف دیکھ لیا آئی صدا اُف اُف کی | کوئی برچھی ہوئی آنکھون کا اشارا نہوا
وعدہ کیون یاد دلائے اُنھین کوئی جو سُنے | اک مصیبت ہوی کمبخت تقاضا نہوا
رنگ چھوڑتا ہی نکلتا ہی نقاب رخ سے | لاکھ پردا کیا پر حسن کا پردا نہوا

چٹکیاں دلمین لئے جاؤ سہتین کیا اس سے
دُکھ ہوا یا نہوا درد ہوا یا نہوا

جاؤ یون ہی سہی دونون کا ہی نقصان ہمین
تم مسیحا نہوئے مین اگر اچھا نہوا

نہ بجھی دلکی لگی آنسوؤن سے بھی شبِ غم
لاکھ کمبخت کو چھینٹے دئے ٹھنڈا نہوا

پھر گئین آنکھین بھی کانون کی لوین بھی دمِ نزع
جب پڑا وقت تو پھر کوئی کسیکا نہوا

غزل ۵

چرخ نے اس کو بھی کاٹا ہی شبِ وصل کیساتھ
دلکا ارمان **فروغ** آپکا پورا نہوا

اشعار ۱۹

نالہ جو صبح ہی مرے منہ سے نکل گیا
غم اس کا ہی کسی کا کلیجا دہل گیا

کچھ آج کل عجیب زمانے کا رنگ ہی
یہ بھی ترا مزاج تھا کیا جو بدل گیا

پروانہ ہائے آگ کو سمجھا نہ آگ بھی
وہ آگ شوقِ وصل کی بھڑکی کہ جل گیا

بدلا کرے جو رنگ بدلتا ہی آسمان
اپنا کبھی نہ رنگِ طبیعت بدل گیا

وہ ہائے تیغ اُٹھاتے تھے غصہ سے غیر پر
آنچل نے پھر ڈہایا کہ شانہ سے ڈھل گیا

گیسو بھی تو کسی بُتِ کافر کا یہ نہ تھا
پھر کس لئے نہ میرے مقدر کا بل گیا

کرتا تھا مین گلہ ستمِ روزگار کا
کیون رنگِ رُخ کسیکا الٰہی بدل گیا

نقلِ مکان مریض کی خاطر ضرور تھا
اچھا ہوا لحد مین جو مین اے اجل گیا

تقلید آسمان کیچھ انھین فرض تو نہ تھی
کس واسطے مزاج پھر اُن کا بدل گیا

کرنا مرا گلا وہ غم و رنج ہجر کا
کہنا کسیکا خوب ترا جی بہل گیا

اے دل عجب بلا کا ترا اضطراب ہی
دیکھا اک جگر بھی تھا کہ سنبھالا سنبھل گیا

ممکن نہین حضور جو بدلون مین اپنی وضع
بدلا کرے جو رنگِ زمانہ بدل گیا

اے موت کچھ بتا کہ یہ کیا انقلاب ہی
پوشاک بھی بدل گئی گھر بھی بدل گیا

پروانہ سے وفا مین نہین شمع بھی ہی کم
یہ بھی تو جل گئی جو وہ کمبخت جل گیا

رنجِ فراق تو ہی مرا ایک حال پر
پھر مجھکو کیا جو رنگ زمانہ بدل گیا

کرنے کو تھا گلہ ستمِ آسمان کا مین
بیٹھے تھے وہ سمجھ کے مگر کچھ سنبھل گیا

ظالم نشان خارِ مژہ کھ رہے ہین صاف
کوئی ضرور تلوون سے آنکھون کو مل گیا

ڈھلتا بھلا حضور کا جوبن مجال تھی
یہ بھی ہمارے وصل کا دن تھا کہ ڈھل گیا

غزل ۹ — پڑھ اُس ردیف و قافیہ مین اک غزل فروغ
ہو کل گیا کہین تو کہین ہو نکل گیا — اشعار ۱۲

غزل

مین آج جاؤن گا ترے گھر سے نہ کل گیا
وہ غیر تھا کہ تو نے نکالا نکل گیا

جوبن کسی کا یاد جو آیا فراق مین
سینہ سے بس تڑپ کے کلیجا نکل گیا

کرتے تھے مجھ سے وصل کا وعدہ غضب ہوا
اُن کی زبان سے نام عدو کا نکل گیا

بگڑے ہو عرض حال پہ عاشق سے کس لیئے
کیا حرفِ آرزو کوئی منہ سے نکل گیا

اک آرزو ہماری جو نکلی نہ عمر بھر
اک حوصلہ رقیب کا تھا جو نکل گیا

جلدی تھی ہائے دونون کو صبح شبِ وصال
اُٹھکر اُدھر گئے وہ ادھر دم نکل گیا

اے اضطرابِ وصل کی شب دل ہو یا جگر
یہ جانتے ہین کوئی تڑپ کر نکل گیا

پچھتائیے نہ عہدِ وفا کر کے اے حضور
کچھ شکوۂ عدو نہین منہ سے نکل گیا

نقصان دو ہوئے یہ مرے مرنیسے وصل مین
ارمان بھی نکل گئے دم بھی نکل گیا

تھا حرفِ وصل کا نہ نکل عرضِ حال مین
کیا کہہ رہا تھا کیا مرے منہ سے نکل گیا

اللہ موت کیون مجھے آئی شبِ وصال
کیا دم ہی ساتھ آرزوؤن کے نکل گیا

غزل ۱۰ — کس بات پر وہ روٹھ گئے مجھ سے اے فروغ
کیا غیر کا گلا مرے منہ سے نکل گیا — اشعار ۲۶

غزل

غیر کیون پکڑے ہی دامن اُس بتِ سفاک کا
بس یہی تو اک ٹھکانا ہے ہماری خاک کا

تان کر سینہ وہ چلنا اُس بُتِ سفاک کا / دل پکڑ کر بیٹھ جانا وہ کسی غمناک کا

گر نہین چھوٹے وہ سُرمہ کا دُنبالہ مجھے / وہم ہوتا ہی مرے دل کو عدو کی خاک کا

بعد مرنے کے لیئے پھرتی ہی اپنے دوش پر / ہی ادب اتنا ہوا کو بھی ہماری خاک کا

جا بجا سے قبر کیون شق ہو گئی ہی بعد مرگ / دے رہی ہی یہ نشان میرے دلِ صد چاک کا

شیشۂ نازک چاہین جام اس کے بنائین کوزہ گر / یہ اثر دیکھے کوئی مجھ ناتوان کی خاک کا

تیری اک حال پر رہتا نہین میری طرح / کیون نہ یہ ممنون ہون مین گردشِ افلاک کا

شمع کو روتے ہوئے دیکھا تو ہم بھی رو دیئے / رنج دیکھا ہی نہین جاتا کسی غمناک کا

آج ہی گرد آلود کسکو دفن کرکے آئے ہین / چہرہ روشن پہ غازہ ہی یہ کس کی خاک کا

کس طرح مجھ ناتوان و زار و لاغر سے اُٹھے / ظلم اُن کا رشک غیرون کا ستم افلاک کا

اشک تھمتے ہی نہین گو لاکھ کرتا ہون مین ضبط / آبلہ پھوٹا کوئی شاید دلِ غمناک کا

اور کس کام آئے گی میری سیہ بختی مجھے / کاش کاجل ہی بنے اُس دیدۂ نمناک کا

رشک تو شرکت گوارا کرنے دیتا ہی نہین / ظلم مین اُنکے اُٹھاؤن یا ستم افلاک کا

یہ بھی سمجھتے ہو کسی شے مین اثر باقی نہین / پھر گلہ بھی کرتے ہو آہِ دلِ غمناک کا

تو فلک پر اک زمین پر تو ہزارون جا بجا ہین / فیض ہی یہ نقشِ سُمِّ توسنِ چالاک کا

کاش یہ کہدو کہ اس پردے مین کرتا ہون مین ظلم / پھر تو خوش ہو کر اُٹھاؤن مین ستم افلاک کا

رحم کے قابل نہ دیکھا تم نے آنسو پونچھ کر / گھٹ گیا رتبہ ہمارے دیدۂ نمناک کا

کروٹین لیتا ہون مین فرقت کی شب کیا جلد جلد / میرا سینہ ہی کہ گہوارہ دلِ غمناک کا

کیجیا اب ہم رقیبونکو بھی ٹوک سکتے نہین / کیا کرین منہ ہی کسی کے دیدۂ بیباک کا

تم ہماری قبر سے اُٹھے تو دامن جھاڑ کر / واہ پاس اچھا کیا تم نے ہماری خاک کا

غیر کی رنجیدگی سے وہ بھی کچھ چپ سے ہین / یہ اثر اچھا ہوا آہِ دلِ غمناک کا

پوچھتے ہو مجھ سے کیا دورانِ سر کا میرے حال / کیا نہین دیکھا تماشہ کوزہ گر کے چاک کا

دکھا اے زاہد مجھے چشم حقارت سے نہ تو
میں اگر مجرم ہوں تو اپنے خدائے پاک کا

اسکو ناکا اس کو مارا اس کو گھائل کر دیا
قتل گہ میں تھا یہ عالم اُس بت سفاک کا

کیا شگفتہ رفتار ہے نقش قدم بت نہیں
ہی عجب نقشہ تمہارے توسن چالاک کا

غزل ۸	بزم میں دیکھو سوال بوسہ کر بیٹھا فروغ منہ لگانا فرض کیا تھا تم کو اُس بیباک کا	اشعار ۹

غزل

نہ چاہیں قبر میں سنگ لحد ... پتھر تھا
بتوں کے عشق کا تمہاری پہ میری پتھر تھا

ارے اگر مرے دل میں تو آپ کا گھر تھا
خدا کے واسطے احسان پھر یہ کس پر تھا

وہ اضطراب شب ہجر کا معاذ اللہ
کہ ایک ہاتھ کلیجہ پر ایک دل پر تھا

وہ ایک تیر کی تقدیر جو بگڑ کے بنی
وہ ایک بن کے جو بگڑا مرا مقدر تھا

کٹی فراق میں مانا تمام عمر مری
جدا رقیب کی قسمت سے ہے تو مقدر تھا

شب وصال سے کچھ روز قتل کم نہ رہا
گلے سے ملنے کو گر وہ نہتے تو خنجر تھا

عدو کی ضد سے مرے پاس آئے تھے شب وصل
تمہیں بتاؤ کہ احسان پھر یہ کس پر تھا

ہمارے قتل کی خاطر نہ تھی یہ عریانی
خوشی میں جامہ سے خنجر بھی اُن کا باہر تھا

غزل ۹	نہ کس طرح سے اُٹھاتا فراق کے صدمے دل فروغ بتوں کی طرح سے پتھر تھا	اشعار ۱۸

غزل

ہوا ہجر میں حال ابتر کسی کا
یہ کھتا ہی گیسو بکھر کر کسی کا

وہ ہنس ہنس کے ذکر عدو میرے آگے
چبھونا وہ رہ رہ کے نشتر کسی کا

نہیں سخت جان ہو نہیں لیلتے ہیں ارمان
جو رک رک کے چلتا ہی خنجر کسی کا

مرے دل پہ کر رحم اے سوز فرقت
ارے جل نجائے کہیں گھر کسی کا

مڑی جاتی ہی یاں اے سخت جانی
کہ منہ موڑے لیتا ہی خنجر کسی کا

کلیجہ تڑپ کر جو آتا ہی منہ کو
اگر نام آیا زبان پر کسی کا

وفا وعدہ اب بھی جو کرنا ہو کیجے
کہ ہوتا ہی وعدہ برابر کسی کا

محبت مین ہین شمع و پروانہ یکسان
کوئی جل گیا کٹ گیا سر کسی کا

برا کیا کہین اُس کو ہو جس سے اُلفت
گلہ کیا کرین روزِ محشر کسی کا

کٹے سر مگر قطع اُلفت نہو گی
یہ مانا کہ ہی تیز خنجر کسی کا

ارے لے لیا ناز اُٹھانے کا بدلا
یہ ٹھنا مری لاش اُٹھا کر کسی کا

ذرا حسرتِ دید تھم تھم کے نکلے
چلے کاش رُک رُک کے خنجر کسی کا

ترے کوسنے کا اثر کچھ نہو گا
ہی برگشتہ ظالم مقدر کسی کا

قیامت کی گرمی تھی محشر مین زاہد
مزا دے گیا دامن تر کسی کا

اُبھار اُس دوپٹہ سے ظاہر نکیون ہو
کہ جوبن ہی جامہ سے باہر کسی کا

ہٹا عکس اُن کا تو آئینہ بولا
زمانے مین اُجڑے نیون گھر کسی کا

کسی کی وہ شوخی کسی کا وہ جوبن
مٹانا کسی کو اُبھر کر کسی کا

غزل ہذا	نہین رحم گر اے فروغ ان بتون مین خدا تو ہی اے بندہ پرور کسی کا	اشعار ۹

غزل

شب ہجر دردِ دل کو نہ مرا خیال ہوتا
کہ پڑا تھا وقت کیونکر نہ شریک حال ہوتا

مرے غم مین مر گیا ہی یہ اُنھین خیال ہوتا
مین عدو کو کوستا بھی تو مجھے ملال ہوتا

ہی عیان مری نحافت تری گردشِ نظر سے
کہ نہ آنکھ پھیرتا تو نہ مین پائمال ہوتا

شبِ غم ترے تصور نے عجب مزے دکھائے
یہ کہان سے لطف اُٹھتے جو ترا وصال ہوتا

نہ وہ میرے گھر پہ آتے نہ عدو کو ساتھ لاتے
یہ خوشی اگر نہوتی تو نہ وہ ملال ہوتا

دلِ تنگ مدعی ہین یہ سمائین دونو کیونکر
مری دشمنی نہوتی جو ترا خیال ہوتا

جو ذرا اثر دکھاتا غم عشق اے حسینو
تو عیان تمہارے چہرے سے مرا ملال ہوتا

یہ عدو کی بیقراری ہی دلیل قطع اُلفت
کہ ضرور دل بہلتا جو ترا خیال ہوتا

غزل ۱۱۱	کبھی حالِ دل نہ لکھتا تو فریب ان بتون سے ارے اپنی جان کا کچھ جو تجھے خیال ہوتا	اشعار ۲۴

غزل

بھولے پن پر بھی جھپٹا پڑتا ہی جوبن کیسا
رنگ لایا ہی جوانی مین لڑکپن کیسا

مہربان مجھپہ کوئی ہوتا ہی اس کی ضد سے
غیر تو دوست سے بھی بڑھکے ہی دشمن کیسا

مین تو سمجھا تھا کہ مجھپہ اُنھین رحم آئیگا
اُن کو ہی وہم کہ یہ نالہ و شیون کیسا

اثر اُلٹا کیا آہون نے پس مرگ بھی کیا
جھلملاتا ہی چراغ سر مدفن کیسا

اب کسی بات کا اُن کو نہین ہوتا ہی یقین
منفعل میری عداوت سے ہی دشمن کیسا

غیر کے حال پر افسوس مجھے آتا ہے
آپ جب خوش ہون تو پھر نالہ و شیون کیسا

آنکھین اُس کو بھی ہوئی ہو نہ کچھ امید اے رشک
شاد ہی میری شب وصل یہ دشمن کیسا

کون روتا ہی بناوٹ سے مرے ماتم مین
ہنس رہا ہی یہ چراغ سر مدفن کیسا

آج کیا لکھتی ہین شرمائی نگاہین اُن کی
آج خوش پھرتا ہی اے رشک یہ دشمن کیسا

رحم آیا اُنھین کیا آبلہ پائی پہ مری
دشت مین خار پکڑ لیتے ہین دامن کیسا

دل بجھا کر نہ ہوا ہائے کلیجہ ٹھنڈا
اب بجھاتے ہو چراغ سر مدفن کیسا

منتقل اُس پہ ہوئی مشق جفا بھی مرے بعد
بد دعا کر کے بھی نادم ہوا دشمن کیسا

شاد ہون ہی ستم آمیز کرم بھی اُن کا
رات دن ورنہ لب غیر پہ شیون کیسا

اسی انداز نے مارا تھا مجھے اے ظالم
منہ کو اب ڈھانک کے رونا سر مدفن کیسا

تیری باتین نہین نشتر سے ہین کم اے ناصح
تو اگر دوست ہی تو ہوتا ہی دشمن کیسا

بدگمانی سے تری اور گھٹا جاتا ہون ۔ بات بھی مین نہین کرسکتا ہون شیون کیسا

شمع کو دیکھ کے وہ طنز سے فرماتے ہین ۔ یہ دھوان بن کے اڑا جاتا ہی جوبن کیسا

کمسنی کی ہر ادا جان لیئے لیتی ہے ۔ یہ سبھی ہوش کی باتین ہین لڑکپن کیسا

ضعف سے پڑتی ہی ایک چوٹ کلیجے یہ مرے ۔ کر رہا ہی اثر الٹا مرا شیون کیسا

مرنیوالو یہ ادا خوب نہین وقت سفر ۔ پھیرنا آنکھ کا سب سے دم مردن کیسا

نگہ یاس سے لازم ہی تمھین بھی ڈرنا ۔ اُٹھ کے دیکھو تو ہر دیوار مین روزن کیسا

نہ سہی غیر کا غم شرم سے منہ ڈھانکا تھا ۔ یہ تو فرمائیے پھر تر ہی یہ دامن کیسا

دل کے ناسور کا ابتک یہ پتا دیتا ہی ۔ جانتے بھی ہو لحد مین ہی یہ روزن کیسا

غزل ۱۲	اس زمانہ مین گلا کس کا کرے کوئی فروغ دشمنی دوست بھی اب کرتے ہین دشمن کیسا	اشعار ۲۰

غزل

حوصلہ دل کا شب وصل جو نکلا ہوتا ۔ پھر نہ منت کش آغوش تمنا ہوتا

خوف کچھ بھی جو ترے تیر نظر کا ہوتا ۔ آئینہ مین نہ ترا عکس بھی ٹھہرا ہوتا

وھم ہی آئے ترا نام مرے نام کیساتھ ۔ موت کا کاش کوئی اور بہانا ہوتا

اور دم بھر جو نہ آتا ترا پیکان دل مین ۔ داغ زینت وہ آغوش تمنا ہوتا

جان سی چیز مین یون ہجر کی شب کیون دیتا ۔ نہ اگر موت مین انداز مسیحا ہوتا

ضعف مین مجھ سے نہ سنبھلا دل بیتاب کبھی ۔ اک ذرا درد ہی نے اُٹھ کے سنبھالا ہوتا

ہائے مین جان سے بھی بڑھ کے سمجھتا تھا جنہین ۔ پھر اگر اس پہ نتھا ان پہ بھروسا ہوتا

آپ کے تیر نظر سے مجھے خوف آتا ہی ۔ آنکھ بھر کر نہ سوئے آئنہ دیکھا ہوتا

کچھ تقاضا ہی قضا کا کچھ ادا کا دم نزع ۔ کچھ ادھر سے کچھ اُدھر سے ہی اشارا ہوتا

خیر اسی مین ہوئی ظالم کہ ستمگر نکلا ۔ ورنہ عاشق ترا پھر ایک زمانا ہوتا

ہوگا دشمن جو مرا دوست تم اُسکے ہو گے
یہ سمجھتا تو عدو آپ مین اپنا ہوتا

ہنس کے کھدیتا ہون مین دعوے یکتائی پر
قہر ہوتا جو کوئی اور بھی تم سا ہوتا

وعدۂ غیر اُنھین ہم یاد دلاتے تو بہ
سے کھتے ہین مُفت مین احسان کسی کا ہوتا

اب جدا ہونگے بھلا دست تمنا میرے
کاش پہلے ہی گلے سے نہ لگایا ہوتا

طپش دل کسی کوچہ مین گرا ہی دیتی
گر نہ یارون نے جنازے کو سنبھالا ہوتا

تم جو آئے بھی تو بے چین کسی شوق مین ہو
تم نہ آتے بھی تو بیتاب کلیجا ہوتا

لن ترانی کی صدا طور پہ موسیٰ نے سُنی
دیکھتا دل ہی مین گر دیکھنے والا ہوتا

خیر ہم سے تو رُکے یا نہ رُکے تیر نظر
دیکھتے ہم نگہ یاس سے تو کیا ہوتا

داغ دل بھی ہی مرا پستی طالع کی دلیل
اک ذرا اور اُبھرتا تو یہ پھپالا ہوتا

اب بُرا ہون تو کچھ اچھا بھی سمجھتے ہین فروغ
کہتے کچھ لوگ بُرا بھی اگر اچھا ہوتا

غزل ۱۳۱ | غزل | اشعار ۱۷

ایسی ہی باتون سے تو ٹوٹ گیا دل اپنا
جو رقیبون کا ہی قاتل وہی قاتل اپنا

داغ دل اُبھرے ہین اے قافلۂ رنج و الم
دیکھ خود اُٹھ کے نشان دیتی ہی منزل اپنا

کوئی بتلائے کہ ناصح کا اجارہ کیا ہی
جان اپنی ہی جگرا اپنا ہی اور دل اپنا

نامہ بر کو مین وہان بھیج کے پچتاتا ہون
کل جو تھا دوست وہی آج ہی قاتل اپنا

بے تکلف ہر ادا نیند کی ڈھاتی ہی ستم
کام ہر وقت کیا کرتا ہی قاتل اپنا

یاد نے کشمکش غم مین پھنسایا مجھکو
ناز اُن سے بھی سوا کرنے لگا دل اپنا

ہو جو لیلی پہ ذرا بھی اثر گریۂ شوق
اُلٹے لے قیس وہ خود پردۂ محمل اپنا

کر گئی لطف وہ غصہ کی بناوٹ مین ادا
ہنس دیا دیکھ کے مُنہ تیغ مین قاتل اپنا

جان بے چین ہی دل شوق ہی کلیجہ بیتاب
حال کیا اب بھی نہین رحم کے قابل اپنا

دل کے بھر آنے سے تسکین ذرا ہوتی ہی	دیکھنا کاسۂ خالی ہی جو سائل اپنا
حسرت قتل ہی مین جان کو ہم دے دیتے	کیا کرین اسپہ بھی راضی نہین قاتل اپنا
فرقت یار مین ہی جان لبون پر اپنی	حال اب ہوگیا تسکین کے قابل اپنا
اُسکو یہ ضد کہ نہو آئینہ دم بھر بھی جدا	مجکو یہ رشک نہو جائے وہ مائل اپنا
نہ ملے حشر کے دن دادِ الٰہی ہم کو	وہی قاتل ہی رقیبون کا جو قاتل اپنا
کون دریا مین نہایا کہ اسے شرم آئی	مُنہ ہی دامن سے چھپائے ہوے ساحل اپنا

کُند خنجر سے کیا ذبح ستمگر نے فروغ
کوئی ارمان بھی جو نکلا تو بمشکل اپنا

غزل ۱۴ — غزل — اشعار ۱۹

کچھ ڈھنگ نرالا ہی تمھاری ہر ادا کا	انداز تغافل مین بھی ہی شرم و حیا کا
ماتم مین اُنھین ہوش نہین کچھ سروپا کا	اے رشک مقدر یہ مرے اہل عزا کا
کچھ شغل تھا وہ بھی نہ رہا مشق جفا کا	کس درجہ وہ دشمن ہی مگر اہل وفا کا
سب کہتے ہین کشتہ مجھے اُس تیغِ ادا کا	مین کہتا ہون اک یہ بھی بہانا تھا قضا کا
بس چپ بھی رہو نام نہ لو ترکِ جفا کا	نازک ہی بہت دل مریجان اہل وفا کا
آئے بھی تو مُنہ ڈھانک لیا لاش پہ میری	سمجھا ہی مقدر بھی مرے اہل عزا کا
گھونگٹ مین غضب کرتی ہین وہ نیچی نگاہین	کچھ شوخیون پر بس نہین چلتا ہی حیا کا
آنکھین جو بھرین میری دمِ نزع تو بولے	بس آج سے لینا نہ کبھی نام وفا کا
پہلو مین نہ جب تک ہو کوئی رہتا ہی بیتاب	کمبخت مرا دل بھی ہے بیچین بلا کا
اتنی نہ اُنھین کی مین خوشامد کرون یارب	شرمندہ ہون کیون مفت مین تاثیرِ دعا کا
دل دیدیا لو جان بھی حاضر ہی حسینو	اب ہم سے تقاضا نہین اُٹھتا ہی وفا کا
ہنستا ہی عدو طول شب ہجر پہ میرے	کمبخت کو کچھ خوف نہین روزِ جزا کا

دہی ہین اگر گالیان لے لینے دو بوسہ
کرنے دو خطا بھی جو ارادہ ہی سزا کا

بولے وہ مری لاش پہ اُٹھین نہ جفائین
آئے تو لگاتے ہوئے الزام وفا کا

وہ ٹھوکرین ہنس ہنس کے لگانا ترا ظالم
وہ کانپنا رہ رہ کے مزارِ شہدا کا

ہین جان سے بیزار اُٹھین ہوتے ہی ہوا اس
شاید کچھ ابھی حوصلہ باقی ہی جفا کا

پھر کیون یہ اشارون مین جو شاہد ہی کہ پھیر
تم کو تو ذرا خوف نہ تھا روزِ جزا کا

ماتم مین مرے سُرخ نزاکت سی ہین ہاتھ
دھوکا کہین غیرون کو نہو رنگِ حنا کا

کر ترک فروغ اب تو محبت کو بتون کی
کچھ شرم بھی کمبخت کہ بندہ ہی خدا کا

غزل

غزل ۱۵ — اشعار ۱۱

کسے بگاڑے گا بتا یہ خوش جمالون کا
ارادہ کیا ہی الٰہی سنورنے والون کا

ہوا بلند یہ فرقت مین شور نالون کا
کہ خواب اُڑ گیا راتون کو سونے والون کا

شب وصال بکھرنا وہ رُخ پہ بالون کا
وہ دو گھڑی مین بگڑنا سنورنے والون کا

وہ سو کے صبح شب وصل آپ کا اُٹھنا
وہ روپ چاند سے چہرے پہ بکھرے بالون کا

خدا کی شان عدو جان آپ پر دینگے
حضور بس یہ کلیجہ تھا مرنے والون کا

ہمارے قتل سے انکار پیش داور حشر
وہی ہی حال یہان بھی مکرنے والون کا

رہے تھے کونسے بیدرد کے یہان شب کو
حضور دیکھئے حال آئنے مین گالون کا

وہ ہون مین کُشتۂ حسرت کہ دل بھر آتا ہے
مری لحد کی طرف سے گزرنے والون کا

نہ روئیے نہ پریشان کیجئے زُلفین
یہ غم یہ رنج مین قربان مرنے والون کا

اُنھین کی خاک اُڑاتے ہین کرتے ہین باتین
پھر اُس پہ یہ بھی کہ ماتم ہی مرنے والون کا

نہ جائے شمع بھی مثلِ فروغ محفل مین
کہ بزمِ عیش مین کیا کام رونے والون کا

غزل

غزل ۱۵ — اشعار (۱۱)

دل مکدر ہی اُس ستمگر کا
رکنا بیجا نہین ہی خنجر کا

گھُٹ کے مرجاؤن کیون اے شبِ غم
لون جو احسان کسی کے خنجر کا

ناز اُدھر شوخیون کا وصل کی رات
شوق اِدھر میرے قلبِ مضطر کا

صدقے ہین ان نشیلی آنکھون کے
ساقیا کوئی دور ساغر کا

ہین ہنسا نعشِ غیر پر تو کہا
کیون ہمارا ہی دل ہی پتھر کا

وعدہ دیدار قیامت پر
کچھ نہین دھیان اہلِ محشر کا

ہاتھ مین لون نہ کیون قبلۂ دل
کہ پتا مل گیا ترے گھر کا

تم تلاشِ عدو مین پھرتے ہو
پھیر پھیرے مرے مقدر کا

کیون نہ تڑپے فراقِ جسم مین روح
چھُٹ گیا ساتھ زندگی بھر کا

چاہیے داستانِ الفت کو
ہجر کی رات روزِ محشر کا

منہ چھپاتے ہین وصل مین وہ فروغ
دھیان بھی کچھ ہی روزِ محشر کا

غزل

غزل ۱۶ — اشعار (۱۶)

خیالِ چشم تصور مین ہو جو گلشن کا
ملے قفس مین اسیرو مزا نشیمن کا

ہوا مفید مرے حق مین فعل دشمن کا
بنی چراغ چمک برق کی نشیمن کا

یس فنا بھی اثر ہی یہ سرد آہون مین
بجھا ہی دل کی طرح سے چراغ مدفن کا

نہ دشمنی سے بھی اُس کی مجھے ہو کیونکر رشک
کہ ہی تو دل مین کسی کے خیالِ دشمن کا

اُڑے خزان مین جو تنکے تو اوج اور ملا
گیا دماغ فلک پر مرے نشیمن کا

تمھین تو ہوش سر و پا کا میرے غم مین نہین
عدو ہین ساتھ بجھا دو چراغ مدفن کا

نہ لے زمانہ کا عریان تنی مین بھی احسان
اشارہ ہی عقلا سے یہ چشمِ سوزن کا

ہوا کے جھونکوں سے پوچھے یہ کون بعد فنا / کہاں چلی ہو بجھا کر چراغ مدفن کا

بناؤ شکل نہ للہ اہل ماتم کی / مرے جنازے پہ مجمع ہے دوست دشمن کا

شب وصال کی باتوں کا دھیان آ ہی گیا / وہ ہنس رہے ہیں بجھا کر چراغ مدفن کا

کم ان کے عشق سے بغض رقیب دل میں نہیں / خیال دوست سے بڑھکر ہے مجکو دشمن کا

عجب طرح سے وہ اظہار رنج کرتے ہیں / مری لحد پہ ہے دھوکا عدو کے مدفن کا

وہ میری قبر پہ ہنستے ہیں منہ جدھر کر کے / کہیں وہی تو نہ رخ ہو عدو کے مدفن کا

اگر ہزار قفس ہوں تو کیا ہیں اے صیاد / اب اور کچھ ہے تقاضا بہار گلشن کا

اگر گلا ہے مجھے تجھسے تو یہی اے ہجر / جو حال میرا ہے ظالم وہی ہے دشمن کا

پس فنا بھی عجب حال سوز دل ہے فروغ / شرار آہ پہ دھوکا ہے شمع مدفن کا

غزل

غزل ۱۸ — اشعار (۱۵)

مہربان غیر پہ وہ ہیں ترا احسان ہوتا / انقلاب بپا گر اے گردش دوران ہوتا

چھوڑ کر تجکو مرے دل میں نہ پنہان ہوتا / تجھسے عاجز جو نہ ظالم ترا پیکان ہوتا

پھول بھی تمنے اٹھائے نہ مرے خوب کیا / کچھ نہوتا تو نزاکت ہی کا احسان ہوتا

میں نے توبہ جو نہ کی خوب ہوا اے زاہد / پھر ہوتا جو میں توبہ سے پشیمان ہوتا

ہوئے ناز اٹھانے کے مزے سے واقف / ہے جو حسرت تجھے تمکو وہی ارمان ہوتا

کیوں زمانے میں نہ چرچا ہو وفا کا میری / کچھ ترا جور نہیں تھا کہ جو پنہان ہوتا

کچھ تو باعث ہے جو پیری میں جھکا جاتا ہوں / کاش گردن پہ جوانی کا نہ احسان ہوتا

خاک میں ملگئے اب میری وفا کے دعوے / کاش جلاد جفا سے نہ پشیمان ہوتا

ڈھانکتے منہ تو جنازے پہ جو روتے نہ عدو / غم مرا شرم کے پردے میں نمایاں ہوتا

آگ میں بھی جو دکھاتا ترا لطف اپنی بہار / ہر شرر نار کا اک سرو گلستان ہوتا

آپ کی جان جو وہی تو مری جان ہین آپ
بد دعا کر کے مجھے غیر پشیمان ہوتا

نالہ و آہ پہ غیرون کی اُنھین رحم آیا
کاش اے ضعف نہ مین بے سر و سامان ہوتا

یہ تو ظاہر ہی کہ ہوتا مری خواہش کے خلاف
مجکو اے کاش ترے ہجر کا ارمان ہوتا

لب سے لب ہون نہ جدا وصل مین جب اسلیے تھا
پہلوے ہجر نکلتا جو مین خندان ہوتا

دیر مین دیکھ کے سکھتے ہین یہ مجکو فروغ
کاش سکھنے کو نہ کمبخت مسلمان ہوتا

غزل ۱۹۱ — غزل — اشعار ۲۴

وصل کا گر نہ سہارا شبِ ہجران ہوتا
کیا کہون خیر جو ہوتا وہ مری جان ہوتا

رازِ دل سے مرے واقف اگر ایجان ہوتا
جو نگہبان ترا میرا نگہبان ہوتا

دھوپ کا بھی نہ گذرا اے مہ تابان ہوتا
گر نہ غافل ترے کوچہ کا نگہبان ہوتا

شوقِ دیدار جو یوسف پہ نمایان ہوتا
چشم یعقوب ہر اک روزن زندان ہوتا

سینہ داغون سے جو وحشت مین گلستان ہوتا
آبجو اشکون سے ہر چاکِ گریبان ہوتا

ہائے جی بھر کے نہ غصہ کی ادائین دیکھین
گذرا اے کاش ترا خنجرِ بُرّان ہوتا

جان میری جو ادائین نہ کسی کی لیتین
موت کا مُفت مین شرمندہ احسان ہوتا

دیکھکر جس کو مری جان مین جان آجاتی
میرے حق مین تو وہی عیسیٔ دوران ہوتا

عشق سے حسن کہین آنکھ ملا سکتا ہی
ورنہ یہ شرم کے پردہ مین پنہان ہوتا

ضد سے دشمن کی نہ آئے مرے گھر خوب کیا
کہ گوارا نہ مجھے غیر کا احسان ہوتا

ہو کے بیتاب نہ آنا تھا دمِ نزع مجھے
مین جو مرتا بھی تو کیا تھا ترے قربان ہوتا

تمکو تھا ناز جفا پر تو وفا پہ مجکو
تم پشیمان نہوئے اور مین پشیمان ہوتا

رشک میرا نہ مجھے آنکھ اُٹھانے دیتا
گر ترے حسن کا ظالم مین نگہبان ہوتا

یون نہ آتے تھے اگر خواب مین آئے ہوتے
آپکے سر کی قسم مُفت کا احسان ہوتا

نازہی اپنے گناہون پہ مجھے اے حسرت / یون ہمیسر نہ ترا گوشۂ دامان ہوتا

اذن نالون ہی کا دیتے وہ مجھے وصل مین کاش / جو مرے دل سے نکلتا وہی ارمان ہوتا

نہ لیا ہاتھ مین ظالم مرا دل خوب کیا / یہ بھی کمبخت مری جان کا خواہان ہوتا

ہین نکرتا کبھی اے دستِ جنون تجھسے عزیز / گر ہر ایک تارِ نفس تارِ گریبان ہوتا

غیر کی لاش اُٹھانے کی ضرورت کیا تھی / کام وہ آپ کو کرنا تھا جو شایان ہوتا

ہاتھ ملتا ہون نہ کیون حشر مین مجرم ٹھہرا / دستِ نازک مین ترے میرا گریبان ہوتا

شبِ وصل آپنے افشان نہ چُنی زلفون پر / لطف صبحِ وطن و شامِ غریبان ہوتا

گرتے کچھ ذرے ہی افشان کے ہوا سے چھٹ کے / تم جو آتے مری تربت پہ چراغان ہوتا

بوے غنچہ کی طرح وصل کی شب ارمان بھی / میرے دل سے جو نکلتا تو پریشان ہوتا

غزل نمبر ۲ — بدگمانی سے تعلق ہی محبت کا فروغ / ورنہ پھر مجھسے کوئی عہد نہ پیمان ہوتا — اشعار (۱۱)

غزل

نازک نہ تھا وہ شوخ کہ مین سخت جان نہ تھا / خنجر کا امتحان تھا مرا امتحان نہ تھا

چمکی تھی کس کی برقِ نگہ یہ نہ کچھ کھلا / چھپکی جو آنکھ خرمنِ تاب و توان نہ تھا

وہ پوچھتے ہین درد کی جا ہمسے روزِ وصل / دل کو کہین جگر کو بتائین کہان نہ تھا

اگلے حسین طرزِ جفا جانتے نہ تھے / یا مجرمِ وفا کوئی اے مہربان نہ تھا

ذکرِ عدو سے نیچی نگاہین ہین کس لئے / سچ کہئے گا غلط تو ہمارا گمان نہ تھا

لو ہو گیا یقینِ محبت غضب ہوا / تھا اک پیامِ موت مرا امتحان نہ تھا

تقدیر سے جو بھولی تھی تو وہ بہار مین / جس شاخ پر چمن مین مرا آشیان نہ تھا

قاتل نہ میرے آنسوؤن مین کیون بجھا لیا / تھا غیر سخت جان ترا خنجر روان نہ تھا

اب تو ستم اُٹھانے کی خو دل کو ہو گئی / وہ اور مہربان ہون کبھی یہ گمان نہ تھا

تمنے سُنی عدو سے مری داستانِ عشق — قصہ وہی تھا ہائے یہ میرا بیان نتھا

غزل ۲۱ — ہم کیا ثنائے خواجۂ آتش کرین فروغ / ایسا کوئی زمانے مین آتش زبان نتھا — اشعار (۱۱)

غزل

دیوانہ رشکِ ماہ کا کب آسمان نتھا — دامن کا چاک تھا یہ خطِ کہکشان نتھا
اُس کا ستم دلیلِ محبت ہی اے رقیب — کب مہربان مجھپہ وہ نامہربان نتھا
مجھسے کھنچے تھے کیون جو کشاکش مین پڑگیے — کچھ جرم جذبِ دل کا تو اے مہربان نتھا
اب ہم سے یہ حجاب جب آئے تھے خواب مین — پردہ بھی تو حضور کوئی درمیان نتھا
یہ بدگمانیان تو وہان مجکو لے گئین — منظور مر کے بھی مجھے جانا جہان نتھا
کس کی بلائین لیتی تھین جھک جھک کے ڈالیان — وہ گلبدن جو باغ مین اے باغبان نتھا
اللہ اعتبارِ وفا بھی نہین رہا — کیا لائقِ جفا بھی مین اے مہربان نتھا
اب غم نے داغِ عشق بھی دل سے مٹا دیا — اللہ یہ چراغ کبھی یہ مکان نتھا
عارض ترا وہ آئینہ جس مین نتھا غبار — مینی تری وہ شمع کہ جس مین دھوان نتھا
یارب وہ رشکِ ماہ تو ہمسے نہ روٹھتا — اچھا یہ آسمان نتھا مہربان نتھا

غزل ۲۲ — تھے نزع مین بھی قبر مین بھی آپ اے فروغ / نورِ رُخِ امام کا جلوہ کہان نتھا — اشعار (۱۲)

غزل

کیون ہی اے موت تری گرمیِ بازار یہ کیا — جان دے دیکے ہین سب تیرے خریدار یہ کیا
اب یہ ظلم اور یہ ستم اور یہ جفائین ظالم — پہلے وہ قول وہ عہد اور وہ اقرار یہ کیا
کیا ترے دلمین ابھی تک ہی رُکاوٹ ظالم — رُک کے چلتی ہی مرے حلق پہ تلوار یہ کیا
سرد آہون نے مری خوب اثر دکھلایا — ہوگئی اور تری گرمیِ بازار یہ کیا

تیری رحمت نے اشارے کیے کیا ای مالک
خوش ہین کیون روزِ جزا تیری گنہگار یہ کیا

ہمنے تو ہجر مین فریاد بھی نالے بھی کیے
بخت خوابیدہ نہ پھر بھی ہوا بیدار یہ کیا

ہتکھنڈے وہ مری بیتابیِ دل کے شبِ وصل
اور رکھنا وہ جھجک کر ترا ہر بار یہ کیا

ہاے باندھے گئے یہ بندِ کفن سے پسِ مرگ
نہ چھٹے مر کے بھی الفت کے گنہگار یہ کیا

دامنِ گرد مین منہ نقشِ قدم ڈھانپتے ہین
آج اٹھتی ہی حیا سے تری رفتار یہ کیا

کہ گدائی ہین تری کون ادائین ظالم
منہ ترا دیکھ کے ہنس دیتے ہین اغیار یہ کیا

بلبل و گل ہین تو چشمک نہ کہین ہوجاے
ہین اشارے ترے اے نرگسِ بیمار یہ کیا

غزل ۲۳ — فقط اک لفظِ تمنا پہ وہ بگڑے ہین فروغ
اتنی سی بات پہ ٹھیرا مین گنہگار یہ کیا — اشعار (۱۴)

غزل

فرقت مین تری ضبط فغان ہو نہین سکتا
تالو سے لگے منہ مین زبان ہو نہین سکتا

ظالم اثرِ ضعف نہان ہو نہین سکتا
آنسو بھی اب آنکھون سے روان ہو نہین سکتا

میرے جگر و دل کی تو ہی خیریت اے آہ
جب تک نہ لگے آگ دھوان ہو نہین سکتا

رکھین نہ وہ کیون حشر پہ دیدار کا وعدہ
پردہ کسی صورت سے وہان ہو نہین سکتا

وعدہ کو وفا کرکے دکھا دو تو یقین ہو
عادت کے خلاف ای مری جان ہو نہین سکتا

آتا نہین اب دل کو یقین بات کا تیری
دی ہو نہ رقیبون کو زبان ہو نہین سکتا

کیا دل مین ترے راز محبت کے چھپاؤن
جو رخ سے ہی ظاہر وہ نہان ہو نہین سکتا

رحم ان کا مرے صبر کے دعوے نہ مٹا دے
اندوہ شبِ غم کا بیان ہو نہین سکتا

دیتا ہی مزا وصل سے انکار تمہارا
ہان یون ہی کہے جاؤ کہ ہان ہو نہین سکتا

مجبور کیے ہی مرا ضعف ان کی نزاکت
ظاہر اثرِ آہ و فغان ہو نہین سکتا

کچھ بھی نہین ہی دلِ بے قدر ہمارا
اک بوسہ پہ پھر بھی تو گران ہو نہین سکتا

پردہ جو ترے تیر کو منظور ہی دل مین
کیا درد کی صورت یہ نہان ہو نہین سکتا

ظاہر کا یہ پردہ ہی کہ چھپتے ہین وہ مجھ سے
آنکھون مین کوئی رہ کے نہان ہو نہین سکتا

غزل ۲۴	یہ عہد شکن وعدے پہ آئین کہ نہ آئین کچھ دل کو فروغ اور گمان ہو نہین سکتا	اشعار (۲۵)

غزل

مین سمجھتا تھا تمھین زینت پہلو اپنا
کر لیا تمنے تو دل پر مرے قابو اپنا

ناتوانی سے کسی پر نہین قابو اپنا
اب روان آنکھ سے ہوتا نہین آنسو اپنا

دم زیب آئینہ کی کیا ہی کسی کو حاجت
دیکھ لیتا ہی کوئی چاند سا زانو اپنا

میرے اعضا ہی مرے بس مین نہین آپ تو آپ
ناتوانی سے کسی پر نہین قابو اپنا

اک ذرا تھم کے چل اے تیغ روان حلق پہ تو
کوئی رکھے ہی مرے سینہ پہ زانو اپنا

آگئی میری خوشامد سے مروت اُن کو
چل گیا وصل مین ان آنکھون پہ جادو اپنا

اب تری آنکھون مین کس طرح حیا آئیگی
پھیل کر سرمہ کئے لیتا ہے قابو اپنا

آتی ہی آنکھون مین جب حسرت دیدار تری
پیشوائی کو نکلتا ہی ہر آنسو اپنا

غیر کی لاش اُٹھا کر نہ کہین آئے ہون
مجھ سے دلواتے ہین از رشک وہ بازو اپنا

چرخ پر برق چمکتی ہی گھرا ہی بادل
اک ذرا تم بھی ہنسو کھول کے گیسو اپنا

شاد ہون خیر شب ہجر کچھ آنسو تو بچے
درد ہی سے سہی آباد ہی پہلو اپنا

کھیل تلوار کا ہر وقت نہین اچھا ہی
تم نہ دیکھا کرو آئینے مین ابرو اپنا

سیکھے ہین میری طبیعت کے سب انداز اُسنے
نہین رکتا ہی تجھے دیکھ کے آنسو اپنا

کیا صبا لائی چمن مین ترے گیسو کی شمیم
دامن گل مین ہی منہ ڈھانکے ہوئے بو اپنا

دل کا جب نام کوئی لیتا ہی میرے آگے
ہائے رو دیتا ہون مین دیکھ کے پہلو اپنا

بوجھ سنبھلے گا نہ وہ ہر الکمر نازک سے
لاش اُٹھاؤ نہ مری کھولکے گیسو اپنا

دیکھکر بزم مین اتنا بھی نہ پوچھا تم سنے — کیون یہ بیٹھا ہی دبائے ہوئے پہلو اپنا

غم سے بچنے کی سکھاتا ہی ہمین بھی راہین — اس لیئے خاک مین ملتا ہی ہر آنسو اپنا

چاندنی ہی شبِ غم بارِ تنِ لاغر کو — دے دوپٹہ کوئی ہلکا سا ہمین تو اپنا

چٹکیان لیتی ہین دل مین تری نیچی نظرین — شوخیان بھی ہین دبائے ہوئے پہلو اپنا

میرے رونے سے وہ سمجھے مرے دل کا مطلب — سامنے اُن کے زبان بنگیا آنسو اپنا

پڑتی ہین آئینہ مین پیار کی نظرین کس پر — نہین عاشق اگر اے رشکِ قمر تو اپنا

آپ سے بڑھکے خیال آپ کا ہی مجکو عزیز — آپ پر زور نہین اسپہ ہی قابو اپنا

نکلے دب کر کوئی حسرت نہ کہین ذبح کیوقت — میرے سینہ سے اُٹھا لیجئے زانو اپنا

غزل ۲۵	عشق مین ہو گیا کیا حال بتا کچھ تو فروغ دیکھ آئینہ مین چہرہ تو ذرا تو اپنا	اشعار (۱۳)

غزل

ہائے تیرے ناز اُٹھانے پر انھین بھی ناز تھا — ناز برداروں کا بھی تیرے عجب انداز تھا

لاش پر میری نہ آنا بھی اک انداز تھا — جائیے بھی بیٹھیے قربان اچھا ناز تھا

تجکو دیکھا اور چھپا دلمین مرے پیکانِ رشک — کس بلا کا غیر بھی کمبخت تیر انداز تھا

مشفق من کیا جفاؤن کا اُٹھانا سہل ہی — مر گیا غیر آپ سمجھتے ہین بڑا جانباز تھا

غیر کے مرنے پہ اُن سے ہنس کے یہ کہنا مرا — بس یہی کمبخت کو اپنی وفا پر ناز تھا

ہم گنہگارون سے وجہ جرم سُن اے بے نیاز — سُن لیا تھا تیری رحمت کو بس اسپر ناز تھا

بگڑے بیٹھے ہین اُٹھایا کیون نہ لاشہ غیر کا — آپ اتنا بھی نہ سمجھے کیا ہمارا ناز تھا

ملتی جلتی ہی نزاکت ناتوانی سے مری — اس ادا کو بھی تری مجھ ناتوان سے ساز تھا

میری تربت کے سوا کیا اور کوئی جا نتھی — مینے مانا گر تمھین شوقِ خرامِ ناز تھا

مین رقیبون کو سمجھکر اپنے دلمین شاد ہون — وہ جو سمجھتے ہین مزاجِ دشمنان ناساز تھا

بات کے ہمراہ فانوسِ گلو روشن ہوئے — لو تھی شمع نور کی یا شعلۂ آواز تھا
ہاتھ بندھنے کا سبب کھلتا نہیں کچھ وقتِ ذبح — طائرِ رنگِ حنا کیا مائل پرواز تھا

غزل ۲۶	پھر بچایا جان و دل کس کس سے کوی ای فروغ ہر ادا مین یار کی سو سو طرح کا ناز تھا	اشعار ۲۰

غزل

روزِ جزا بھی تجھکو نہ اے بُت طلب کیا — ہمنے کہان کہان ترا پاسِ ادب کیا
نیچی نظر نے تیری غضب پر غضب کیا — جب دل کو لے چُکی تو جگرکو[illegible]ب کیا
آخر سب ہی ہمارے جنازے کیساتھ تھے — تم گھر سے سر کھُلے نکل آئے غضب کیا
پچتاؤگے ضرور مجھے دیکھے اذن آہ — دل تھام کر کہوگے ارے کیا غضب کیا
بگڑے ہین عرض حال کو شکوہ سمجھکے وہ — ہمنے زبان ہلانیکا بھی قصد اب کیا
فرقت مین ضعف اور تڑپنے نہ دے ہمین — ہمنے تمہاری یاد کا پاسِ ادب کیا
جب مین گیا بگولے اُٹھے آندھیان اُٹھین — دشتِ جنون نے بھی مرا پاسِ ادب کیا
ہر اے تصور اُن کو جو آنیکی ضد تو ہو — ہمنے تو جس گھڑی جسے چاہا طلب کیا
ہم مر مٹون کی خاک ہی بیکار ہو گئی — آنکھون مین تمنے سُرمہ لگایا غضب کیا
قاتل بھی جھک گیا جو قریبِ رگِ گلو — خنجر نے بھی کسی نہ کسی کا ادب کیا
اب دل کے اضطراب کی بھی کچھ دوا کرو — تمنے تو ہاتھ رکھکے جگر پر غضب کیا
خاطر سے اُن کی بڑھکے ہی کیا کوئی آرزو — ہمنے دعا کو ہاتھ اُٹھایا غضب کیا
دیکھو تمہارے آتے ہی اُٹھی ہماری لاش — ہمنے تمہارا مر کے بھی پاسِ ادب کیا
واعظ نکرنا تھا مئے کوثر کا تجھکو وصف — لے پھر بدل گئی مری نیّت غضب کیا
ہین ہجر مین پڑا رہون بستر پہ چین سے — کمبخت ضعف نے مجھے راحت طلب کیا
ہین منفعل ہون چھیڑ کے بھی اپنی داستان — کہتے ہین اہل حشر ارے کیا غضب کیا

بیتاب دل نہین ہی خفا ہو نہ رکھ کے ہاتھ — چھپالے بھی میرے دل کے نہ تسکین غضب کیا
کب سے اُٹھائے جاتے ہین اب نازِ اضطراب — تمنے گلے سے اور لپٹ کر غضب کیا
بیچین رہے ہین کرکے دعائین شبِ فراق — کین اُتنی منتین نہ اُنھین کی غضب کیا

غزل ۲۷ — یہ کیا کیا حسینؑ سے اُمت نے اے فروغ / افسوس کچھ نہ سبطِ نبی کا ادب کیا — اشعار (۱۲)

غزل

ہاتھ اوچھا سا تو خنجر کا نہ مارا ہوتا — کاش پورا ہی ارمان ہمارا ہوتا
کچھ تو ان نیچی نگاہون سے اشارا ہوتا — کچھ تو میرے دلِ مضطر کو سہارا ہوتا
ہوچکا تھا مرا دل جب ہدفِ تیرِ نظر — میری ہمت نے نہ کلیجے کو اُبھارا ہوتا
مجھکو نظرون سے گراتے نہ احبا پسِ مرگ — کاش لاشے کو نہ کاندھے سے اُتارا ہوتا
جان سے بڑھ کے مرے دلکو سمجھتے کیا خوب — بنکے دشمن بھی مرا آپ کا پیارا ہوتا
اب دریا نہ حبابون کو دکھائی تھی آنکھ — تمنے بھی سینہ کو تن تن کے اُبھارا ہوتا
ہنس کے کہتے ہین نزاکت یہ نہ حرف آجاتا — کچھ بھی مضبوط اگر عہد ہمارا ہوتا
مجھ سے رو کر یہ کہا میرے عدو کے غم مین — رنجِ دشمن بھی نہین مجھکو گوارا ہوتا
مرنے دیتی نہین ظالم مجھے امیدِ وصال — ورنہ جینا کسے فرقت مین گوارا ہوتا
جان دینا تو مری جان کوئی چیز نہ تھا — جو ذرا بھی ترے آنے کا سہارا ہوتا
سُن جو پایا ہے کہ جنت مین ملین گی حورین — میرا مرنا بھی نہین اُن کو گوارا ہوتا

غزل ۲۸ — گو کہ تھا قابلِ دوزخ ہی فروغِ مجرم / کس طرح یہ تری رحمت کو گوارا ہوتا — اشعار (۱۴)

غزل

صدقے ہونے کا یہ مر کر بھی اشارا ہوتا — تمنے خود لاش کو تربت مین اُتارا ہوتا

غیر کیا لطف جو ہم پر بھی تمھارا ہوتا | ہم سے بڑھکر کوئی دشمن نہ ہمارا ہوتا
پھیر کر آنکھونکو جانا ترا صبح شبِ وصل | ملک الموت کو گویا کچھ اشارا ہوتا
خاک مین حشر کے دن خون کا دعوی کرتا | اُن کا آنا مجھے مجمع مین گوارا ہوتا
قہر و رحمت کی کشاکش مین پڑے ہین مجرم | کچھ اُدھر سے کچھ اِدھر سے ہی اشارا ہوتا
حسن ہی کاشش شب وعدہ یہ احسان کرتا | تیرے جوبن کیطرح تجکو اُبھارا ہوتا
ہائے کل تھین وہی آنکھین مری قاتل اے رشک | آج اُنھین سے ہی رقیبونسے اشارا ہوتا
کیون خوشامد ملک الموت کی کرنا پڑتی | کاشش مجکو ترے ملنے کا سہارا ہوتا
زندگی تو ہی مرے منہ سے یہ نکلا تھا کبھی | اپنا مرنا مجھے پھر خاک گوارا ہوتا
بوجھ کے رہتا مرے دلمین جو ترا تیرِ نظر | اک ذرا درد کے اُٹھنے کا سہارا ہوتا
آنکھین میری جو پھرین نزع مین بولے ہنسکر | ہے مرے سامنے حورونسے اشارا ہوتا
غم تو اس کا ہے کہ اب تجکو عداوت بھی نہین | یہ بھی ہوتی تو مرے دل کو سہارا ہوتا
ہے عصا سُرمہ کا دُنبالہ پئے گردشِ چشم | کیون نہ بیمار کو چلنے کا سہارا ہوتا

غزل ۲۹ — مشکلین حل ابھی ہوتین سبھی دم بھر مین **فروغ** | گر ذرا بھی مرے آقا کا اشارا ہوتا — اشعار (۱۰)

غزل

جو دم بھر کے لئے تکلیف فرماتے تو کیا ہوتا | دل بیتاب کو تسکین دیجاتے تو کیا ہوتا
دلاتا کسطرح مین یاد اُن کو وصل کا وعدہ | سمجھکر گر تقاضا وہ بگڑ جاتے تو کیا ہوتا
نہ آئے نزع مین اچھا ہوا میری عیادت کو | ابھی نام خدا کمسن ہین ڈر جاتے تو کیا ہوتا
تمھارے پانؤ تلی اے یار کچھ مہندی نہ چھٹ جاتی | ہمارے گھر بھی دم بھر کو چلے آتے تو کیا ہوتا
نکیرین آئے دم بھر جی بہل جائیگا تو نہین | کہ تنہا تھے لحد مین ہم جو گھبراتے تو کیا ہوتا
ہمارے دلسے کیا دیدار کی حسرت نکلجاتی | اگر تربت پہ وہ بعدِ فنا آتے تو کیا ہوتا

کبھی آتے نہ تم گل کی طرح سے اپنے وعدہ پر
مرے سر کی قسم گر آج بھی کھاتے تو کیا ہوتا

اثر ہوتا نہ ہرگز اُس بُتِ بے رحم کے دل میں
اگر ہم صورتِ ناقوس چلاتے تو کیا ہوتا

مین کیونکر آہین کرتا ہجر مین ہمراہ آہونکے
جو ارمان بھی مرے دلکے نکلجاتے تو کیا ہوتا

غزل عـ۳ — فروغ اُبھرے ہوئے سینہ پہ بھی اُنکے نظر آہی
اگر بیتاب ہوکر ہم لپٹ جاتے تو کیا ہوتا — اشعار (۱۵)

غزل

ہوا بسمل نگاہوں سے جو تیری وہ مرا دل تھا
نشانہ بھی یہ اے بیدرد انھین تیرونکے قابل تھا

شبِ غم ضعف سے یہ حال اے زہرہ شمائل تھا
کہ اُٹھنا در تک اور بیٹھنا دل کو بھی مشکل تھا

خدا جانے اثر کیا تھا تری جادو نگاہونمین
کہ ہاتوں سے کلیجا تھامنا بھی مجھکو مشکل تھا

وہ دیوانہ ہون اے وحشت صدائے سنگ سنتی ہی
مین اپنے گھر سے باہر مثلِ آوازِ سلاسل تھا

کیا بے قدر اسے داغِ الم تو نے ستم ڈھایا
کبھی جسپر حسین بھی ناز کرتے تھے یہ وہ دل تھا

مین کیا تحریر کرتا خط مین خود بالِ کبوتر سے
ہویدا اسپہ حالِ سینۂ مجروح بسمل تھا

جفائے چرخ رنجِ ہجر رشکِ غیر اُٹھے کس سے
یہ میری جان تھی میرا کلیجا تھا مرا دل تھا

پھرین آنکھین گرا دامن پہ طفلِ اشک مژگان سے
اسے کب جنبشِ گہوارہ سے آرام حاصل تھا

تمہاری اک نزاکت خوابمین غیرونکے جاتی تھی
مری اک ناتوانی ہوش مین آنا بھی مشکل تھا

امامِ سبحہ تھا آرام مین گردش مین تھے دانے
کہ سو دل مضطرب تھے چین اگر اک دلکو حاصل تھا

ترے تیرِ نظر کے خوب روکے وار کیا کہنا
نہ تھا کم تجھسے آئینہ مین جو تیرے مقابل تھا

ہوئے وہ بدگمان کچھ اور رکھکر ہاتھ سینہ پر
بُرا ہو اس وفورِ شوق کا کیون مضطرب دل تھا

جگر کو داغ دل کو غم سرِ شوریدہ کو سودا
محبت نے دیا اُسکو وہی جو جسکے قابل تھا

حیا نے اور وفورِ شوق نے کی وصل مین آفت
فروغ اُن کی طرح قابو مین پھر کب مرا دل تھا

غزل ۲۳۱ | **غزل** | اشعار (۱۵)

زمانہ سے نرالا تیرا ہر انداز قاتل تھا — نزاکت یہ نئی ہی سخت پتھر سے سوا دل تھا
وہ بیکس اسے وفا دشمن ترس کھانیکے قابل تھا — وفورِ ضعف سے فریاد کرنا جسکو مشکل تھا
تمھین دریا پہ بھی جاکر حجاب آیا نہ شرم آئی — وفورِ شوق سے کھولے ہوئے آغوشِ ساحل تھا
ہٹا یا رُخ سے پردہ گو نگاہِ شوق نے میری — مگر کوئی نہ کوئی پھر بھی میرے اُنکے حائل تھا
ہوئی سب بزم برہم لیگیا رونق مگر کوئی — کسیکا رنگِ رُخ بھی کیا شریکِ رنگِ محفل تھا
اُنھین نالونپہ غیرونکے ترس آیا تو کب آیا — وفورِ ضعف سے جب لب ہلانا مجکو مشکل تھا
خیال آہی گیا تھا مہمان کے رُوٹھ جانیکا — اُٹھا تھا درد جب میرے جگر مین مضطرب دل تھا
ترقی پر تھا بحرِ انتظارِ یار فرقت مین — کہ وا آغوش میرا صورتِ لبہائے ساحل تھا
عبث تھا وصل مین انکار آغوشِ تمنا سے — یہ سمجھو تو کہ تم تھے دلمین پہلو مین مرے دل تھا
نزاکت سے ہوئین مجبور غصہ کی ادائین بھی — اُنھین تو وصل کی شب آنکھ دکھلانا بھی مشکل تھا
وہ میرا حالِ فرقت جو کہین تھا وصل سے بہتر — جسے تم خود سمجھتے ہو ترس کھانیکے قابل تھا
کیا تھا ناتوانی کے اثر نے روح کو بیچین — کہ جینا بھی مجھے دشوار تھا مرنا بھی مشکل تھا
قیامت وصل مین چین جبینِ یار نے ڈھائی — کسیکا شوق بھی کمبخت پا بندِ سلاسل تھا
کیا تھا خواب مین آنیکا وعدہ اُس ستمگر نے — وفورِ شوق مین کمبخت نیند آنا بھی مشکل تھا

غزل ۲۳۲ | شبِ ہجر اُٹ گیا تھا گر دِ غم مین ای فروغ ایسا / لحد مین کوئی مردہ تھا کہ سینہ مین مرا دل تھا | اشعار (۱۱)

غزل

حال کھلجائے گا سب پر آپ کی بیداد کا — ناتوانون کو اگر موقع ملا فریاد کا
تو نہ ہوتا خلق تو پیدا نہوتے عرش و فرش — باعثِ ایجاد ہے تو عالمِ ایجاد کا
موسم گل مین چٹکتے ہین جو غنچے ہر طرف — شور ہے صحنِ گلستان مین مبارکباد کا

بات کرنا بھی مجھے مشکل ہی اب تو ضعف مین
آہ کی طاقت کہان یارا کہان فریاد کا

مرغ خوش الحان چہکتے ہین ہزارون ہر طرف
بُلبُلو گلشن سے بہتر ہی مکان صیاد کا

میرے مرنے کی ہوئی ہی اسقدر شادی اُسے
غل ہی گھر مین آج قاتل کی مبارکباد کا

رخصت اے زندان کہ دیوانے بہت گھبرائے ہین
ہو گیا ہی قصد صحرائے جنون آباد کا

بے ستون پر بے سبب لالہ نہین روئیدہ ہی
گل کھلا کرتا ہی یہ خون سر فرہاد کا

حسرت و رنج و الم گھیرے ہوئے ہین چار سمت
کس طرح نکلے کوئی ارمان دلِ ناشاد کا

خاک و باد و آب و آتش سے بنایا ہی اسے
حق نے مجمع کر دیا انسان مین اضداد کا

غزل ۳۳	مجھ کو کچھ موزون جو کرنا آگیا ہی اَی فروغ ہی فقط یہ فیض صحبت حضرتِ اُستاد کا	اشعار (۱۵)

غزل

کچھ بھی اثرِ غم شبِ ہجران نہین دیکھا
اے صبح ترا چاک گریبان نہین دیکھا

دیکھون گا تمہین چھیڑ کے غصہ کی ادائین
مدت سے وہ انداز مریجان نہین دیکھا

رہتے ہین مصیبت مین ترے دیکھنے والے
اچھا رہا جسنے تجھے اے جان نہین دیکھا

بیوجہ نتھا درد کا اُٹھ اُٹھ کے ٹہلنا
تکلیف مین کس کو شبِ ہجران نہین دیکھا

کیونکر مین کہون تم کو نہین خوئے محبت
دشمن کو کسی نے کبھی نالان نہین دیکھا

آنکھون سے ٹپکتی ہی محبت تری ظالم
پردون مین بھی اس شوخ کو پنہان نہین دیکھا

سہل ہر اک امر مگر قید ہی مشکل
دُنیا مین کسی کام کو آسان نہین دیکھا

ضائع نہوا جذبِ محبت سے لہو بھی
کیا دامنِ قاتل کو پُرافشان نہین دیکھا

اے ضبط انھین رحم آگیا رونے پہ عدو کے
افسوس مجھی کو کبھی نالان نہین دیکھا

یارب کوئی حد بھی ہی مری تنگیئے دل کی
ابتوہ الم سے بھی پریشان نہین دیکھا

ڈھاتا ہی قیامت تری رفتار کا انداز
کس نے تری خلخال کو نالان نہین دیکھا

ایدوست ذرا حشر کا دن اور بڑھا دے — جی بھر کے ابھی تجکو مری جان نہین دیکھا
وہ جلوہ ترا جس سے کہ موسی ہوئے بیہوش — ہمنے نہین دیکھا ترے قربان نہین دیکھا
ہی پاس حیا آرزوے قتل کا قاتل — ہمنے ترے خنجر کو بھی عریان نہین دیکھا

غزل عـ۳۴	دشمن جو ہوا امید فروغ اُس سے وفا کی کمبخت کوئی تجھسا بھی نادان نہین دیکھا	اشعار (۲۰)

غزل

تم نے جو ہاتھ سینہ پہ رکھا ستم ہوا — دل کی تڑپ تو بڑھ گئی گو درد کم ہوا
کیون رو رہے ہین آپ یہ طرفہ ستم ہوا — کیا دشمنون کو بھی مرے مرنے کا غم ہوا
کمسن جو تھے تو غیر سے ڈر کر لپٹ گئے — یہ جانتا تو نالے نکرتا ستم ہوا
کھنا وہ اُنکا وصل مین لپٹا کے سینہ سے — کمبخت اب تو درد ترے دل کا کم ہوا
کانٹون مین تیغ رشک ہے اب بنا دست شوق — پھولون کے ہار سینہ سے لپٹے ستم ہوا
یہ کہہ کے میری لاش پہ آکر چلے گئے — سوئے دو نیند آئی ہی کچھ درد کم ہوا
نیچی تو آنکھ ہوگئی گو شرم سے سہی — اب چرخ اور ناز کرے گا ستم ہوا
تیوری سہی چڑھا تو گئے کچھ مزار پر — اچھا ہی اب بھی آپ کا غصہ نہ کم ہوا
یہ تو سوال وصل عدو کا نہ تھا جو اب — آنکھین حیا سے تم نے جھکا لین ستم ہوا
دل دیکے تم کو مول لئے سیکڑون الم — مین خوش ہوا تھا ایک ہی دشمن یہ کم ہوا
رفتار کو اب اور سکھائے گی شوخیان — ظالم تری نگاہ جھکی کیون ستم ہوا
دُنیا کو چین آپ کو راحت رہے نصیب — مین مر گیا بلا سے وہ غصہ تو کم ہوا
یہ تو کسی کی یاد کی رہنی کی ہی جگہ — کیون غم سے دل ہمارا ابھر آیا ستم ہوا
کیا جانتا نہین مین تمہارے مزاج کو — میری بلا کو غیر سے ملنے کا غم ہوا
مین زندگی سے تنگ تھا رحم آگیا انہین — میرے لئے تو ذبح نہ ہونا ستم ہوا

ورنہ ہمارا کوچہ کہان اور یہ کہان
غیرون کا راہبر ترا نقش قدم ہوا

اب تو کچھ اور دل کی امیدون کا رنگ ہی
سنتا ہون اُن کو غیر کے مرنے کا غم ہوا

چہرے کے تمتمانے سے رنگ ورد ڈھل گیا
آخر شریک حسن اثر سوز غم ہوا

تھکتے ہین دل کو تھام کے بیدرد اب ہی کون
نالہ بھی میرا اُن کے لیئے اک ستم ہوا

غزل ۳۵	دلبر بھی اعتبار نہین مجکو اے فروغ تھے بھی کسی کا وعدہ کسی کی قسم ہوا	اشعار (۱۳)

غزل

لکھا ہے ہمنے مضمون اُنکے گیسوئے پریشان کا
بہت دشوار ہوگا جمع ہونا اپنے دیوان کا

کیا ہے وحشت دل نے مجھے سلطان بیابانکا
ملا طبل آبلہ کا اور علم خار مغیلان کا

سگ جانان کا وہ حق ہے تو یہ حصہ ہے دربانکا
نہ مجکو فکر دامن کی نہ اندیشہ گریبان کا

مین کھینچون صفحۂ قرطاس پر نقشہ جو مژگانکا
سر ہر کلک بھی نعرہ بنے شیر نیستان کا

مین لیکر روح کو ہمراہ کیونکر جاؤن تربت مین
نہین مجکو گوارا قید ہونا اپنے مہمان کا

گلے کو کاٹ کر اپنے اگر مین آپ مرجاتا
اُٹھاتا بار پھر کیون خنجر قاتل کے احسان کا

نحیف و ناتوان وہ ہون نہ سلواؤنگا زخمونکو
نہ لونگا اپنے سر پر بار مین سوزنکے احسان کا

دعائے وصل اگر مانگون فراق یار ہو حائل
اگر مین عیش چاہون سامنا ہو غمکے سامان کا

مین وہ غم دوست ہون اس عالم ایجاد مین جسکو
خیال آتا ہے روز وصل بھی شبہائے ہجران کا

اُنھین ملتی ہے کب فرصت بھلا زلفین بنانے سے
خیال آتا ہے کب اُنکو مرے حال پریشان کا

نشانہ مجکو تیرون کا کرے وہ حور اگر اے دل
گل فردوس سے بڑھکر ہر اک غنچہ ہو پیکان کا

ترے قد سے اکڑنا سرو نے سیکھا گلستان مین
اُڑایا طرز سنبل نے تری زلف پریشان کا

فروغ اکثر امور ایسے ہین ہم مجبور ہین جنسے
وگرنہ قصد دل مین اب مصمم ہے خراسان کا

غزل ۳۶ — غزل — اشعار (۱۴)

زمانہ ہجر کا گردش سے بھی بدل نہ سکا
فلک کا روز بھی قسمت کے آگے چل نہ سکا

تری نظر نے کچھ ایسا گرا دیا ظالم
سہارا درد کا بھی پا کے دل سنبھل نہ سکا

ہمارے دل کا محبت مین ہی خدا حافظ
زرا سا تمسے دوپٹہ بھی جب سنبھل نہ سکا

سرِ غرورِ شبِ وصل جھک گیا آخر
مگر حیا سے تمہارا بھی زور چل نہ سکا

مری طرح سے ہی مہتاب کے بھی دل مین داغ
تری نگاہ سے بچکر کوئی نکل نہ سکا

گھٹا یہ وصل کی شب حسرتون کی چھائی ہی
کہ رنگ چار ہی آسمان بدل نہ سکا

مٹایا پاسِ ادب نے اثر بھی نالون کا
زرا سا اُنکا کلیجہ بھی تو دہل نہ سکا

مری فنا کا سبب ہو گئین مری آہین
ہوا کے جھونکون سے آخر چراغ جل نہ سکا

بچایا ضعف نے الزامِ بیوفائی سے
گلا بھی تیرا زبان سے مری نکل نہ سکا

وہی فراق ہی دُنیا کے انقلاب مین بھی
ترا مزاج زمانے سے بھی بدل نہ سکا

نکالنا ہی رہا یاد اپنے گھر سے مجھے
مرا خیال تو دلسے ترے نکل نہ سکا

اُٹھائیے گا مری لاش بیٹھے بیٹھے بھی حضور
زرا سا دل تو مرا آپ سے سنبھل نہ سکا

کسی نے ہجر کی شب آنکھ اُٹھا کے دیکھا تھا
ہوا یہ خوف کہ رنگ آسمان بدل نہ سکا

فروغ آگئی موت اور نہ آیا خط کا جواب
لکھا ہوا تھا جو قسمت مین وہ بدل نہ سکا

غزل ۳۷ — غزل — اشعار (۱۳)

مین نے پوچھا دیر کیون کی کیا سبب تاخیر کا
بولے باعث تھا تمہاری خوبیٔ تقدیر کا

آگے اُس گل کے نہ کچھ موقع ملا تقریر کا
بنگیا بلبل مین گویا گلشنِ تصویر کا

جرم ہمنے زاہدا اُس کی رحیمی پر کئے
ہمکو شوقِ عفو مین موقع ملا تقصیر کا

سرنوشتِ غیر مین لکھا مرے دھوکیسے وصل
واہ اچھا سہو تھا یہ کاتبِ تقدیر کا

شمع کا سر خود قلم کرتے ہین وہ اللہ رے ظلم / شغل بھی اُن کو پسند آیا ہی تو گل گیر کا
خون میرا قابضِ ارواح کی گردن پہ ہی / زہر کھا لینا سبب تھا موت کی تاخیر کا
کوئی اے قاتل ترا زخمی بچے ممکن نہین / جادۂ راہِ فنا ہی دم تری شمشیر کا
بے بُلائے آپ آئین یا نہ آئین میرے گھر / خوش ہون نالہ میرا منت کش ہو تاثیر کا
آپ کے آگے زبانِ شمع کی اُس نے قلم / حکم ہو جائے تو کاٹون سر ابھی گل گیر کا
پھول سے رخسار اے گل غنچہ سوسن ہین / لون تصور مین اگر بوسہ تری تصویر کا
اے مریحان دونون ہاتون سے کلیجہ تھام لو / تم کبھی سُن لو اگر نالہ کسی دل گیر کا
اے حسینو عاشقونکے طائرِ دل کے لیئے / ہی عجب پھندا تمھاری رشتۂ تقریر کا

غزل ۳۳	میرے گھر پر آ کے وہ پھر جائین سچ ہی اے فروغ / زور کچھ تقدیر پر چلتا نہین تدبیر کا	اشعار (۱۳)

غزل

وہ ظالم مہربان ہمپر ہو ایسا ہو نہین سکتا / جو قاتل ہی ہمارا وہ مسیحا ہو نہین سکتا
جفا تیری فلک کا ظلم رشکِ غیر سے بہتر / گوارا ہی مجھے سب یہ گوارا ہو نہین سکتا
قسم بھی کس کی میری جان کی وعدے پہ کھاتے ہو / وہی کمبخت جس پر خود بھروسا ہو نہین سکتا
تمھارے ہی اشارے پر فلک ہر وقت چلتا ہی / اگر تم دوست ہو دشمن زمانا ہو نہین سکتا
اِدھر دیکھو کوئی ہو ہمین ہین ہون غیر ہو تم ہو / بُرا سب جسکو کہتے ہین وہ اچھا ہو نہین سکتا
ہماری لاش پر غیرون کیساتھ اچھا نہین ہنسنا / کسی مظلوم کا مرنا تماشا ہو نہین سکتا
وہ اپنے چاہنے والیکو چاہین غیر سے بگڑین / زمانہ بھی اگر پلٹے تو ایسا ہو نہین سکتا
بھروسا ہی ہمین وعدے پر اور وعدہ بھی انکا ہی / وفائے عہد کا جن سے تقاضا ہو نہین سکتا
ادا ہی ایک یہ بھی ورنہ حاصل منہ چھپانے سے / رہو تم جس کے دلمین اُس سے پردا ہو نہین سکتا
دعا دون غیر کو کوسون جو اپنے دلکو تو کیا ہو / مری ہر بات پر کہتے ہو ایسا ہو نہین سکتا

بھلا ہو ناامیدی کا بڑی تسکین ہے ہمکو
ترا بیمار اچھا ہے کہ اچھا ہو نہین سکتا

مری نظرون مین رہکر تم مجھی سے منہ چھپاتے ہو
عریجان چاہنے والے سے پردا ہو نہین سکتا

مرے دلمین نہین ہے اے فروغ انکے سوا کوئی
کسی کا اور اس گھر مین گذارا ہو نہین سکتا

غزل

مزا لے کرشمے دکھانا کسی کا
خدا ای کسی کی زمانا کسی کا

یہ حسرت بھرا دل ٹھکانا کسی کا
ٹھکانے لگا دل لگانا کسی کا

وہ آنکھین جھکانا کہ ملنے نہ پائین
محبت کے پہلو بچپانا کسی کا

چمک برق نے دردِ دلمین اٹھا دی
ستم کر گیا مسکرانا کسی کا

ارے جس کا تو دوست ہو اسکو غم کیا
بلا سے ہو دشمن زمانا کسی کا

کوئی دیکھتا ہی تڑپنا نہ اے دل
کہ خالی نجائے نشانا کسی کا

اِدھر کوسنا بدگمانی سے اُن کا
دعا کو اُدھر ہاتھ اُٹھانا کسی کا

کچھ ایسی ہوا حسن کی بندھ گئی ہے
کہ دم بھر رہا ہے زمانا کسی کا

مرے دشمنون پر بھی بجلی نہ ٹوٹے
نہ ڈھائے غضب مسکرانا کسی کا

نکل کر نہ ہم دل سے اُٹھین وہ نظرین
کہین چھپ نجائے نشانا کسی کا

وہ آئینہ کو دیکھ کر ناز کرنا
خود اپنی نظر مین سمانا کسی کا

فلک نے کسی کی جفاؤن کو سیکھا
قضا نے اُڑایا بہانا کسی کا

وہی بیوفائی وہی کج ادائی
ہے معشوق شاید زمانا کسی کا

چھپا کر نہ رکھا ہو دشمن کو دلمین
قیامت ہے آنکھین جھکانا کسی کا

بہت ڈھونڈھ کر [illegible] ہے دلمین
ملا ہے بمشکل ٹھکانا کسی کا

[illegible] دل [illegible]
کھلائے نہ گل مسکرانا کسی کا

نہین تیر سے کم نگاہِ تمنّا — حسین خود بنے ہین نشانا کسی کا
خوشی بھی مرے غم کی تمہید نکلی — کہ جانے کا باعث تھا آنا کسی کا
چلے ہین کہین میرے پہلو سے اُٹھکر — بدلتا ہی کروٹ زمانا کسی کا

غزل [illegible]	فروغ آئنہ کوئی دیکھے سنبھلکر پڑیگا یہ کس پر نشانا کسی کا	اشعار (۱۰)

غزل

بند بلبل کو جو میری خوش بیانی نے کیا — گل کو تیرہ تری غنچہ دہانی نے کیا
تمکو از خود رفتہ وان جوشِ جوانی نے کیا — آپسے باہر ہمین یان شادمانی نے کیا
مجھ سے تو راضی ہو اور ہین سبکے دل بھی دیکھ لیا — مہربان عالم کو میری مہربانی نے کیا
غیر کی صحبت مین شاید ہوگئی ہو یہ نہ خو — بدگمان مجکو کسی کی مہربانی نے کیا
بعد مردن بار ہم دوشِ احبا پر ہوئے — کیا سبک ہمکو گناہونکی گرانی نے کیا
دوست تو جس کا ہی سچ ہی سب اُسیکے دوست ہین — چرخ کو دشمن تری نامہربانی نے کیا
وہ سدھارے اُٹھ کے اپنے گھر شبِ وصل اور مجھے — کُو بکُو سرگشتہ میری بدگمانی نے کیا
خاک اپنی بیٹھکر اُٹھی نہ کوئے یار سے — بعد مردن بھی یہ احسان ناتوانی نے کیا
ضعف سے دم بھی نکلنا ہجر مین دشوار ہی — کس قدر مجبور ہم کو ناتوانی نے کیا

غزل [illegible]	محفلِ عالم مین مثلِ شمع سوزان اے فروغ نام روشن اپنا اس آتش زبانی نے کیا	اشعار (۱۸)

غزل

دل ہین تم اور مرے سینہ مین مرا دل ہوتا — یون بھی ہوتا تو مزا وصل کا حاصل ہوتا
یاد کا تیری ٹھکانا جو مرا دل ہوتا — کبھی مجنون ہی لیلی ہی محمل ہوتا
بیگناہی مین کہان لطف یہ حاصل ہوتا — حشر کے دن جو ترے رحم کے قابل ہوتا

آنکھ قاتل کی جو ہوتی مرے دل کی طالب
دامن تیغ نظر دامن سائل ہوتا

وہ نہ آتے جو دمِ نزع قیامت ہوتی
جان دینا تو کسی اور کو مشکل ہوتا

سمجھکر نہ ارادہ ہو چلے جانے کا
دُاٹھتا بھی تو بیچین میرا دل ہوتا

تیرے ابرو پہ نہ بل آئے یہی خوب ہوا
ورنہ غصہ ترا پابندِ سلاسل ہوتا

تجکو جو امر ہے مشکل وہی ہوتا آسان
تجکو جو کام ہے آسان وہی مشکل ہوتا

باتین غیرون کی اُٹھاتا ہے تو ورنہ ظالم
ناز کی ہین نہ کوئی تیرے مقابل ہوتا

جسکو تو چاہتا ہے تجھ سے بھی اچھا ہوگا
کاشکے ظالم مرا دل غیر پہ مائل ہوتا

دیکھتا کوئی تڑپنے کا تماشہ اُس کے
تری بیچین نگاہون سے جو بسمل ہوتا

رہگئی بات دمِ نزع تم آتے بھی تو کیا
ہونے والا تھا جو اے حور شمائل ہوتا

گر دِ غم حسرتِ مردہ کا جو بنتی مدفن
گنبدِ قبر مرا آبلۂ دل ہوتا

موت کو جان مین دیتا نہ اگر تم لیتے
کہ بہر طور جو مطلب تھا وہ حاصل ہوتا

تیغ ہوتی مجھے سب تیرے اگر موج بہا
دے لگے زخمون پہ نمک شورِ غنا دل ہوتا

چھوڑکر تجکو نہ کرتا مرا پہلو آباد
تجھ سے راضی جو ترا تیر بھی قاتل ہوتا

مٹگئے سارے نزاکت کے بھی دعوے سب دل
ورنہ یون آنکھ جھکانا بھی تو مشکل ہوتا

غزل ۲۲۴

ہون وہ غم دوست کہ رہتا ہون مین بیتاب فروغ
چین کب ہے نہین سب بے چین اگر دل ہوتا

اشعار (۱۷)

غزل

حشر تک ہوتمین موسیٰ سے نہ زیا جاتا
تیرا جلوہ جو سرِ طور دکھایا جاتا

غنچہ ظاہر مین تو وہ توڑتے ہین گلشن مین
دلِ ناشاد ہے در پردہ دکھایا جاتا

تم جو اظہارِ محبت کا گلہ کرتے ہو
عیب تھا کوئی نہین تھا کہ چھپایا جاتا

ہجر کی آگ تھی وہ آگ جو ہوتا معتوب
تو اسی آگ مین دوزخ بھی جلایا جاتا

سر چڑھاتے نہ بھلا غیر کو اور محفل مین
کیا وہ مین تھا کہ جو نظرون سے گرایا جاتا

حجاب اُن کو جو یون بیٹھنا تھا محفل مین
کاش پردہ کے عوض پھر اُٹھایا جاتا

دردِ دل کو مرے کس طرح سے کرتے باور
وہ جو کہتے کہ یہین دیکھون تو دکھایا جاتا

گالیان کھائین اگر غیر نے اچھا کھائین
یہ کوئی زہر نہتا جو کہ نہ کھایا جاتا

آنکھ غصہ سے بگڑ کر تو دکھاتا وہ شوخ
ہنسی گر رُخِ خندان نہ دکھایا جاتا

اپنے وعدے پہ وہ آتے بھی تو ای سوزِ درون
تو ہی تبلا انھین سینہ سے لگایا جاتا

سادگی پر تری مرتا نہ عدو رشک یہی
سوگ مین میرے جو زیور نہ بڑھایا جاتا

ہمنے مانا کہ نہین تم کو دماغِ فریاد
تمھین بولو ہمین پھر کیون نہ ستایا جاتا

جان کے غیر ہی وہ کاش چھپاتی ہر بات
ذکر غیرون کا تو مجھکو نہ سنایا جاتا

نقشِ پا بنکے بھی رہتا جو تری کوچہ مین
یہی کاوش تھی تو چل پھر کے مٹایا جاتا

دیکھتا آئینہ جب تو وہ ترا عکس سہی
ہمنے مانا یہ مقابل ترے آیا جاتا

غزل ۴۳ — پندِ ناصح سے برافروختہ دل ہوتا فروغ / اور بھی شعلہ بھڑکتا جو بجھایا جاتا — اشعار (۱۷)

غزل

کیا ترا عکس سے بے حجاب ہوا
کیون پھر آئینہ آب آب ہوا

دلمین بھی کب رہے وہ بے پردہ
دودِ آہِ جگر نقاب ہوا

حُسن چھپ کر نقاب سے نکلا
پردے پردے مین بے حجاب ہوا

پھر کے آتا نہین ہی قاصد بھی
وہ بھی خط کا مرے جواب ہوا

دل جو تڑپا تو زلزلے آئے
ساری دُنیا کو اضطراب ہوا

لی نہ بیمار نے ترے کروٹ
ایک دُنیا کو انقلاب ہوا

بدگمانی سے تیری ڈر ڈر کے
تیرا عاشق نہ محوِ خواب ہوا

برق پر کب نظر ٹھہرتی ہی
تیرا جلوا تری نقاب ہوا

میرے دل مین لہو کی بوند نہ تھی
کیا ترے تیر سے حجاب ہوا

طلب بوسہ پر زبان کاٹی
یہ مری بات کا جواب ہوا

کیا تڑپ کر عدو کے گھر وہ گئے
کیون مرے دل کا اضطراب ہوا

تاب لائے نہ دیکھنے والے
شوق خود حسن کی نقاب ہوا

تیری نیچی نظر نے مارا تیر
کشتۂ ناوک حجاب ہوا

کھل گیا حال طول حشر کا
اک ہمارا فقط حساب ہوا

دامن شوق دید وصل کی شب
آپکے چہرے پر نقاب ہوا

لاش اُٹھا کر کہا یہ چپکے سے
ناز اُٹھانے کا یہ جواب ہوا

غزل ۱۴۴ — لب دریا فروغ آئے جو وہ / چشم مشتاق ہر حباب ہوا — اشعار (۱۴)

غزل

سرخ چہرہ وہ ہم عتاب ہوا
رنگ بدلا بھی تو نقاب ہوا

عکس نکلا نہ آئینہ سے کبھی
تم سے بڑھکر اسے حجاب ہوا

شعلۂ آتش جمال ترا
پھیل کر حسن کی نقاب ہوا

لب دریا فراق ساقی مین
جام معکوس ہر حباب ہوا

برق تڑپی تو دل کا حال کھلا
جو سکون تھا وہ اضطراب ہوا

حسن شوخی سے چھوٹ کر نکلا
کب یہ پنہان تہ نقاب ہوا

وہ تو وہ میرے کان تک نگیا
میرا نالہ نفیر خواب ہوا

کیون کوئی بیوفا کہے جو سنے
یہ بھی کیا آپ کا شباب ہوا

دیکھکر آئنہ چڑھی تیوری
کون یہ مورد عتاب ہوا

منہ تو غیروں میں تو نے ڈھانک لیا	میرا غم بھی تری نقاب ہوا
اختلاط آئینہ سے یوں دم برب	اب کہو کون بیحجاب ہوا
دلمیں تیری نگاہ بیٹھ گئی	یہ مری آہ کا جواب ہوا

غزل ۵۴	جسکو دیکھا وہ بیوفا ہی فروغ وہ ہوئے یا مرا شباب ہوا	اشعار (۱۳)

غزل

کرتا میں عرض حال مجھے کیا ضرور تھا	اے دوست تو تو عالم مافی الصدور تھا
زاہد کو بھی تو عشق کسی کا ضرور تھا	میں عاشق پری تھا وہ شیدائے حور تھا
جب اختیار میں نہ دل ناصبور تھا	پھر آپ ہی کہیں کہ مرا کیا قصور تھا
لذت ہی بعد مرگ بھی عاشق کی چین سے	تکیہ کی جا مزار میں زانوئے حور تھا
رو رو کے اور روح کو اک رنج دے گئے	آنا مری لحد پہ تمہیں کیا ضرور تھا
میں خاک ہو کے بھی نہ سمایا نگاہ میں	سرمہ تھا اور دیدۂ جانان سے دور تھا
مانا کہ تم نے اُس کی مذمت ہی کی مگر	کیا ذکر غیر میرے ہی آگے ضرور تھا
پروانہ تھا تو شمع کی قربت نہ تھی نصیب	بلبل جو تھا تو صحن گلستان سے دور تھا
اچھا وہ حال دل تو ہمارا سنا گئے	دیتے جواب بھی یہ انھیں کیا ضرور تھا
دیں اپنے ہاتھ سے وہ سزا کس امید پر	جس کی خطا ہو کہتا ہوں میرا قصور تھا
مجنون کے عشق کا جو کیا اُس نے تذکرہ	ہنسکر کہا دماغ میں اُس کے فتور تھا
دامن سے غیر ہی کے اگر پونچھنا تھے اشک	رونا ہی میرے غم میں انھیں کیا ضرور تھا

غزل ۵۵	مانا کہ رحم یار کو آیا نہ اے فروغ پر اپنا حال دل تمہیں کہنا ضرور تھا	اشعار (۱۷)

غزل

جو مقابل اس کے ظالم نہ مرا شباب ہوتا
تری بے وفا طبیعت کا نہ پھر جواب ہوتا

ترے رنگ کو تغیر جو دمِ عتاب ہوتا
ترے رخ پہ ہلکی ہلکی وہی اک نقاب ہوتا

کہیں لیں میں بھی تو جو جاتا اُسے لاکھ گو چھپایا
یہ سحر کو تیری آنکھوں سے عیاں وہ خواب ہوتا

وہی ایک شعلہ ظالم ترے حسن و برق میں ہی
نہ چھپا سحاب میں جو وہ تہِ نقاب ہوتا

شبِ وصل یہ تجاہل بھی عجب لطف دیتا
مرا بخت جاگ اٹھتا جو وہ محو خواب ہوتا

جو شبِ وصال آتی تو عجب مزے دکھاتی
کہ بلائیں کوئی لیتا کوئی محو خواب ہوتا

کوئی عرش پر جو چھپتا میں تڑپ کے ان پہنچتا
یہی تھا تو کاش اپنا مجھے اضطراب ہوتا

نہ میں خوابگہ تک آتا تو میں لطف کچھ اٹھاتا
جو مرا خیال ظالم تجھے وقتِ خواب ہوتا

ترا حسن اے ستمگر ہوا جامہ ہی سے باہر
نہ یہ پھوٹ کر نکلتا جو اسے حجاب ہوتا

وہ نگاہ تھی جو بجلی تو مقابلے پر آتی
جو سکون تھا مرے دل کا وہی اضطراب ہوتا

مری آنکھ میں نہ کیونکر ہو وقارِ حسن تیرا
ہی شکوۂ بحر زیرِ لبِ حباب ہوتا

تری یاد تیری حسرت کو وہ ہوتا مہدِ راحت
مرے دل کو اور فرقت اگر اضطراب ہوتا

وہ تند و یہ مہربان ہیں یہ دل و جگر تباہ ہیں
عجب اتفاق ہوتا جو اب انقلاب ہوتا

تری بدگمانیوں سے نہیں اور چین آتا
جو مجھے قرار ہوتا تجھے اضطراب ہوتا

تو ادھر جو تیغ اٹھاتا تو ادھر میں سر جھکاتا
وہ ترا سوال ہوتا یہ مرا جواب ہوتا

نہیں مجھ میں اتنی طاقت کہ میں جھوٹی بدلوں کروٹ
مجھے کیا برا تھا ظالم اگر اضطراب ہوتا

غزل ۵۴	شبِ وصل کی سحر کو یہ مزے فروغ ہوتے کچھ ادھر خیال ہوتا کچھ ادھر حجاب ہوتا	اشعار (۱۱)

غزل

قافلہ دل میں جو آیا مرے ارمانوں کا
درد اٹھا کہ ادب چاہیے مہمانوں کا

کیوں بگڑتا ہے اگر مصحفِ رخ چوم لیا
ارے کافر یہ تو شیوہ ہے مسلمانوں کا

مختصر کر نہ شبِ وصل عریبان اے چرخ
چاہیئے کچھ تو تجھے دھیان غریبانون کا

بے بلائے مری محفل مین چلا آئے رقیب
جان پہچان مگر ہی ترے دربانون کا

روح کا تن سے نکلنا تو بہت آسان ہی
دیکھیئے مشکل ہی نکلنا مرے ارمانون کا

وصل کی رات ہی للہ نہ ملیئے مینھدی
دیکھیئے خون ہوا جاتا ہی ارمانون کا

بزم مین دو دسر شمع سے روشن ہی کہ شمع
بال کھولے ہوئے غم کرتی ہی پروانون کا

وصل مین مجکو وہ لپٹا کے گلے سے بولے
ہم بھی دیکھینگے نکلنا ترے ارمانون کا

حکم ہی تخلیہ مین شمع نہ آنے پائے
ساتھ اک جم غفیر اس کے ہی پروانون کا

کہین ڈھلجائے دوپٹہ نہ دمِ قتل رقیب
تیغ اُٹھانے مین ذرا دھیان ہی شانون کا

غزل ۴۸	لوٹون کانٹون پہ کلیون فرقت گلشن مین فروغ پرورش یافتہ ہون پھولونکے دامانون کا	اشعار (۱۸)

غزل

حشر کی چال سے تو قبر پہ آنا ہی نہ تھا
ابھی سویا تھا ابھی مجکو جگانا ہی نہ تھا

اُن پہ پیر حسینونکا بھی نرہا اب الزام
آپ مین بیخودیٔ دل ہمین آنا ہی نہ تھا

بڑھ گئی اور تڑپ اے دل مضطر تیری
تجکو اُن شوخ نگاہون مین سمانا ہی نہ تھا

نرہائے مرا ضعف بھی اب لائق رحم
اب مین سمجھا کہ ترا ناز اُٹھانا ہی نہ تھا

وعدۂ غیر کے اظہار کی حاجت کیا تھی
تمکو جانا تھا تو کیا اور رلانا ہی نہ تھا

بدگمان ہو کے وہ اب قیس کا دیتے ہین خطاب
نام لیلیٰ کا زبان پر ہمین لانا ہی نہ تھا

ناز کی ہاتھ لگانے نہین دیتی اب اور
اُسکو اے جذبۂ دل کھینچ کے لانا ہی نہ تھا

سب ہی بیٹھے ہین جو روتے ہین تو منہ ڈھانپ کے روئین
گر یہی تھا تو مری لاش پہ آنا ہی نہ تھا

اتنے سے رحم نے ہی کر دیا غیرون کو نڈر
قتل کر کے مجھے منہ پھیر کے جانا ہی نہ تھا

جان دینی تھی اے غیر تو اُن کے در پر
ارے کمبخت کوئی اور ٹھکانا ہی نہ تھا

حسن تو خود ہی منہ کو نہ ٹھہرنے دیتا
رخ روشن تمہیں پردے میں چھپانا ہی نہ تھا

اہل ماتم کی نگاہیں تو غضب ڈھاتی ہیں
میرے لاشہ پہ کھلے سر تمہیں آنا ہی نہ تھا

بعد مدت کے ذرا سی مجھے نیند آئی تھی
دم تلقین مرے شانہ کو ہلانا ہی نہ تھا

مری جان اور بھی اب کچھ ہیں ارادے دلکے
وصل میں تجکو کلیجہ سے لگانا ہی نہ تھا

خیر اب عذر نزاکت کا بھی جھگڑا نہ رہا
آپ کو تیغ کا لاشہ تو اٹھانا ہی نہ تھا

وصل کی شب جو ضدیں ہیں مرے پاس آنیکی
میرے دل میری نظروں میں سمانا ہی نہ تھا

شب وصل انکے بجانے سے نہیں کیا نکلی
ہمیں چھوڑ کے ہمیں ہاتھ لگانا ہی نہ تھا

چھوڑ کر خلد جہنم میں تم آئے ہو فروغ
کربلا جا کے سوئے ہند پھر آنا ہی نہ تھا

غزل

کبھی ان تلووں نے آنکھوں کو بھی ملنے نہ دیا
کوئی ارمان نزاکت نے نکلنے نہ دیا

ہائے فقرہ تو یہ دیکھ کے ہوگا ہمیں رنج
میرے لاشہ کو بھی کوچہ سے نکلنے نہ دیا

نام سے دینے کے واقف ہی نہیں تیرا رخ
کبھی دل کھو کے ہاتھوں کو بھی ملنے نہ دیا

ہائے ابھرا ہوا جوبن وہ کسی کافر کا
جس نے سینہ پہ دوپٹہ کو سنبھلنے نہ دیا

طپش دل کا بھلا ہو کہ بدل لی کروٹ
ہو برا ضعف کا پہلو بھی بدلنے نہ دیا

مجھکو ہر روز نکالا کئے اپنے گھر سے
میرے دل سے کبھی حسرت کو نکلنے نہ دیا

رہگیا پرتو رخ دل میں تصور ہو کر
عکس کو آئنہ سے سامنے نکلنے نہ دیا

دیکھکر ناز سے چلنا کسی متوالے کا
میں تو سنبھلا تھا طبیعت نے سنبھلنے نہ دیا

اس طرف شرم تری اسطرف ارمان میرا
اسنے تجکو تو اسے تو نے نکلنے نہ دیا

تیرے بیمار نے چاہا تھا کہ جائے سوئے قبر
ہائے اس ضعف نے تو گھر بھی بدلنے نہ دیا

ہمنے چاہا تھا کہ مر جائیں تری فرقت میں
خواہش وصل نے تو دم بھی نکلنے نہ دیا

غزل ۵۰	دیکھکر رات کو جلوہ لب بام اُسکا فروغ شرم سے چاند کو گردون پہ نکلنے ندیا	اشعار (۲۵)

غزل

نازکی مین کوئی اس دل کے مقابل نہوا — بات کا بھی یہ کسی کی متحمل نہوا
ہائے جی بھر کے نظارا بھی حاصل نہوا — کُند قسمت سے مری خنجر قاتل نہوا
چشم اُلفت کا بھی اُن سے متحمل نہوا — ناتوانی مین کوئی دل کے مقابل نہوا
کاش اسے رشک نہ محشر میں الٹتی وہ نقاب — کون تھا جو نگہ ناز سے بسمل نہوا
مسکراہٹ نے دم وعدہ قیامت ڈھائی — کوئی فقرہ ترا تسکین کے قابل نہوا
اُن کو یہ دھیان ہے غیرون کی سزا خوش ہی ہے — مجکو یہ رنج مین تعذیر کے قابل نہوا
یار کبھی نے بھی فرقت مین مدد میری کی — مین وہ مجرم ہون کہ زنجیر کے قابل نہوا
تجھ سے بڑھکر نہ ملا مجکو زمانے مین کریم — مین سوا تیرے کسی کا کبھی سائل نہوا
امتحان میری وفا کا ابھی کچھ باقی ہی — قتل پر میرے ابھی راضی مرا قاتل نہوا
پھر نہ آیا کبھی جسدن سے گیا تیرا خیال — جب سے اُجڑا ہی پھر آباد مرا دل نہوا
ناتوانی نے مری مجکو مٹایا افسوس — مین ترے سایۂ دیوار کے قابل نہوا
رُک گیا دیکھنے کو چاند سی صورت اُسکی — میری گردن پہ روان خنجر قاتل نہوا
چشم انصاف سے دیکھا جو نہ اے اہل سخن — کیا کوئی شعر مرا صاد کے قابل نہوا
بہک گیا ہو نہ تو محشر مین ترس آتا ہی — ہائے انمین سے کوئی رحم کے قابل نہوا
پھر تو غیرون کا مزاج آپ اُٹھا کر نہ کہین — کہ نزاکت مین کوئی میرے مقابل نہوا
غیر کے نالو نپہ سنتا ہون اُنھین رحم آیا — ہائے لے ضعف مین فریاد کے قابل نہوا
غیر کے سوگ مین کاجل بھی لگاتی تھے نہ وہ — خیر ضایع مرا دود جگر و دل نہوا
خندۂ برق پہ بیجا نہین کچھ گریۂ ابر — کچھ بجز رنج ہنسی مین کبھی حاصل نہوا

اور شوخی سنے بڑھایا مری بیتابی کو
کچھ نگاہون مین سمانیسے بھی حاصل نہوا

مجھ سے ہر بات مین اک ضد ہی خوشی ہو کہ ملال
اُسنسے جی بھر کے مجھے رنج بھی حاصل نہوا

خواب مین بھی نہ تری چاند سی صورت دیکھی
نیند آنیسے جو مطلب تھا وہ حاصل نہوا

حسن کا رعب تھا شوق مرے دل کا بڑھا
اور کچھ آپکو اس شرم سے حاصل نہوا

آپ مین ہائے مجھے شوق نے رہنے ندیا
وصل کا لطف مجھے وصل مین حاصل نہوا

اپنے مُنہ سے کبھی مرنیکو بھی تم نے نہ کہا
زندہ رہنے سے جو مطلب تھا وہ حاصل نہوا

غزل ۵۱

ٹیلکیان اُسنے کلیجہ مین نہ لین میر فروغ
دل لگانیکا جو تھا لطف وہ حاصل نہوا

اشعار (۱۳)

غزل

نہ سہی گرکسی لایق نہ مرا دل نکلا
پر ترے ناز اُٹھانے کے تو قابل نکلا

توڑ کر غنچہ کہ کیون پھینکدیا کہیے تو
کسی ناشاد کا ارمان بھرا دل نکلا

لذتِ ذبح سے تو مجکو نہ رکھا محروم
شکر صد شکر کہ بیرحم وہ قاتل نکلا

آتشِ حسن سے جلجائے کہین پردہ رخ
کہ یہ کمبخت شبِ وصل بھی حائل نکلا

وہ اندھیری شبِ فرقت کی وہ ہُو کا عالم
مونس اُس وقت مین نکلا تو بس اک دل نکلا

پیچ تو ہی رات کے کل چار پہر ہوتے ہین
خاک پھر وصل کی شب حوصلۂ دل نکلا

نہ سُنی پر نہ سُنی ہائے کوئی بات مری
بیوفا یار سے بھی بڑھ کے مرا دل نکلا

چرخ پر اب یہ سمجھتا تھا جسے قیس غریب
وہی لیلی کا سراپردۂ محمل نکلا

کم نہین طول سے اُسکے بھی درازی اسکی
روزِ فرقت شبِ گیسو کے مقابل نکلا

ہم سمجھتے تھے کہ فرقت مین ہی جینا دشوار
خواہشِ وصل مین مرنا بھی تو مشکل نکلا

شب کو وعدہ پہ نہ آئے نسہی کیا شکوہ
یہ بھی اک ذکر مین ذکر اے مہ کامل نکلا

ہائے کیا کیجیے گھٹتا ہی نہین روزِ فراق
یہ بھی کمبخت مرا حوصلۂ دل نکلا

اشعار (۱۷)	بات بھی کوئی کسی کی نہین اُٹھتی ہے فروغ نازک اُن سے بھی زیادہ یہ مرا دل نکلا	غزل ۵۲

غزل

عدوئے طالبِ دیدار نہ اک اے میرے دلبر تھا
نقاب اچھا تھی تو تیرا گیسو تیرے مُنہ پر تھا

رہِ اُلفت مین کیون یارب مرے پاؤنکو چکر تھا
نہ ساغر تھا نہ گردون تھا نہ عاشق کا مقدر تھا

وہی ہین ہجر کی باتین وہی جھگڑے وہی قصے
نہ ہم کو وصل کی شب بھی مگر آرام دم بھر تھا

نقابِ رُخ سے کب چھپتا تھا نورِ عارضِ تابان
مگر اے ماہ تیرا حُسن بھی جامے سے باہر تھا

خدا بخشے عجب دیدار کی حسرت تھی بسمل کو
نظر اُسکی رُخِ قاتل پہ تھی گردن پہ خنجر تھا

وہ بولے آرزو دیکھی نہ دلمین غیر کے کوئی
کہا مینے یہ ویرانہ کسی کمبخت کا گھر تھا

ہوئی تسکین تو میرے اضطرابِ دلکو تھوڑی سی
دروغ مصلحت آمیز وعدہ تیرا دلبر تھا

کلیجا کانپتا ہی جب شبِ غم یاد آتی ہی
خدا ہی جانتا ہی بس جو صدمہ میرے دل پر تھا

ازل سے یار نسبت عاشق و معشوق مین اک ہی
مری تقدیر مین بل تھا ترے گیسو مین گھونگر تھا

مرے دل سے نکالے وصل کی شب حسرتین ارمان
اُسے اے بُت کیا ویران جو اللہ کا گھر تھا

نہ جبتک اے شبِ فرقت درازی غیر نے دیکھی تھی
مرے دلکو نہ اے ظالم یقین طولِ محشر تھا

بھلا کیا مُنہ لگاتا جام مے کو بزم عالم مین
کہ مین مستِ شرابِ اُلفتِ ساقیِ کوثر تھا

مین سمجھا کچھ عداوت مجھسے تھی پر یہ تری خو ہی
وہ ظلم اورون پہ اب مین دیکھتا ہون جو نہ مجھ پر تھا

شکایت ہائے وہ کرنا مرا وعدہ خلافی کی
اور اُن کا ناز سے کہنا کسی کا کوئی نوکر تھا

غرض تھے عاشق و معشوق دونون ایک حالت مین
اِدھر لوہے کا زیور تھا اُدھر سونیکا زیور تھا

مؤذن مین تو زندہ ہو گیا صبحِ شبِ فرقت
صدائے عیسوی تھی نعرہ اللہ اکبر تھا

نہین کچھ اور وقف پر فروغ اتنا تو واقف ہین
کہ محفل مین کسی کی تذکرہ تیرا بھی اکثر تھا

غزل

غزل ۵۳ — اشعار (۱۶)

اے موت مری جان پہ بیداد نکرنا
ظالم سے مجھے منت کشِ جلاد نکرنا

چھریان بھی ہوان نیچی نگاہون نے چبھوتے
اور بھی کیے جاتے ہو فریاد نکرنا

رہ رہکے اشارے ہین یہی ضبط کے مجھسے
گھٹ گھٹ ہی کے مرنا کبھی فریاد نکرنا

کیا کیا ہین مجھے خوف تغافل سے تمھارے
مرنے پہ تو مٹی مری برباد نکرنا

باتون کو مرے منہ پہ وہ رکھ رکھکے دمِ نزع
کہتے ہین کہ میری کہین فریاد نکرنا

اس سے تو بہت کچھ ہے ہمارا مرے دل کو
بیداد ہی میرے لئے بیداد نکرنا

ڈر ہے نہ کہین حوصلہ بیداد کا پھر ہو
اُجڑے ہوے دل کو مرے آباد نکرنا

تم شاد اگر ہو تو مین ناشاد نہین ہون
ہین شاد اسی مین ہون مجھے شاد نکرنا

محشر ہی تو کیا ہے تم اسی طرح ہنسے جاؤ
اب کیون یہ اشارے ہین کہ فریاد نکرنا

کس روز مرے قلب کو پہونچائی ہے راحت
کس منہ سے یہ کہتے ہو کہ فریاد نکرنا

مجھ زار سے تو رشک کے طعنے نہ اُٹھین گے
للہ مرے دلکو بھی تم شاد نکرنا

برباد ہے دل مرا اچھی یہ صدین ہین
آئینہ کے بھی گھر کو پھر آباد نکرنا

دشوار ہے تاب نگہِ یاس غریبان
فریاد کہین تم دمِ بیداد نکرنا

مجھ زار سے کہتی ہے شبِ ہجر یہ تاثیر
بیدل کے سنبھالے ہوئے فریاد نکرنا

چپ رہنے کی کیا جلد مجھے داد ملی ہے
ظالم کو مرے بھا گیا فریاد نکرنا

مجھ زار کو ہچکی کا بھی دشوار ہے صدمہ
للہ دمِ نزع سے مجھے یاد نکرنا

ہو خاکِ شفا خاکِ **فروغ** اے مرے مولا
اس ہند مین مٹی کہین برباد نکرنا

غزل ۵۴ — اشعار (۲۴)

غزل

اس کے دلمین اس کی نظرو مین ہے جلوہ آپکا
اور کو پوچھا تا ہے کب آشنا سا آپ کا

گر زبانِ خلق پر ہوتا اجارا آپکا
نام بھی پھر ساتھ کیون آتا ہمارا آپکا

کوزہ دریا مین کہین ہی کوزے مین دریا کہین
آپکے جلوسے مین دل ہی دلمین جلوا آپکا

پھیر کر منہ رو دی ہی مشکل مری آسان ہوی
موت بھی کیا خوب سمجھی ہی اشارا آپکا

مرنے والے قبر مین بھی چین پا سکتے نہین
نیچی نظرون نے کیا ظاہر ارادا آپکا

جذبِ الفت نے کیا گورِ غریبان مین اثر
بنگیا تعویذ ہر نقشِ کفِ پا آپکا

شکوہ دشمن سے یہ دعوی بھی باطل ہو گیا
ہم سمجھتے تھے دلون پر ہی اجارا آپکا

باندھکر تیغ آئے ہین کرنے علاجِ دردِ دل
نام رکھا ہی بھلا کس نے مسیحا آپکا

کم نہین بارِ محبت سے حیا کا بوجھ بھی
اُٹھ نہین سکتا اُٹھائے سے یہ پردا آپکا

منہ سے یہ نکلے اور آغوشِ سماعت انہون
آپسے کیا نام بھی کچھ کم ہی پیارا آپکا

نزع مین سب نے سمجھے بوجھے کیون خفا ہوتی ہین آپ
آنکھین جو روشنے بھی پھیرے کیا یہ شیدا آپکا

حضرت موسی ہوئے بیہوش کوہِ طور پر
دیکھنے والے نے دیکھا دلمین جلوا آپکا

اک گھڑی بھر کیلئے دلمین بھی آجائین جو تو
ڈھونڈھتا ہی درد اُٹھنے کو سہارا آپکا

سنکے تک آتی ہی دعا ہو کر شکایت آپکی
لب تک آکر شکر بنجاتا ہی شکوا آپکا

سینہ پر شوخی دوپٹہ سے جو کرتی ہی صبا
نیچی نظرین جھک کے کرلیتی ہین پردا آپکا

جھوٹے بھی وعدونکے سہارے پر کوئی کیا تاب جیے
حشر ہی مین خیر اب دیکھینگے جلوا آپکا

جوشِ الفت مین ہی کسکو دوست دشمن کی تمیز
دیسے مین اکثر کیا کرتا ہون شکوا آپکا

دل ادھر تڑپا ادھر نظرین پڑین در کی طرف
کوئی آہٹ شکو ہو دیتی ہی دھوکا آپکا

آنکھ ملتے ہی نظر نے جھک کے سب کچھ کہدیا
جھوٹ سچ سب کھل گیا آخر ہمارا آپکا

ہوتی ہی بے قصد بھی ظاہر بگڑنے کی ادا
رہگیا تصویر مین بھی کھنچ کے نقشا آپکا

دلکی رونق کون ہی زینت زبان کی کون ہی
یاد کس کی آپ کی مذکور کس کا آپکا

قہر تھا وہ رحم سے منہ پھیر لینا وقتِ ذبح
مڑ گیا خنجر بھی پاتے ہی اشارا آپکا

تیوریان کیون چڑھ گئیں دل لیجیے دل لیجیے ۔۔ ناتوان ہون اُٹھ نہین سکتا تقاضا آپکا

غزل ۵۵ ۔۔ اس فروغ حسن کا باعث ٹھرا ہی فروغ ۔ اسکی اُلفت سے ہوا دنیا مین شہر آپ کا ۔۔ اشعار (۱۲)

غزل

معشوقونکو مرنے کا مرے غم نہین ہوتا ۔۔ غم بھی مرا منت کش ماتم نہین ہوتا

کس دل سے لگاتے ہو کلیجے سے مجھے تم ۔۔ کچھ خاک مرا دردِ جگر کم نہین ہوتا

وہ رنج اُٹھائے ہین کہ غیرون کا تو کیا ذکر ۔۔ خود اپنی مصیبت کا مجھے غم نہین ہوتا

کرتی ہی صبا آپ کی زلفونکو پریشان ۔۔ اس پر بھی مزاج آپکا برہم نہین ہوتا

کب شرم سے چلتا ہی حسینون کا تکبر ۔۔ کیا صبح شبِ وصل بھی سرخم نہین ہوتا

کس شب نہین رہتے تھے یہ ہاتھ اُنکے گلے مین ۔۔ کس دن اب انھین ہاتونسے ماتم نہین ہوتا

جب صبح کو دیکھا اسے ہنستا ہوا پایا ۔۔ گل پر اثر گریہ شبنم نہین ہوتا

عزت وہ گھٹائے تو کبھی بڑھ نہین سکتی ۔۔ رتبہ وہ بڑھائے تو کبھی کم نہین ہوتا

غصہ بھی محبت کا سبب ہوتا ہی خوش ہون ۔۔ غیرو سے مزاج اُنکا جو برہم نہین ہوتا

بیساختہ ہنسنے مین نکل پڑتے ہین آنسو ۔۔ کب مجھپہ خوشی مین اثرِ غم نہین ہوتا

گھیرے سبھی رہتے ہین غم و رنج ہمیشہ ۔۔ یہ مجمع احباب کبھی کم نہین ہوتا

غزل ۵۶ ۔۔ ہر ایک ترقی پہ فروغ آپ کی وحشت ۔ ایک اُنکا ہی غصہ جو کبھی کم نہین ہوتا ۔۔ اشعار (۲۲)

غزل

گو اسیرون کو رہا اسنے ستم ایجاد کیا ۔۔ قیدِ احسان سے نہ چھوٹے مگر آزاد کیا

رحم جب کچھ نہ بتون نے دمِ بیداد کیا ۔۔ اپنے اللہ کو ہمنے بھی بہت یاد کیا

واہ اچھا یہ سلوک اے دلِ ناشاد کیا ۔۔ خود بھی برباد ہوا مجھکو بھی برباد کیا

تو نے خود حشر بپا اے ستم ایجاد کیا
تجھسے چپ ہو کے مجھے مائل فریاد کیا

یوں سمجھتے ہین سبب خانہ خرابی تجھسے
کس کی طاقت جو کہے آپنے برباد کیا

حسرتین قید ہین مدت سے ہمارے دلمین
ان اسیرون کو نہ تمنے کبھی آزاد کیا

زور ہی حشر مین بھی اُنکی حکومت کا ہی
بند ہا تونے مرا مُنہ دم فریاد کیا

قسمت اُلٹی ہی زمانہ کی ہوا اُلٹی ہی
وہ مجھے بھول گیا مینے جسے یاد کیا

دل کا مالک ہی بنائے کہ بگاڑے وہ حسین
خود ہی آباد کیا آپ ہی برباد کیا

پھر کبھی عرض تمنا کیلئے بھی نہ کھُلا
بند اسطرح سے ہمنے لب فریاد کیا

رحم بھی ظلم کے پہلو کو دبائے نکلا
[illegible] اٹھا کسی بیدرد نے جب یاد کیا

ناز کرتی ہی تمنا بھی کوئی چاہے جب اسے
مُفت کمبخت نے منت کش جلاد کیا

بیوفا مین ہی کیون چھیڑتے ہین آپ حضور
پھر تو فرمائے کیا آپ نے ارشاد کیا

آنکھ سفاک نگہ شوخ ادا آفت جان
ہائے کھُلتا نہین کس نے مجھے برباد کیا

خال عارض کی محبت بھی بہت کام آئی
ہجر مین ضبط سنے مہر لب فریاد کیا

مسکراتے ہین وہ گردون کیطرف دیکھ کر
پھر ہو ظلم نیا پھر کوئی ایجاد کیا

مین بھی تھا خواب پریشان کہ حسینون نے مجھے
اسطرح دل سے بھُلایا کہ نہ پھر یاد کیا

خوب جی بھر کے سنا ذکر وفائے اغیار
خوش ہو جا ہنسنے والے کو بہت شاد کیا

ہچکیان لینے لگے نزع مین مر جو لے
موت نے تم جنھین بھولے ہو اُنھین یاد کیا

بیوفا شکوہ اغیار پہ بگڑے معشوق
جو مین کہتا تھا وہی آپنے ارشاد کیا

محفل غیر کا ذکر اور یہ اُس پر طُرّہ
ہائے کمبخت بہت ہمنے تجھے یاد کیا

غزل ۵۷	قبر ٹھکرا کے مری ناز سے بولے وہ فروغ خانہ برباد ترا اب یہ گھر آباد کیا	اشعار (۲۴)

غزل

غزل

غزل ۵۵	اشعار (۲۴)
ہائے دل پر دوست کے دشمن کا قابو ہوگیا	جو نہونا تھا وہ اے چرخِ جفا جو ہوگیا
ہر جگہ پر حُسن کا کھل بل کے قابو ہو گیا	زُلف مین بل رُخ پہ نور آنکھونمین جادُو ہوگیا
جان عاشق ہوتے ہی جانِ جہان تو ہوگیا	ایک دل کے زور سے دُنیا پہ قابُو ہوگیا
ہجر مین راتین ترے گھائل کی اچھی کٹ گئین	دلکے زخمون کی چمک سے گرم پھلو ہوگیا
کھول کر آغوش یون لپٹا وہ خودبین وقتِ زیب	اُف ری بیدردی کہ نیلا اُن کا بازُو ہوگیا
وہ نگاہین جیسے رم کرنے لگین مثلِ غزال	کاجل آنکھون کا سوادِ چشم آ ہو ہوگیا
دلمین گھٹ گھٹ کر رہی آہِ شرر افشان مری	ہو چلا اے ضبط تیرا گرم پھلو ہوگیا
ہاتھ پھیلائے ہی لینے کو بلائین حسُن کی	چاند سے عارض پہ دستِ شوق گیسو ہوگیا
بند رکھے گو لبِ فریاد اُنکے سامنے	صد زبانِ شکوہ پر ایک ایک آنسو ہوگیا
اپنے دلبر زور ہو تو دوسرے پر بس چلے	دل پہ جب قابو ہوا دلبر پہ قابو ہوگیا
اپنے مطلب سے ہی مطلب غمزدونکو ہجر مین	درد ہی سے ہو مگر آباد پھلو ہوگیا
ہر جگہ رنگت جماتا ہی سوادِ حسُن بھی	چاند پر کالی گھٹا عارض پہ گیسو ہوگیا
میرا دل لیکر تمھین زیبا نہین اتنا غرور	کیا ہوا گر ایک سے بے قابو پہ قابو ہوگیا
جب نہ آئے یہ شبِ وعدہ جلا دل اور بھی	سرد مہری سے تو نکی گرم پھلو ہوگیا
سخت جانی تھی مری دشمن کے آڑے آگئی	کُند خنجر مضمحل قاتل کا بازُو ہوگیا
اک نیا بہروپ بدلا ہر جگہ اس عشق نے	لب پہ نالہ دل مین درد آنکھونمین آنسو ہوگیا
بات ہم عاشق مزاجون کی یہان بھی رہگئی	تکیۂ سر قبر مین حورون کا زانو ہوگیا
کیا تماشا ہی کہ سحرِ اعجاز دکھلانے لگا	پھیل کر سُرمہ تری آنکھونمین جادو ہوگیا
اب اسی کروٹ ذرا آرام ملتا ہی ہمین	تکیۂ پھلو ہمارا دردِ پھلو ہوگیا
ضبط پھانسی دیگا کیا پھندا اسے گلے مین ڈالکر	اسقدر آنسو پیے سینے کہ اچھو ہوگیا

کھتے ہین بیمار کی حالت نہ دیکھی جائیگی
دست قاتل سے لپٹکر روک لیتا ہی یہی
جب بڑہا درد محبت مل گیا لطف وصال

طرز رحم اُن کا دل آزاری کا پہلو ہو گیا
حرز جان عاشقان تعویذ بازو ہو گیا
دل جو ہاتو نسے دبایا گرم پہلو ہو گیا

بار اُلفت سے کے اُٹھانیکی جو عادت تھی فروغ
پھول سینہ پر مرے قاتل کا زانو ہو گیا

ردیف باے موحدہ

غزل ۵۵ — غزل — اشعار (۱۰)

کوشش گل تک کب پہونچتی ہی صداے عندلیب
گر مرے غنچہ دہن کو دیکھ پاے عندلیب
میرے نالون سے ڈرو دیکھو گل صد برگ کو
وصل کی شب ہو جو خواب نازین رشک گل
دام کو صیاد نے پھولونکی چادر کر دیا
عشق کیسا ہر گل تر اُسکی نظرون سے گرے
مین بغیر اُس گلبدن کے باغ مین جاؤن اگر
باغ مین اے گل اگر تو ہو خرامان ناز سے
مسکراتے ہین گلونکے ساتھ وہ بھی باغ مین

آسمان سر پر اُٹھاتی ہی اُٹھاے عندلیب
پھر تو پھولون کا چمن مین منہ چڑہاے عندلیب
ٹکڑے ٹکڑے دلکو کرتی ہی صداے عندلیب
باغبان کھٹکے نہ آشیانہ غل مچاے عندلیب
جال یہ اچھا بچھایا ہی براے عندلیب
باغ مین تجھ کو جو اے گل دیکھ پاے عندلیب
شاخ گل پر بیٹھکر مجکو جلاے عندلیب
فرش گل کیا ہر قدم آنکھین بچھاے عندلیب
اُڑ رہے ہین کیا ہنسی ہین نالہ ہاے عندلیب

گفتگو سن لی جو اُس غنچہ دہن کی اے فروغ
باغ عالم مین نہ گل کو منہ لگاے عندلیب

ردیف بائے فارسی

غزل ۵۹ — غزل — اشعار (۱۲)

ہر مرتبہ جو کرتے ہین مجھپہ جفائین آپ
اک بار کیون نہ خاک مین مجکو ملا دین آپ

تمہید اسکو سمجھین گے اظہار عشق کی
ہم اپنا حال دل اُنھین کیونکر سُنائین آپ

سینہ سے دل تڑپ کے نکل جائیگا ابھی
پہلو سے میرے اُٹھکے نہ للہ جائین آپ

الزام اپنے عشق کا مجکو نہ دیجیے
دلبر ہر اختیار کسی کا بتائین آپ

غیرون سے اور آپ سے ہوگی نہ رہ ذرا
ہان ہان تجھے یقین ہی قسمین کھائین آپ

تکلیف آپ کی نہین منظور بعد مرگ
ہین بار تو نہ [illegible] بھی میرے اُٹھائین آپ

تاثیر جذب عشق دکھاؤن تو یہ حسین
محفل اُٹھ کے مجکو گلے سے لگائین آپ

بھرتا ہی سرد آہین کوئی سوختہ جگر
چلتی نہین ہوا تو اُنکو ٹھنڈی ہوائین آپ

قصہ شب فراق کا چھیڑا جو رات کو
بولے بگڑ کے نیند نہ میری اُڑائین آپ

مدت سے انتظار ہی اس بات کا مجھے
آنکھو سے آؤن گر تجھے جھوٹون بلائین آپ

آخر زبان منہ مین ہی کب تک سنے کوئی
مشفق ہنسی ہنسی ہین خفا ہو نجائین آپ

کیا کیا نہ رنج اٹھائے محبت مین ای فروغ
کیونکر کسی حسین سے اب دل لگائین آپ

غزل ۶۰ — غزل — اشعار (۱۲)

شرم سی ہوتی ہی نیچی وہ نظر آپ سے آپ
نازکی یہ کہ لچکتی ہی کمر آپ سے آپ

درد کی ہوک اُٹھی دل مین اُدھر آپ سی آپ
آگیا غم سے ادھر منہ کو جگر آپ سے آپ

موت سے کم نہین کچھ اُنکے بگڑنے کی ادا
اک چھری پھیر کے پھرتی ہی نظر آپ سے آپ

دستِ گستاخ کا ہی جرم صبا کا نہ قصور
بل کی لیتی ہی تری زلف و کمر آپ سے آپ

غل ہی رند و ممین کہ گلشن ہین بہار آپہنچی
مشتلِ بوہیل رہی ہی خبر آپ سے آپ

آج آئیگا مقرر کوئی خورشید جمال
کچھ نظر آتا ہی روشن مرا گھر آپ سے آپ

خود بخود کوئی کلیجہ کو ادھر ملتا ہے
اشک بھر آتے ہین آنکھوں مین اُدھر آپسے آپ

قاصد اُسنے مرا دُکھ درد نہ تو کچھ کھنا
ہوتی ہی دلکی اُسے دلکو خبر آپ سے آپ

تنہا کیون ڈالتے ہو جذبِ محبت پہ مرے
کبھی اور آئے بھی تم میرے گھر آپسے آپ

گر نہین چاھنے والا کوئی آئینہ تو ہے
کیا لڑاکا ہی کہ لڑتی ہی نظر آپ سے آپ

ناتوانی مین بھی جاری ہی نشست و برخاست
دل جو بیٹھا تو اٹھا دردِ جگر آپ سے آپ

دل پریشان ہی تو گیسو بھی پریشان ہین فروغ
جب محبت ہو تو ہوتا ہی اثر آپ سے آپ

ردیف تائے فوقانی

غزل ۱۹۱ | غزل | اشعار (۱۴)

تڑپا کیا مرا دلِ مضطر تمام رات
آیا وہ ماہ رو نہ مرے گھر تمام رات

رویا کیا مین باغ مین شبنم کی طرح سے
آیا نہ جب وہ رشکِ صنوبر تمام رات

افشان کے ذرہ گر کے بچھونے پہ یار کے
چمکا کئے بصورتِ اختر تمام رات

ایدل جو پاس اپنے وہ آرام دل نہو
سوؤن بغیر اُسکے مین کیونکر تمام رات

بوس و کنار کا جو مزا وصل مین ملا
سویا لپٹ لپٹ کے وہ دلبر تمام رات

جانے دیا نہ گھر مین جو دربان نے بے طلب
بیٹھا رہا مین یار کے در پر تمام رات

ساقی بھی تھا شراب بھی تھی ابر بھی تھا
کیا کیا چلا ہی بزم مین ساغر تمام رات

کمسن تھا خوفِ وصل جو دل مین سما گیا
آئی نہ نیند یار کو دم بھر تمام رات

نکلا نہ شرم سے مہ تابان کہ وصل مین
تھا بے نقاب وہ رخ انور تمام رات

وعدہ کیا تھا آنیکا آیا نہ وہ مگر
چمکا نہ میرے بخت کا اختر تمام رات

افشان گری جبین قمر سے جو چھوٹ کر
چمکی چمک کے صورت اختر تمام رات

اڑتی ہی نیند اور مری اس خیال مین
سوتا ہی کوئی چین سے کیونکر تمام رات

غصہ ہی سب کو شیفتہ چشم ناز پر
آنکھین دکھایا کرتے ہین اختر تمام رات

آرائش ان کو مدنظر ہی جو اے فروغ
زلفین بنایا کرتی ہین دن بھر تمام رات

ردیف تائے ہندی

غزل

غزل ۶۲ — اشعار (۹)

دلبر پڑی جو سینے بچائی جگر کی چوٹ
خالی گئی ہی کب تری ترچھی نظر کی چوٹ

زخم بدن سب بھلے ہین تو اچھی ہی سر کی چوٹ
ظالم بہت بری ہی یہ دل کی جگر کی چوٹ

دلکو قرار ہی نہ جگر کو قرار ہے
دشمن پہ بھی پڑے نہ الٰہی نظر کی چوٹ

تقدیر مین لکھا ہی کہ تیغ سے پھوڑون سر
کس کو نصیب آپکے دیوار و در کی چوٹ

ہم خاک مین ملے بھی تو ملتا نہین ہی چین
اب و کنار پڑی تری نیچی نظر کی چوٹ

داغون کی انتہا ہی نہ آبلون کی حد
کیا کیا ابھر رہی ہی ہمارے جگر کی چوٹ

تیری نگاہ ہی جگر و دل کی تاک مین
کب تک کوئی بچائے ادھر اور ادھر کی چوٹ

کھینچی جو آہ سرد تو درد اور بڑھ گیا
ٹھنڈی ہوا کے چلنے سے ابھری جگر کی چوٹ

اس آنکھ سے مقابلہ ہی دلکا اے فروغ
ہر وقت کی لڑائی ہی شام و سحر کی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

غزل ۶۳ — غزل — اشعار (۱۰)

کیا سبب وہ جو نہ آئے مرے گھر کیا باعث
میرے نالوں کا ہوا کیوں نہ اثر کیا باعث

اے قمر کون بتائے ہمیں کس سے پوچھیں
نہیں ہوتی شبِ فرقت کی سحر کیا باعث

ہم اسی فکر میں معدوم ہوئے جاتے ہیں
تری ثابت نہیں ہوتی جو کمر کیا باعث

جانِ جان کیوں رُخِ روشن ہے نہاں زلفوں میں
آج روپوش ہے بدلی میں قمر کیا باعث

شاید آیا ہے کسی کے دُرِ دندان کا خیال
ہے گہربار جو یہ دیدۂ تر کیا باعث

اے نسیمِ سحری آئی جو تو گلشن سے
لائی اُس غیرتِ گل کی نہ خبر کیا باعث

شام ہی سے شبِ فرقت میں خیال آتا ہے
بولتے کیوں نہیں مرغانِ سحر کیا باعث

چمن کوچۂ دلدار میں سنتے ہیں ہم
نہیں ہوتا ہے ہوا کا بھی گذر کیا باعث

خیر تو ہے کہو کس نے تمہیں بھڑکایا ہے
کس لیے رہتے ہو آمادۂ شر کیا باعث

زاہدا اک روز تو درپیش عدم کی ہے فروغ
پھر فراہم نہ کیا زادِ سفر کیا باعث

ردیف جیم عربی

غزل ۶۴ — غزل — اشعار (۹)

چھلونکی گل کے عشق میں ہے تن کو احتیاج
پھولوں کی ہے بہار میں گلشن کو احتیاج

مشعل کی روشنی نہیں درکار ماہ کو
کیا شمع کی ترے رُخِ روشن کو احتیاج

ابرو ہین یا کھینچی ہوئی ہین دو سروہیان
شمشیر کی نہین ثبوت پُرفن کو احتیاج

مشاطہ سے ہی حسن کی آرائش اے پری
ہی باغبان کی زینتِ گلشن کو احتیاج

زنجیر بھاری چاہئے سودائے زلف مین
طوقِ گران کی ہی مری گردن کو احتیاج

مجھ سخت جان کی فکر ہی شمشیرِ یار کو
شاید ہوئی ہی سنگ کی آہن کو احتیاج

جوشِ جنون مین مجکو ہی صحرا کی جستجو
ہی خارِ دشت کی مرے دامن کو احتیاج

زینت سے فائدہ نہین مٹی کے ڈھیر کو
کیا شامیانے کی مرے مدفن کو احتیاج

اشعار (۱۳)	ہی خود بخود روان فرسِ عمر اے فروغ مہمیز کی نہین اسی توسن کو احتیاج	غزل ۶۵

غزل

آئے اثر تو نالون مین اتنا کہین سے آج
کمبخت آسمان کو ملا دون زمین سے آج

ڈوبین فلک پہ تا یوہین تارے شبِ وصال
افشان چھڑا رہے [illegible] اپنی جبین سے آج

آیا ہی کون میری لحد پر پسِ فنا
جاتی ہی خاک چرخ پہ اُٹھ کر زمین سے آج

مین اور خدانخواستہ دشمن کو دون دعا
مطلب نکالنا ہی تمہاری نہین سے آج

[illegible] ورد سے کہ اسے دنیا مین [illegible]
ہم بھی ملین گے یون کسی [illegible] سے آج

جھک کر کمان پہ کھینچے ٹوٹین یہ دستِ شوق
مجکو بھی رشک ہی نگہِ شرمگین سے آج

لذت سوال وصل کی کر دے گی منہ کو بند
نکلے گی بات بھی نہ لبِ نازنین سے آج

کاٹون گا اُس کے آگے اسی تیغ دکھلا
نکلے گا کام یار کی چینِ جبین سے آج

کی تھین جنھون کل جگر و دل مین چٹکیان
دکھ درد کہہ رہے ہین ہم [illegible] سے آج

منہ ڈھانکتے ہین دوست کفن سے جو بعدِ مرگ
ملنے چلے ہین ہم کسی پردہ نشین سے آج

دلبر تو جو ہی وہ ہی اُن کی چال سے
گذری ہی اُس پہ کیا کوئی پوچھے زمین سے آج

ہنس ہنس کے کوئی کرتا ہی اقرار اس طرح
پھر تیری ہان بھی کم نہین ظالم نہین سے آج

ردیف جیم فارسی

غزل ۶۶ — غزل — اشعار (۱۲)

نہ اتنا تو اپنے کو اے یار کھینچ
اگر کھینچنا ہی تو تلوار کھینچ

کہاں روزِ محشر کہاں مین ضعیف
نہ اتنا بھی اے شوقِ دیدار کھینچ

ارے یہ تو پیٹا ہی حسرت کیطرح
مرے دستے ظالم نہ سوفار کھینچ

لٹکنے دے میری لحد پر ذرا
نہ دامن کہا تو وقتِ رفتار کھینچ

مرے ہجر کے دن کو بھی کاٹ دے
صفائی دکھا اپنی تلوار کھینچ

نہ اے دل تو کر یادِ گیسو مین آہ
نہ زنجیر کو اے گنہگار کھینچ

مصور ہی جب لطفِ تصویرِ یار
کچھ اندازِ رفتار و گفتار کھینچ

نہ کر اُنکے مژگان کا اے دل خیال
نہ کانٹون مین تو مجکو ہر بار کھینچ

کہانتک اُٹھائے کوئی رنجِ ہجر
ہے مشکل کٹے تو جو تلوار کھینچ

لگا دیگا آگ اور سوزِ درون
نہ اے دل اب آہِ شرربار کھینچ

قدم پر نہ رکھوانوے ضبطِ عشق
نہ سولی پہ اشکونکو ہر بار کھینچ

ہی تصویر دشمن کے پاس اے فروغ
تصور مین تو صورتِ یار کھینچ

ردیف حائے مہملہ

غزل عدد ٦٧ — غزل — اشعار (١٣)

توڑینگے ای جنون در زندان کسطرح
دیکھین گے چلکے سیر بیابان کسی طرح

چھوڑے گا تو نہ الفتِ جانان کسی طرح
مانیگا تو نہ ایدلِ نادان کسی طرح

ٹلتی نہین ہی آفتِ ہجران کسی طرح
ہوتا نہین ہی وصل کا سامان کسی طرح

روٹھا رہا وصال مین بھی یار رات بھر
نکلے ہمارے دل کے نہ ارمان کسی طرح

کھولے ہوے وہ بالون کو پھرتے ہین سلئے
منظور ہی کہ ہون مین پریشان کسی طرح

گھٹتا ہی دم نہ وصل کے وعدے پہ چپ ہو
للہ اپنے منہ سے کہو ہان کسی طرح

بڑھکر ہلالِ عید سے بھی ہمکو ہو خوشی
دیکھین جو تیغِ یار کو عریان کسی طرح

محفل مین ہو ترا رخِ روشن جو بے نقاب
پروانہ ہون نہ شمع پہ قربان کسی طرح

دیتا ہون طولِ روزِ قیامت کا واسطہ
للہ کم ہوا ے شبِ ہجران کسی طرح

چبھتے ہین خارِ غم مرے دل مین ہزارہا
جاتی نہین تصورِ مژگان کسی طرح

کیونکر بھلا وہ جائینگے صبحِ شبِ وصال
مین ہاتھ سے نہ چھوڑونگا دامان کسی طرح

برباد کر نہ میری جوانی کو عشق مین
اب بھی سمجھ تو ایدلِ نادان کسی طرح

غزل عدد ٦٩ — اشعار (٢٢)

مشکلکشا کا دستے مین بندہ ہوا ہی فروغ
مشکل مین بھی نہونگا ہراسان کسی طرح

غزل عدد ٦٩ — غزل

سنتے بھی ہو جو ہمسے تو جلاد کیطرح
چلتے ہی ہو خنجرِ فولاد کی طرح

اب مرہی کے اٹھینگے تمھاری گلی سے ہم
اب بیٹھ ہی گئے دلِ ناشاد کی طرح

بیدادِ دوست سے ہمہ تن شکوہ ہم ہوئے / ہر زخم تن ہی وا لبِ فریاد کی طرح

مایوس زندگی سے بھی ہون نہین شبِ فراق / یہ بھی وفا کرے گی نہ جلاد کی طرح

مدت سے جھلملا ہی رہا تھا چراغِ زیست / آخر کو بجھ گیا دلِ ناشاد کی طرح

سمجھا ہی تجھکو رحم کے قابل نہ یار نے / نالے عدو کے ہین مری فریاد کی طرح

خنجر نے رحم مین بھی دیا ساتھ وقتِ ذبح / یہ بھی پلٹ گیا رخِ جلاد کی طرح

محفل مین انکو دیکھ کے پہلو مین غیر کے / بیٹھا تو مین مگر دلِ ناشاد کی طرح

تمنے کیا جو منع تو ضد ہی نہ غیر کو / کمبخت بات کرتا ہی فریاد کی طرح

یہ شاد شوقِ دید مین وہ شوقِ قتل مین / بشاش دل بھی ہی رخِ جلاد کی طرح

دیکھو نہ مجکو دیکھ کے محفل مین سوئے غیر / پھیرو نہ آنکھ خنجرِ بیداد کی طرح

کیا پوچھتے ہو تم شبِ وعدہ کا مجھسے حال / آنکھین بھی وا رہین لبِ فریاد کی طرح

آپ ہی نازکی کی طرف کیجئے خیال / کیون عہد توڑیے دلِ ناشاد کی طرح

آئے ہو وقتِ نزع تو دلکو سنبھال لو / پر درد ہچکیان بھی ہین فریاد کی طرح

ہی فکر آب و دانہ عنادل کو باغ مین / حاجت کہان ہی خانۂ صیاد کی طرح

عشقِ مژہ بدمین جو دوڑے لہو کیساتھ / کھٹکے رگون مین نشترِ فصاد کی طرح

یہ کون میری قبر پہ محوِ خرام ہی / تختے صدا جو دیتے ہین فریاد کی طرح

شاکی ہی کس کے جور کا شمشاد باغ مین / یہ کیون بلند ہی مری فریاد کی طرح

دیکھون تو کس طرح نہین سنتا وہ بیوفا / اظہارِ رازِ دل بھی ہو فریاد کی طرح

کیا انکو روکتا کوئی صبحِ شبِ وصال / قابو ہی مین نہ تھے دلِ ناشاد کی طرح

[illegible] ہو مرا [illegible] بھی [illegible] نسیل / ہین طور خامشی کے بھی فریاد کی طرح

فرد

ایذا ہنوز روزِ اسیری کی ہی / کیا تنگ ہی قفس کفِ صیاد کی طرح

ردیف خائے معجمہ

غزل [illegible] — غزل — اشعار (١١)

پوچھتے کیا ہو کہ ہے کس لئے اتنا گستاخ
جان جان کر دکھا کے [illegible] گستاخ

ہمسری کرتے ہین بحر سے تری [illegible]
کس قدر ہین یہ حباب لب دریا گستاخ

بوسہ لینے پہ وہ کہتے ہین [illegible]
[illegible] تو نہ کرتا تجھے اتنا گستاخ

شوخیان کرتا ہی ہر وقت ترے سینے پر
[illegible]

تری آنکھو نے اُسے دعوٰی [illegible] ہے
کس قدر باغ مین ہی نرگس شہلا گستاخ

پھٹ گیا ہاتھ سے پر دامن یوسف نہ چھٹا
ہو گئی ہجر [illegible] دل سے زلیخا گستاخ

خوب بنتی ہی شب وصل مین میری اُنکی
شرمگین ہین وہ غضب کے [illegible] گستاخ

ہوکے بیتاب جو مین اُنسے لپٹ جاتا ہون
مجکو کرتا ہی وہ اُبھرا ہوا سینا گستاخ

گالیان خوب سُنین خوب سُنین مشق مین
دیکھئے دیکھئے اب ہوتا ہی بندا گستاخ

بے تکلف ہی مرا رنج سے جسطرح کہ دل
دوست ہی دوست بھی اسطرح ہوگا گستاخ

آتش رشک سے اغیار جلے جاتے ہین
ہوگیا ہی جو فروغ آپ سے اتنا گستاخ

ردیف دال

غزل [illegible] — غزل — اشعار ١٢

گلستن مین عنادل کو نہین طرز فغان یاد
ہی شور مچانا صفت برگ خزان یاد

ہی عید مین وعدہ جو گلے ملنے کا اُسنے
آتا ہی مجھے اسلیئے ماہِ رمضان یاد

ہو جہہ نہین ہچکیان آتی ہین چمن مین
بیشک مجھے کرتا ہی کوئی غنچہ دہان یاد

ہی وصل تصور سے مجھے ہجر کہان ہے
یاد آتا ہون وہین یار کو کرتا ہون جہان یاد

ہو جاتے ہو کیون چُپ طلب بوسۂ لب پر
تمکو نہ نہین یاد ہی اے یار نہ ہان یاد

وہ ابر وہ ساقی وہ چمن وہ مئے خوشرنگ
آتا ہی مجھے فصل بہاری کا سمان یاد

مین عرض جو کرتا ہون کہ وعدہ یہ نہ آئے
کس ناز سے فرماتے ہین بھتا ہی کہان یاد

جب دیکھتا ہون باغ مین غنچہ کو مین الگ
آتا ہی ترا پھول سا وہ تنگ دہان یاد

گرتی ہی شب ہجر مین بجلی مرے دلپر
ہنسنا ترا آتا ہی جو اے جان جہان یاد

کیونکر ہو بھلا ہوش مجھے جان کا اپنی
رہتی ہی محبت مین کوئی بات کہان یاد

کیا ہون مین فرخ اُسنے بھلا وصل کا سائل
اُنکو بجز انکار ہی اصرار کہان یاد

ردیف ذال

غزل

غزل [illegible] — اشعار (۹)

تجھے سینے سے لپٹ کر ترا پیارا تعویذ
شوق کو میرے بھی دیتا ہی سہارا تعویذ

ہی شب وصل اُتارو جو گلے سے اپنے
صدقے ہونیکا کرے مجھسے اشارا تعویذ

سر چڑھا جاتا تھا اُتنا بھی مری جان اسے
کاکلون سے اب اُلجھتا ہی تمہارا تعویذ

جب ہی رکھتے ہین یہ سینہ پہ کسی کمسن کے
دینگے جوبن کو اُبھرنے کا سہارا تعویذ

تیغ وہ مجھپہ اُٹھاتے ہین بچانیکو مرے
اُنکے بازو سے ہی لپٹا ہوا پیارا تعویذ

نقش جب ہی کسی کافر پہ نہین چلتا ہی
نہ اثر ہجر مین کرتا ہی تمہارا تعویذ

دل بیتاب جو ٹھہرے یہ اثر مجھ مین کہان
مری تربت کا یہ کرتا ہے اشارا تعویذ

فرقتِ غیر مین تسکین کی حاجت تو نہین
رشک کے تیر لگاتا ہے تمہارا تعویذ

اُن کے سینہ سے لگا رہتا ہے ہر وقت فروغ
ہائے کس چین سے کرتا ہے گزارا تعویذ

ردیف راے مہملہ

غزل

غزل ۷۳ — اشعار (۱۱)

رشک اور مار ڈالے گا اتنا خیال کر
اے دردِ ہجر تھم نہ مرا غیر حال کر

آنکھین نہ دشمنون نے بچھائی ہون راہ مین
رکھتے ہین کیون قدم وہ زمین پر سنبھال کر

برباد کر نہ دل کو ٹھکانا ہے یہ ترا
میرا خیال اگر نہین اپنا خیال کر

حسرت یوہین جو دل سے نکالو تو لطف ہے
کیا شاد ہوتے ہو مجھے گھر سے نکال کر

پردہ نشین ہین آنکھو مین آنکھو نہ ہے مژہ
رہتے ہین سات پردون مین چلمن کو ڈال کر

دے اس ادا پہ جان نہ کوئی تو کیا کرے
تلوار اُٹھا رہے ہین دوپٹہ سنبھال کر

تو نازنین ہے یار تو نازک چھری بھی ہو
مجھ ناتوان کو بھی نظر سے ڈال کر

خنجر پھرا ہے حلق پہ کس بیگناہ کے
نادم ہو اپنے منہ کو گریبان مین ڈال کر

کانٹا ہے پھول ہین کہین ہاتو نہین چبھ جائے
دل لیجیے حضور یہ حسرت نکال کر

ظالم جفا شعار ستمگار بے وفا
کہتا ہون سب کچھ اُنکو زمانے پہ ڈال کر

ٹھیرا ہے مشکلون سے دلِ مضطرب فروغ
احباب لے چلین مری میت سنبھال کر

غزل

غزل ۵۴ — غزل — اشعار (۱۲)

سمجھے تھے ہم کہ بیٹھیئے دل کو سنبھال کر
پلٹی تری نگاہ کلیجا نکال کر

انکار یون نہ ہین ہوگئے شیوۂ وفا سے ہم
نشتر لیے ہے جب وہ دلاسے ہین [illegible] ٹال کر

آباد کر رہے ہین [illegible] دل کہین
کیون خوش ہین میرے سینے سے وہ دل نکال کر

قسمت ہی میری الٹی ہے الٹا [illegible]
سفاک یون ہی الٹی چھری سے حلال کر

بیٹھے پردہ ہوکے پردہ مین پردہ نشین رہے
نکلے نقاب حسن کو چہرے پہ ڈال کر

ذرا امداد سے اضطراب دل
منہ پر فلک کے مجھکو شکیدے سے اچھال کر

کس کس کی نون نہبر ہٹا اے اضطراب شوق
تھامو نگاہین سینے کو بھی دل سنبھال کر

اُس ملبجے دوپٹہ پہ صدقے ہوئی ہے جان
دل لیگئے ہین آنکھون مین وہ خاک ڈال کر

کچھ آس بندھ چلی ہے دلِ مضطرب کو بھی
ڈھارس دلا رہے ہین دوپٹہ سنبھال کر

قاتل جھکی ہے تیغ بھی قربِ رگِ گلو
تو بھی کسی کا پاس کسی کا خیال کر

کتا ہمین پہ ہمارا یہ وار بھی
خود آہ کرکے بیٹھ گئے دل سنبھال کر

غزل ۵۵ — اشعار (۱۲)

حرفِ طلب جو لب پہ کبھی آئے اے فروغ
دانتونسے ٹکڑے کرے زبان سوال کر

غزل

شرم صدقے ہے ترے ابھرے ہوئے جوبن پر
شوخی قربان ہے تری ناز بھری چتون پر

نقشِ غم سے ملے خاک مین ارمان میرے
ہائے کیسے یہ گری برق مرے خرمن پر

شہسوار آج ادھر کونسا گذرا یارب
آنکھین ملتا ہون جو مین نقشِ سمِ توسن پر

تیری فرقت مین کچھ اس درد سے رویا مین حزین
عرش ہل ہل گیا رہ رہ کے مرے شیون پر

سوزِ الفت نے دکھایا یہ اثر بعدِ فنا
پھول مرجھا گئے رکھے جو مرے مدفن پر

لطف ملتا ہے مجھے ذبح مین جلدی نکرو
تیغ کچھ دیر تو رہنے دو مری گردن پر

غزل	اُنکے کہنے پہ چلا منزلِ الفت مین فروغ ہوا رہبر کا مسافر کو گمان رہزن پر	اشعار (۱۹)

غزل

کیون چشم لطف ہی مرے حالِ تباہ پر
دونون جہان نثار تری اک نگاہ پر

غصے کی ہی نظر یہ دلِ خیرخواہ پر
سولی پہ تھے چڑھا کہ چڑھا ہی نگاہ پر

ماتم کوئی بقا ہی کوئی وفا پہ ہی
تم اپنی راہ پر ہو تو ہم اپنی راہ پر

دل پہ ہی ایک ہاتھ جگر پہ ہی ایک ہاتھ
آنکھین لگی ہوئی ہین تمھاری نگاہ پر

دیکھا کسی سے جاتا ہی حالِ مریضِ غم
رحم آئے کیا اُنھین مرے حالِ تباہ پر

موقع ہی لطف شرم اُٹھانے کا قبر مین
قربان میری روح ہو نیچی نگاہ پر

رہتی ہین کاکلین بھی پریشان حضور کی
ہنسئے نہ اسقدر مرے حالِ تباہ پر

کیونکر جھکے نہ وصل مین انصاف شرط ہی
شرم اپنا بوجھ ڈال رہی ہے نگاہ پر

محشر مین رعب حسن سے منہ بند ہی مرا
بیداد ہو رہی ہی نئی دادخواہ پر

جلوہ کسی کے نور کا ہی جس نگاہ مین
قربان ہو نگاہ مری اُس نگاہ پر

کوچہ سے میرے جانے لگے ہین عدو کے گھر
کچھ کچھ وہ مدتون مین اب آئے ہین راہ پر

غصہ سے اُنکے حشر مین بھی کانپتا ہون مین
ڈر ہی برس پڑین نہ کہین دادخواہ پر

چلتی ہین دل پہ رشک کی چھریان شب و صبا
لاکھون گمان ہین ایک پریشان نگاہ پر

تدبیر بھی اُلٹ گئی تقدیر کی طرح
بگڑے وہ اور بھی مری فریاد و آہ پر

ظالم ترے ستم کی طرح حشر مین کہین
انصاف بھی نہ ٹوٹ پڑے دادخواہ پر

پڑتی ہی بزم دوست مین دشمن کی مجھ پر آنکھ
وہ ناتوان ہون کہ چڑھا ہون نگاہ پر

رہتی ہین منہ پھرائے ہوئے میری سمت سے
کھاتے ہین یون ترس مرے حال تباہ پر

جلوہ کسی کے نور کا ہی جس نگاہ مین
قربان ہو نگاہ مری اُس نگاہ پر

اشعار (۱۶)	ڈر تھا جو اسے فروغ کسی بدگمان کا ڈالی نہ ہمنے آنکھ رخ مہرو ماہ پر	غزل ۸۴

غزل

چھین لیتی ہین دل آنکھین تری جادو ہوکر
شیر کو صید کیا کرتی ہین آہو ہوکر

دھیان پھر کیا تجھے رونے مین ہو رسوائی کا
شرم بھی بہ گئی جب آنکھ سے آنسو ہوکر

چار پھولون کا ذرا باد صبا دھیان رہے
آئے گلشن سے مری قبر پہ جب تو ہوکر

شعلۂ حسن سے شاید کہ دھوان اٹھا ہی
تیرے رخ پر جو نظر آتا ہی گیسو ہوکر

انکساری جنھین دنیا مین پسند آئی ہی
وہی آنکھون پہ جگہ پاتے ہین ابرو ہوکر

تو سدھارا مرے پہلو سے جو بر صبح شب وصل
رہگیا گھر مرا جنگل کی طرح ہو ہوکر

دیکھکر تجھکو عجب طرح سے تارے ٹوٹے
گر پڑے دیدۂ مشتاق کے آنسو ہوکر

زیر ابرو تری آنکھون نے جگہ پائی ہی
پلتے ہین سایہ مین تلوار کے آہو ہوکر

بزم مین پاس ادب سے ہی کھڑی شمع حضور
بیٹھے اک پاؤن سے کسطرح وہ زانو ہوکر

مجھپہ کچھ بھی نہین اے یار اثر سوز فراق
شمع گل گل کے بہی جاتی ہی آنسو ہوکر

چند قطرے تھے لہو کے جو ہمارے دل مین
بہ گئے حیف وہی آنکھ سے آنسو ہوکر

عیب بھی ہی کہ صدا المین نہین ہی ورنہ
پڑتے تارے تری پازیب مین گھنگرو ہوکر

اس سبب سے وہ کیا کرتے ہین مجھ زار کو یاد
ہچکیون ہی مین نکل جائے دم اچھو ہوکر

تارے کب ٹوٹتے ہین مجھکو فلک روتا ہی
دیدۂ چرخ سے گرتے ہین یہ آنسو ہوکر

کیا نزاکت تھی پڑین موج صبا سے شکنین
رہگیا جامۂ گل باغ مین اتو ہوکر

سامنا وصل مین بھی ہی شب فرقت کا فروغ
نظر آتی ہی وہی یار کا گیسو ہوکر

غزل

شکوۂ ضعف بھلا لب پہ نہ لائیں کیونکر | بات یہ ہے کہ ترے ناز اُٹھائیں کیونکر

نشۂ حسن و جوانی سے ہی تو بھی بیہوش | پھر ز خود رفتہ ترے ہوش میں آئیں کیونکر

حسرتِ ذبح کو بھی قتل کیا کرتی ہے | آنکھ اُٹھ سکتی نہیں تیغ اُٹھائیں کیونکر

گر گئے خون امید و نکا وہ دل میں رہکر | ہم اس اُجڑی ہوئی بستی کو بسائیں کیونکر

روکتا کوئی نہیں غیر کے گھر جانے کو | شرم مانع ہے مری لاش پہ آئیں کیونکر

تیرے دیوانے ہیں کسطرح نہ وحشم آئی انھین | یہ بھلا خاک اُڑائیں تو اُڑائیں کیونکر

غم کے ہیلے سے یہ ضد ہے کہ حیا بھی نہ رہی | بزم ماتم میں وہ منہ ڈھانک کے آئیں کیونکر

نزع میں ہچکیوں نے موت کا دھیان آ ہی گیا | جو ہمیں یاد کرے اُسکو بھلائیں کیونکر

قید سے شرم کہیں چھوٹ نجائے ڈر ہے | نیچی نظروں کو اُٹھائیں تو اُٹھائیں کیونکر

یہ حیا بھی ہے نرالی کہ گمان ہے سب کو | فکر ہے وصل عدو کی سر اُٹھائیں کیونکر

ترچھی نظرین بھی کسی کی نہیں خالی جاتین | دل بچے بھی تو کلیجے کو بچائیں کیونکر

انتظار آنکھ جھپکنے نہیں دیتا اے شوق | نیند بھی بنکے شب وعدہ وہ آئیں کیونکر

غزل ۸۰	کبر و نخوت سے تری ضعف نے رکھا ہے فروغ کہ نظر اُٹھ نہیں سکتی سر اُٹھائیں کیونکر	اشعار (۱۲)

غزل

تاب رفتار نہیں آپ میں آئیں کیونکر | ناتوان یون جو نہ ڈھونڈین تجھے پائیں کیونکر

جان اپنی [illegible] نہ اگر اے قاتل | بات یہ ہے کہ عدو جان بچائیں کیونکر

پھر وصل مراد [illegible] یہ اُلٹی باتیں | دیکھنا ہے کوئی لیتا ہے بلائیں کیونکر

انکو باتین ہی بنانے سے کہاں مہلت ہے | میری بگڑی ہوئی تقدیر بنائیں کیونکر

نیند میں ایک ذرا سی ہے جھلک موت کی بھی | وہم آتا ہے اُنھیں خواب میں آئیں کیونکر

[illegible] میں چھپا ہے کیون نہ کہے | آبرو پھر سر بازار بچائیں کیونکر

کب ہی نرگس کو ہوا سے یہ چمن میں جنبش
اور پھر لیتے ہیں آنکھوں سے بلائیں کیونکر

لذت حسن و جوانی سے نہیں آپ میں وہ
دل بھی جائیں ہمیں وہ تو انھیں پائیں کیونکر

آنے دیتے ہی نہیں ترک وفا کا پہلو
ہم دعا کیلئے بھی ہاتھ اٹھائیں کیونکر

حسن کو ناز لطافت پہ نزاکت پہ انھیں
پھر تصور میں بھی غیرونکے وہ جائیں کیونکر

چھیڑ کر تجکو خفا کرنے سے حاصل ورنہ
شوق ہے ناز اٹھانے کا اٹھائیں کیونکر

[illegible] — اشعار (۱۲)

نازکی پھر حیا روکے ہوئے ہیں سب مل کر
وہ شب وصل فروغ آئیں تو آئیں کیونکر

غزل

وعدے پہ مزا دیتی ہے رک رک کے نہیں اور
[illegible] ہوتا ہے یقین اور

ہوتا نہیں اس سے مری باتونکا یقین اور
دل اور زبان اور حیا اور جبین اور

کب وصل کا انکار بھی خالی ہے مزے سے
صدقے ترے اسی انداز سے پھر کہدو نہیں اور

غصہ میں ہے ماتھے پہ عرق بار شکن سے
کرتی ہے نزاکت پہ ستم چین جبین اور

ڈرتا ہوں کہ خون شہدا رنگ نہ لائے
کچھ گل نہ کھلائے ترے کوچہ کی زمین اور

ہر چوٹ سہی قلب نے مستانہ قدم کی
پڑتے ہیں کہیں پاؤں وہ رکھتے ہیں کہیں اور

بد عہد وہی کہتے ہیں میں کچھ نہیں کہتا
پھر کیجئے باتونپہ رقیبون کی یقین اور

قبضہ میں وہ دشمن کے ہے جو دوست کا گھر ہے
دل اور غم ہجر مکان اور مکین اور

وہ دیکھتے ہیں چرخ کو گھبرا کے شب وصل
آنکھیں ہیں کہیں خود ہیں کہیں اپنی کہیں اور

پھر شرم بھی کیا نام کو روشن نہیں کرتی
پردے میں چھپے بیٹھے رہیں پردہ نشین اور

مٹ جائیگا قسمت میں لکھا بھی ہے اگر وصل
دشمن در جانان پہ گھسیں اپنی جبین اور

ہو جسکو حیا خواب میں بھی کیوں وہ فروغ آئے
پھر اسپہ یہ طرہ کہ ہیں سب سے شرمگین اور

غزل

غزل ۸۲ — اشعار (۱۳)

دم بھر نہیں نکلتے ہو تو ہوتا ہی یقین اور
یون آئے ہو گویا تمہین جانا ہی کہین اور

کیا آپ وفا کے مری قائل نہین سچ سچ
ہی حسنِ ظن اے بندہ نواز اور یقین اور

کیا جلد ہوا جذب لہو گرتے ہی میرا
ہی خون کی پیاسی ترے کوچہ کی زمین اور

لکھتے ہین مری طرح برا غیر کو وہ بھی
یان ذہن نشین اور وہان ذہن نشین اور

تم پان جہان رکھو کے کھا لیتے ہو اپنا
پہلے سے بھی ہوتا ہی سوا درد وہین اور

آفت مین سہی یون ترے غصہ کی ادائین
گردن پہ چھری پھیرتی ہی چین جبین اور

ڈھونڈے سے زمانہ مین کہین ملتا ہی دل بھی
ہی تیری زبان اور مگر میرا یقین اور

کیون روک لیا ہاتھ الگ ہوتی ہی گردن
ہان ہان ترے قربان بس اک وار یہین اور

پردے کی جھلک کم نہین بجلی کی چمک سے
چھپ چھپ کے ستم کرتے ہین پردہ نشین اور

دل لیکے وہ دیتے ہین نہین کام کا میرے
کچھ دیکھ کے بھی الٹے ہوئے محجوب ہمین اور

قسمت شب وعدہ مری چمکی کہ تمہاری
روشن ہوئی قطروں سے پسینے کی جبین اور

خود شوق کی دشمن ہی زخود رفتگیٔ شوق
وہ پاس ہمارے ہین مگر ہم ہین کہین اور

کچھ کہتی ہین جھک جھک کے نگاہین بھی کسی کی
کچھ ہوتا ہی مجکو بھی **فروغ** اب تو یقین اور

غزل

غزل ۸۳ — اشعار (۲۱)

یہ کیا کہ ترا عجب سے دیتا ہی گھر پر
یہ خوب تو نے بٹھایا ہی پاسبان در پر

عدو کی ضد سے تو آئے ہو تم مرے گھر پر
پھر اٹھے مفت کا احسان بھی ہی مرے سر پر

زہے نصیب کہ تم سا حسین مرا معشوق
بجا ہی رشک تمہارا مرے مقدر پر

نگاہِ تیز سے دیکھا کسی نے قاصد کو
غضب ہوا کہ چھری پھر گئی کبوتر پر

جو سامنے دم زیب آئے آئنہ لیکر
نگاہ شوخ کی بجلی گری سکندر پر

نگاہ اُنکی ہی مجھ سخت جانپہ یا رب خیر
کہ ہورہی ہی چھری آج تیز پتھر پر

جواب اُنھین کیطرح اُنکی بات کا بھی نہین
کرین جفائین خود الزام ہی مقدر پر

یہ عادتین نہ بگاری ہوی ہون غیرونکی
کہ وعدہ مجھ سے بھی ہی آج آؤن گا گھر پر

بچاؤ عکس کو تم اپنے قیدِ زینت سے
کچھ اور رشک ہی مجھے آئینہ کے جوہر پر

مزا دکھا گئی آخر کو بد نصیبی بھی
کہ رحم آگیا اُنکو مرے مقدر پر

وہ روز کھایا کرین کاش جھوٹی ہی قسمین
مین خوش ہون ہاتھ تو رکھدیتے ہین مرے سر پر

سکھا رہی ہی دمِ ذبح تیز یان ابھی
یہ بے سبب نہین پڑتی نگاہ خنجر پر

سنبھالے کیا دلِ بیتاب کو کوئی ای درد
کہ ایک ہاتھ کلیجے پہ ایک ہی سر پر

شبِ وصال بھی کچھ چھیڑ چھاڑ رشک کی ہی
گمان ہی دیدۂ مشتاق کا ہر اختر پر

مین بدگمان ہون یہ باتین خلافِ عادت ہین
کہ اب وہ آنے لگے وعدۂ مقرر پر

نہ کیون قرار دلِ مضطرب کو ہو بس مرگ
کسی کا نام ہی کندہ لحد کے پتھر پر

رُکاوٹ آپکے دل سے بھی بڑھ گئی ہی اسمین
حضورِ ناز کی چالین ہین ختم خنجر پر

بگڑ رہے ہین سمجھ کر وہ سنگِ در اپنا
نظر پڑی ہی جو میری لحد کے پتھر پر

جواب لے کے جو آیا ہمارے نامے کا
نگاہِ رشک کی برچھی چلی کبوتر پر

مجھے یہ ڈر ہی کہ بے پردہ آج ہی وہ نگاہ
گرے تڑپ کے یہ بجلی نہ اہلِ محشر پر

غزل ۱۸۸	وفا کا اپنی جو انصاف چاہتا ہون فروغ وہ کہتے ہین کہ اُٹھا رکھو اس کو محشر پر	اشعار (۲۱)

غزل

جدھر سے نکلے بچھین نظرین ہین پر
بھلا وہ اور قدم رکھین زمین پر

نہ بگڑو اس نگاہ واپسین پر
بڑھی تھی صدقے ہونیکو جبین پر

اودھر کی آہ اُدھر دلمین اُٹھا درد
ہمارے وار پڑتے ہین ہمین پر

جو پھوٹا آبلہ اے نشترِ غم | فلک ٹوٹا دلِ اندوہگین پر
اٹھایا ہی جہان سے ہاتھ تمنے | ارے بے مہر دل اٹھا ہی وہین پر
مری تقدیر کے بل کا کشش رہتا | شکن تیکر حسینون کی جبین پر
ہنسی بھی آگئی انکار کے ساتھ | تصدق ناز کی بالون ناگنین پر
یہ کھلتی ہی گلِ عارض کی سرخی | نگاہین سب کی پڑتی ہین تمہین پر
مرے دل کی طرح کیون انکو اٹھا | یہ غنچہ تیسے پہر یا آستین پر
مین صدقے تجھ پہ اے چشمِ تصور | جہان ڈھونڈھا انہین پایا وہین پر
مری میت سے بھی نظرین پھری ہین | یہ غصہ اک نگاہِ واپسین پر
لبون تک آکے پلٹین آہین اے ضبط | پڑین الٹی یہ آہین بھی ہمین پر
جھکی ہی آنکھ لینے کو بلائین | کرو رحم اس نگاہِ شرمگین پر
ملے مٹی مین ہم مٹی مین مل کر | نہ لٹکا ان کا آنچل بھی زمین پر
نہ کیون میت پہ میری نور برسے | کہ مٹنے جان دی ہی اک حسین پر
نہ اٹھی آنکھ جب کیا تیغ اٹھیلی | یہ دعوے اس نگاہِ شرمگین پر
گذر ہو رنج کا جنت مین کیونکر | نہین ہے آسمان اس سرزمین پر
کہو تو خواب مین کس کے گئے تھے | کہ سوتے مین پسینہ ہی جبین پر
سمجھ لو پھر مری میت پہ رونا | یہ ظلم اپنی ہی چشمِ شرمگین پر
مجھے ہی اک زمانے سے محبت | زمانہ جان دیتا ہی تمہین پر

غزل ۸۵	مٹے دعوے نزاکت کے فروغ اور پھٹا پڑتا ہی جوبن اس حسین پر	اشعار (۱۶)

غزل

کرین رحم آپ اس شوقِ نہان پر | جو آسکتا نہین دل سے زبان پر

کسی کے نام میں اللہ ری لذت
مزے سے نے بھی مزا لوٹا زبان پر

الٰہی خیر سے گذرے شب وصل
نظر انکی جمی ہے آسمان پر

بچھوڑا رشک سے پہلو میں دل بھی
دل آیا بھی تو ایسے بدگمان پر

نہ شبنم سے بجھی کانٹوں کی بھی پیاس
کہ ہر قطرہ ہے اک چھالا زبان پر

کہیں اٹھیں تری نیچی نگاہیں
کہیں ٹوٹے یہ بجلی آسمان پر

قضا بھی آئے یارب نیند کیساتھ
پڑیں پردے نہ چشم پاسبان پر

گلا بھی تیرا تجھ سا بیوفا ہے
مرے دل میں ہے دشمن کی زبان پر

مرے نالے کی رکھ لے بات یارب
یہ فریادی چلا ہے آسمان پر

ہوا کرتے ہیں دشمن سے اشارے
کہیں عاشق نہو یہ پاسبان پر

میں جب جانوں چھپا اسکو بھی رکھے
نہ تیرا نام بھی آئے زبان پر

جفا کرنے کی قدرت ہے تمھیں میں
نہ رکھوا اپنا چھلا آسمان پر

نگاہ ناز سے کیجے اشارے
کہ نازک وار بھی ہوں ناتوان پر

گلا بھی غیر کا ہے قابل رشک
مرے منہ سے گیا تیری زبان پر

بھرے یوں رات کو تیری گلی میں
ہوا دشمن کا دھوکا پاسبان پر

مرا شکوہ فروغ اچھا ہے مجھ سے
کہ یہ ہر وقت ہے ان کی زبان پر

اشعار (۱۷)

غزل

بھروسا ہے اُسے اُن کی زبان پر
ہنسی آتی ہے قاصد کے بیان پر

ترے شکوے کو میں کیا منہ لگاؤں
کہ رہتا ہے یہ دشمن کی زبان پر

چڑھی ہے آستین بھی تیوریاں بھی
یہ حملے مجھ ضعیف ناتوان پر

چلو عارض پہ تم بھی چھوڑ کر زلف
گھٹا چھائی ہوئی ہے بوستان پر

الٰہی خیر آفت ہے کہ یہ چال
قدم بڑھنے کو ہین اب آسمان پر

پیتے ملتے ہین سب نیچی نظر سے
خفا ہوتے ہو ناحق رازدان پر

تحمل اسکا بھی ظالم نہوگا
جو آیا رحم بھی مجھ ناتوان پر

تمہارے گھر سے یہ فتنہ بھی نکلا
کہ شکوہ دلسے آیا ہے زبان پر

خطا کسکی ہے اور پائے سزا کون
ستاؤ تم پڑے صبر آسمان پر

حبابِ بحر ہین اے شورِ اُلفت
کہ چھالے ہین یہ موجونکی زبان پر

جو مرتا ہے مرے دشمن کہین اور
یہ موت آئی تمہارے آستان پر

ذرا دیکھو تمہارے روزن در
نگاہین ڈالتے ہین پاسبان پر

مجھے کیون دیکھنے آئی ہین حباب
نظر بھی بار ہے مجھ ناتوان پر

جو ڈالے روزنِ در پر کوئی آنکھ
نگہ چھریان لگائے پاسبان پر

تمہارے نام پر قربان ہو دل
یہ دل کیسطرح آتا ہے زبان پر

کدورت مین چھپا ہے دل کا چھالا
محبت کی زمین ہے آسمان پر

غزل ۸۰	**فروغ** اور تیرے درباںسے رُکیگا بپا ہے اک قیامت آستان پر	اشعار (۱۶)

غزل

درد اے ضبط کرون ہجر مین نالے کیونکر
دستِ نازک سے کوئی دلکو سنبھالے کیونکر

آئین قابو مین مرے گیسوؤن والے کیونکر
نغمۂ وصل بنین ہجر کے نالے کیونکر

بیوفا مجکو کہا لکھکے وہ خود جھیپ گئے
جس پہ پھبتی نہو اُسپر کوئی ڈھالے کیونکر

نشۂ حسن سے کب آپ مین تو رہتا ہے
تجکو پائین گے ترے ڈھونڈھنے والے کیونکر

کمسنی کے ہین کسکی یہ اشارے مجھسے
حسرتین کوئی ترے دلکی نکالے کیونکر

کرگئی دو نکو بیچین تری ایک نگاہ
بنگئی جان پہ دل کوئی سنبھالے کیونکر

حسرت دید مین سر کا ہی کفن بھی تہ قبر
ڈھانک لین منہ کو تری دیکھنے والے کیونکر

میرا دل لیکے رقیبونکو دیا دل تم نے
دلمین دل اب کوئی ڈالی تو ڈالے کیونکر

اُف نگاہون نے تری کام کیا برچھی کا
تھام لین دلکو نہ دل تھامنے والے کیونکر

ڈر یہی ہی گیسوؤنکا بوجھ کمر پر نہ پڑے
بڑھکے نکہت گل رخکی نہ سنبھالے کیونکر

تم وہی ہو جو کبھی آئے نہ قابو مین مرے
پھر ہوئے ناز و نزاکت کے حوالے کیونکر

سامنے جسکے خموشی لیے پھرتی ہو گلا
پھر وہان منہ سے کوئی بات نکالے کیونکر

کہین مٹتا ہی مٹائے سے مرا نقش وفا
یاد رکھین نہ مجھے بھولنے والے کیونکر

عاشقو لینے ہی مگر نشو و نمائے معشوق
خون بلبل سے سحین گل کے نہ تھالے کیونکر

چشم مخمور سے نکلی کہ گری برق نظر ترے
مست کو مست سنبھالے تو سنبھالے کیونکر

اشعار (۱۵)	ہاتھ رکھ رکھ کے وہ سینہ پہ ہٹاتے ہین **فروغ** تسکین رہ رہکے مرے دلمین نہ چھالے کیونکر	غزل ۸۸

غزل

آئین قابو مین مرے گیسوؤن والے کیونکر
نغمۂ وصل بنین ہجر کے نالے کیونکر

لڑکھڑا کر نہ چلین جھومنے والے کیونکر
مدعا یہ ہی کہ دشمن نہ سنبھالے کیونکر

لیجیے غیرون کی اُلفت کا ہی دعوے اُنکو
جنکو معلوم نہین کرتے ہین نالے کیونکر

حسن کو اپنے بچایا ہی نگاہون سے مری
سامنے ہون مرے منہ پھیرنے والے کیونکر

نزع مین فکر یہ ہی جان تو دی تھی اُن کو
ملک الموت کے کر دون مین حوالے کیونکر

نہ یہ باتین ہین عدو کی نہ صد انغمہ کی
کان تک آپکے پہنچین مرے نالے کیونکر

دل بھی قربان کیا جان بھی صدقے کر دی
اور چاہین تمھین پھر چاہنے والے کیونکر

ایکدن دُور سے لی تھین بلائین اسکی
بل کی مجھسے نہ تری زلف رسا لے کیونکر

کبھی دلمین کبھی نظرون مین کبھی آنکھون مین
یون چھپین جب تو کوئی ڈھونڈ نکالے کیونکر

جلتے ہین کیون ترے رخسار پہ گیسو ظالم
بے پیئے مست ہوئے جھومنے والے کیونکر

جسکی آنکھین بھی کسی سے نہ کبھی ملتی ہون
اس سے ملنے کی کوئی راہ نکالے کیونکر

تم کسی دلکے دھڑکنے کی صدا سمجھے ہو
اور کرتا ہی کوئی ضعف مین نالے کیونکر

رحم آتا ہی گلستان مین گلون پر ان کو
پھول توڑین مرا دل توڑنے والے کیونکر

یہ تو پہنچینگے ترے گھر مین اگر مین نہ گیا
ترے دربان سنے رکینگے مرے نالے کیونکر

غزل ۸۹ — اک نظر خواب مین دیکھا ہوا ہے جس نے فروغ / آنکھ پر یون یہ نظر حور پہ ڈالے کیونکر — اشعار (۱۸)

غزل

دل میرا تیرے پاس گیا مجھسے چھوٹ کر
تیری نگاہ جیسے ملی تجھسے ٹوٹ کر

سرسبز کب ہوا کوئی اپنوں سے چھوٹ کر
پتون کی ہی صدا یہ درختون سے ٹوٹ کر

بیتاب دلکے ساتھ ہی پیکان بھی ترا
دنیا مین کس کو چین ملا تجھ سے چھوٹ کر

صحرا کو سیل اشک نے دریا بنا دیا
روئے ہمارے پاؤنکے چھالے جو چھوٹ کر

تیر ستم کو دون نہ کلیجے مین کیون جگھ
آیا ہی یہ حضور کی چٹکی سے چھوٹ کر

تھے دلکی طرح آبلۂ پا بھرے ہوئے
خار دشت سے ملکے روئینگے پھوٹ پھوٹ کر

اچھی بسر ہوئی ترے پیکان کی ہر جگھ
دلمین مرے رہی تری چٹکی سے چھوٹ کر

کر مجھ پہ رحم اے اثر اضطراب شوق
خنجر گرے نہ ہاتھ سے قاتل کے چھوٹ کر

کوئی کسی سے دل نہ لگائے جہان مین
فرقت مین دی صدا یہ مرے دلنے ٹوٹ کر

ہی دلکے آبلون مین جو ہلچل پڑی ہوئی
کچھ تو کئے اشارے حبابون نے پھوٹ کر

نالان تھا تیرا تیر بھی بیداد سے تری
دلمین مرے چبھا ترے ہاتونسے چھوٹ کر

مقصود ہی سزا بھی تڑپنے کی دون اسے
چھالے بھی دلکے پھوڑتا ہون سینہ کوٹ کر

دلبر ہمارے ٹوٹ پڑے غم کے آسمان
اچھا سلوک کر گئے چھالے بھی پھوٹ کر

بیتاب ہی بہت دلِ نازک سنبھالیے
ڈر ہی نہ گر پڑے مری مٹھی سے چھوٹ کر

تیرِ نظر بھی تیرا نہ تجھ سے جدا ہوا
پہنچا وہین جہان سے یہ آیا تھا چھوٹ کر

یون دی ہی آبِ حسن نے تیغِ نگاہ کو
موتی بھرے ہین چشمِ ستمگر مین کوٹ کر

بلبل تجھے خزان مین بھی لطفِ بہار ہی
گلشن قفس کو کر دیا کلیون نے پھوٹ کر

آنکھون مین اشک لب پہ فغان دل پہ ہاتھ ہی
یہ حال اے **فروغ** ہوا کس سے چھوٹ کر

ردیف زائے منقوطہ

غزل

غزل نمبر ۹۰ — اشعار (۱۳)

سوتے ہین اینڈ اینڈ کے مستِ شرابِ ناز
مانندِ نشہ آنکھ مین رہتا ہی خوابِ ناز

برقِ ادا چمکتی ہی آنکھین جھپکتی ہین
کب چشمِ شوق وصل مین لاتی ہی تابِ ناز

مین بوسے مانگتا ہون وہ دیتے ہین گالیان
اچھا سوالِ شوق ہی اچھا جوابِ ناز

رخصت ہوئین حیا کی ادائین جو وصل مین
نکلا حجابِ شرم سے اک آفتابِ ناز

متوالون کی طرح سے ہین آنکھین جھکی ہوئی
چلتے ہین جھومتے ہوئے مستِ شرابِ ناز

بیداد پر تری سرِ تسلیم ہو گا خم
فرقِ نیاز جھک کے ہی گا جوابِ ناز

کچھ کام وصل مین نہین شرم و حجاب کا
اب آج تو اٹھایئے رخ سے نقابِ ناز

اس ضعف نے تو اور بھی مجبور کر دیا
اٹھین کہان تلک ستمِ بے حسابِ ناز

شوخی بھری نظر مین تڑپ کس غضب کی ہی
بجلی کہین گرائے نہ یہ اضطرابِ ناز

لپٹا ہوا ہی ہائے دوپٹہ کہان کہان
چھریان لگا رہے ہین یہ اندازِ خوابِ ناز

منہ کس طرح کفن سے چھپائے نہ بعدِ مرگ
عاشق ہی تیرا کشتۂ طرزِ حجابِ ناز

اب وہ پکارتے ہین تو ہم بولتے نہین ۔۔۔ ہمنے بھی مرکے خوب دیا ہی جوابِ ناز

نکلین تڑپ تڑپ کے اُن آنکھوں سے شوخیان
دیکھا شبِ وصال **فروغ** اضطرابِ ناز

ردیف سین مہملہ

غزل عـ۹۱ — **غزل** — اشعار (۱۳)

ہین کہون حالِ دل ہزار افسوس ۔۔۔ نہ کرے کوئی اعتبار افسوس
کچھ تڑپنے کی انتہا بھی ہے ۔۔۔ مر گئے تیرے بیقرار افسوس
سینہ تانے ہوئے وہ جاتے ہین ۔۔۔ نہوا کوئی بے قرار افسوس
زندگی ہو کہ اُنکا وعدہ ہو ۔۔۔ نہین دونون کا اعتبار افسوس
کیون جئے ہم کسی کے وعدے پر ۔۔۔ کیون کیا ہمنے اعتبار افسوس
جھوٹے وعدوں سے کیا ملا ظالم ۔۔۔ نہ رہا کچھ بھی اعتبار افسوس
مینے مانا کہ زندگی ہو مری ۔۔۔ کب اُسی کا ہی اعتبار افسوس
ہائے شکوہ کسی کے وعدے پر ۔۔۔ تھا قیامت کا انتظار افسوس
دیکھیے کب وہ بوسہ دیتے ہین ۔۔۔ وصل مین بھی ہی انتظار افسوس
کہتے ہین ہمسے کرکے وعدۂ وصل ۔۔۔ دو دن ہین تکلیفِ انتظار افسوس
ہائے دیکھین وہ راہ غیرون کی ۔۔۔ ہم کرین اُن کا انتظار افسوس
وہ ترا جھوٹا وعدہ اسے ظالم ۔۔۔ اور وہ میرا انتظار افسوس

آئی پیری گیا شباب **فروغ**
ہی خزان چل بسی بہار افسوس

غزل ۹۲ | **غزل** | اشعار (۱۵)

ہم تو تڑپا کرین ہزار افسوس
لوٹین جوبن گلونکی ہار افسوس

لاش پر بولے میرے وعدیکا
نہ کیا تو نے اعتبار افسوس

کسی ابرو کے ہم تصور مین
تیغ کو کر رہے ہین پیار افسوس

کیا خبر مرگ غیر کی پائی
کر رہے ہین وہ بار بار افسوس

تیرا وعدہ ہی کس قیامت کا
اک جہان ہی امیدوار افسوس

حسرتین کشتہ ہو کے دفن ہوئین
میرا دل بھی بنا مزار افسوس

تھا وہ آوارہ بعد مردن بھی
منتشر ہی مرا غبار افسوس

پھر کوئی ظلم اُن کو یاد آیا
ڈھونڈھتے ہین مرا مزار افسوس

کیون ہو مرگ غیر کا مجھے غم
کہ پریشان ہی زلف یار افسوس

اپنے ہاتون سے وہ سزا دیتے
نہ ہوا مین قصوروار افسوس

جبر کرنے کا تم کو لطف آتا
نہ ہوا دل پر اختیار افسوس

حشر مین پیش حق کھڑا ہی وہ بُت
ہو رہا ہون مین شرمسار افسوس

مر کے بھی ہائے مین تو پچھتایا
کہ ہوا کوئی سوگوار افسوس

بزم سے تیری کیون نکالے جائین
نہین آنکھون پر اختیار افسوس

جتنے ناصح **فروغ** عشق مین ہین
ہوئے اتنے نہ غمگسار افسوس

ردیف شین

غزل ۹۳ — غزل — اشعار (۱۲)

کھولے ہوئے وہ بیٹھے ہین بند قبا چہ خوش
سمجھے ہین آہ سرد کو ٹھنڈی ہوا چہ خوش

کیا تیری چاہ ہی کوئی برہم وفا چہ خوش
اے بیوفا تمہین ہو چہ ظلم و جفا چہ خوش

جیسا مرا سوال تھا ویسا ملا جواب
کہنے لگے وہ حسن سے مرا مدعا چہ خوش

لب تک بھی جو نہ آئے وہ پہنچے ہین تک عرش
ہو نالۂ طپش بھی آہ رسا چہ خوش

نام آسمان کا آگیا تھا بر سبیل ذکر
درپردہ بھی کرو ہین تمہارا گلا چہ خوش

اُن کی زبان رکی نہ مرے ہاتھ وصل مین
ہر بار دست شوق جھٹک کر کہا چہ خوش

شرما کے چشم شوق سے لین دلمین چٹکیان
کس کی خطا تھی کس کو سزا چہ خوش

سب بے اعتبار دوست ہی دشمن پہ اعتماد
یہی رسم ملک حسن مین اُلٹی ہوا چہ خوش

دنیا مین اور کس پہ بھروسا کرے کوئی
دل بھی مرا انھین کی طرف ہو گیا چہ خوش

حسن آپ ہی کا باعث افراط شوق ہی
اُلٹے حضور ہوتے ہین مجھ پر خفا چہ خوش

شرما کے مجھ سے شرم بھی آتی نہین تمہین
میرے ہی دلمین رہکے مجھی سی حیا چہ خوش

لطف سخن و فور الم مین نہین فروغ
طرہ یہ اُس پہ شعرون مین بھی ہو مزا چہ خوش

ردیف صاد

غزل

غزل ۹۴ — اشعار (۱۱)

دل سے کے ہین دیدۂ دلدار حریص — جسطرح ہوتا ہی بیمار حریص

خون پیکر بھی نہین بھرتا پیٹ — کسقدر ہی تری تلوار حریص

عشق ہی دنکو میرے روز افزون — اس مرض کا ہی یہ بیمار حریص

چشمِ میگون پہ جھکے پڑتے ہین — ہین ترے ابروئے خمدار حریص

خواہش دل نہین کم بوسہ سے — بڑھ کے بندے سے ہیں سرکار حریص

کیون نہ منہ چومنے کو دل چاہے — کرتی ہی شوخیٔ گفتار حریص

مجرمون کی تری رحمت کو تلاش — جرم کے تیرے گنہگار حریص

ہمہ تن غم ہون نہ کھا جائے مجھے — رنج کا ہی یہ دلِ زار حریص

خُم چڑھا جائین پہ نیت نہ بھرے — ساقیا ہین ترے میخوار حریص

چشم و ابرو و مژہ طالبِ جان — ہی یہ دربار کا دربار حریص

حسرتِ دردِ محبت ہی فروغ
کرتی ہی لذتِ آزار حریص

ردیف ضاد

غزل

غزل ۹۵ — اشعار (۱۰)

مطلب ہی ہمکو عیش سے کیا غم سے کیا غرض — تیری خوشی سے کام ہی عالم سے کیا غرض

دلسے غرض ہے دل کے غم و ہم سے کیا غرض
کام اپنے کام سے ہے تمہین ہمسے کیا غرض

ساقی کی چشم مست ہی جام جہان نما
ساغر سے ہمکو کام ہے کیا جم سے کیا غرض

مہندی لگا کے ہاتو لگی اپنے بہار دیکھ
تجکو کسی غریب کے ماتم سے کیا غرض

ہمکو نکال سکتا ہے تیری گلی سے کون
ایسے حور ہمکو جنت آدم سے کیا غرض

عشاق سے حسینوں کا بیجا نہین ہے ناز
ہمکو غرض ہے اُنسے اُنھین ہمسے کیا غرض

رو رو کے مر ہی جاؤن تو پوچھین کبھی اشک
آنچل کو اُنکے دیدۂ پُرنم سے کیا غرض

پھر کون ناز اُٹھائیگا جاؤ یونہی سہی
کیا کام ہمکو تمسے تمہین ہمسے کیا غرض

مُنہ کو پھرا کے ہاتھ بڑھانیسے کُھل گیا
مطلب ہمارے دلسے ہے اور ہمسے کیا غرض

مطلب فقط ہے اُسکی خوشی سے ہمین فروغ
کیا کام خلد سے ہے جہنم سے کیا غرض

ردیف طاء

غزل

غزل ۹۶ — اشعار (۱۱)

نہین آیا ادھر تمہارا خط
زندگی کا مری سہارا خط

کچھ سمجھ مین نہ اک حرف آیا
شوق مین پڑھ گیا مین سارا خط

چل گئی رشک کی ادھر برچھی
لیکے قاصد اُدھر سدھارا خط

مطلب اسکا جو حل نہین ہوتا
ہے معمہ کوئی تمہارا خط

مار ڈالا اس ایک فقرہ نے
اب نہ بھیجونگا مین دوبارا خط

دل عاشق کے پرزے ہونگے یونہین
چاک ہوتے ہی ہے بیکارا خط

نامہ بر پڑھکے وہ بھی رو دینگے
خون دلسے لکھا ہے سارا خط

کار قاصد کر اسے ہو لے شوق
اُڑ کے جا پہنچے وہان ہمارا خط

بدلے تھے ملقین کے دوستون نے کہا
آ گیا وقت پر ہمارا خط

نہ اُدھر سے کوئی جواب آیا
مین ادھر لکھتے لکھتے ہارا خط

نہین ہٹتی نگاہ شوق **فروغ**
کس بلا کا ہی پیارا پیارا خط

ردیف ظاء

غزل

غزل ۹ — اشعار (۱۰)

دل ترا گھر ہو گر دن کیونکر نہ ہو دلکا لحاظ
قیس کو لیلی کے باعث سے تھا محمل کا لحاظ

[illegible] لیتی ہی دونون کی خبر
کچھ جگر کی میرے خاطر ہی تو کچھ دلکا لحاظ

نرگس [illegible] کبھی ہنسنے پر ترسین گل
پاس ہی کچھ باغبان کا نے عنادل کا لحاظ

شرم سے گردن جھکا کر دیدو اک بوسہ ہمین
ہی سخاوت جنمین کرتے ہین وہ سائل کا لحاظ

رہ گئے پاس ادب سے منہ پہ دامن ڈالکر
وا نکے زخمون نے کیا یون شرم قاتل کا لحاظ

پردہ فانوس مین آتی ہی منہ کو ڈھانک کر
کیون حسینو تمنے دیکھا شمع محفل کا لحاظ

وصل کی شب کیون پڑی ہی صبحکی جلدی تمھین
کچھ نہین تمکو مرے ارمان بھرے دلکا لحاظ

وہ کھنچا رہتا ہی ہر وقت اور جھکی جاتی ہین بھوین
بڑھ گیا قاتل سے بھی شمشیر قاتل کا لحاظ

شرم آئی سینۂ دریا پہ جب اُبھرے حباب
منہ کو دامن سے چھپایا دیکھ ساحل کا لحاظ

سر جھکائے رہتی ہی پاس ادب سے اے **فروغ**
سب تو سب تلوار بھی کرتی ہی قاتل کا لحاظ

ردیف عین

غزل عـ۹۸

غزل

اشعار (۱۸)

شب بھر رہا بہار مین کیا رنگ و روئے شمع
آتے ہین بوسہ لینے جو پروانے سوئے شمع
رونیسے یہ حسینونکے نظرونسے گر گئی
معشوق بھی تو شاد نہین تجھسے اے سحر
عاشق کے دل کیطرح سے صبح شب وصال
روشن ہوئی تو مشعل راہ وفا بنی
صبح شب وصال ملین دونون خاک مین
پروانون ہی کے رنج نے کشتہ کیا اسے
میری طرح نہ ہجر مین دشمن بھی ہو ہلاک
باد سحر تھی یا کوئی جھونکا خزان کا تھا
آخر کو روتے روتے پتنگون کی لاش پر
ثابت لپک سے شعلونکی جلنا زبانکا ہے
آنسو بھی بھر رہے ہین دھوان بھی ہے اٹھ رہا
یاد آتی ہین جو وصل کی کچھ بے حجابیان
عریان تنی پر اپنی جو روتی ہے زار زار
عاشق کے رخ پہ چھا گیا رونق کی پردہ مین

مرجھا گیا سحر کو گل آرزوئے شمع
شعلہ لپک لپک کے بجاتا ہے روئے شمع
آنسو بہے تو ڈوب گئی آبروئے شمع
کمبخت تو ہے دشمن عاشق عدوئے شمع
کیسا اداس اداس ہے اللہ روئے شمع
پروانون کو نہ کرنی پڑی جستجوئے شمع
اک آرزوے دل مری اک آرزوئے شمع
کچھ گل سے پھوٹتی ہے دم صبح بوئے شمع
پروانے جل کے مرتے ہین پر روبروئے شمع
کیا خاک مین ملے ہین گل آرزوئے شمع
پہنچا ہے آب اشک الم تا گلوئے شمع
آتی نہین سمجھ مین مگر گفتگوئے شمع
گویا نہانے کیلئے بکھرے ہین موئے شمع
نیچی نظر سے دیکھ کے ہنستے ہین سوئے شمع
رکھ لیتی ہے یہ چادر اشک آبروئے شمع
جتنا کہ صبح وصل اڑا رنگ روئے شمع

کہتے ہین اسکو شعلہ زبان لوگ کیون فروغ

ہی آجتک کسی نے سُنی گفتگوئے شمع

ردیف غین

غزل

فصلِ بہار ہی طرب افزائے حالِ باغ
فرطِ خوشی سے جھوم رہی ہین نہالِ باغ

منہ دیکھتے ہین آینہ مین جس طرح حسین
آتا ہی آبجو مین نظر یون جمالِ باغ

پھولونکی آرزو ہی جو فصلِ بہار مین
شاخین ہین یا بڑھے ہوئے دستِ سوالِ باغ

الجھین نہ اسطرح کبھی سنبل کے بال بھی
فصلِ خزان مین جیسے پریشان حالِ باغ

آیا ہی وقتِ صبح جو وہ گلشنِ جمال
شبنم کے قطرے ہین عرقِ انفعالِ باغ

سب کو دُلہن بنایا ہی فصلِ بہار نے
پھولون کا گہنا پہنے ہی ہر نو نہالِ باغ

پھولون کی شاخین نگہبین لوہی کی تیلیان
بلبل کو آگیا جو قفس مین خیالِ باغ

بادِ خزان کے جھوکونسے خاک اسقدر اُڑی
شکوہ یکو چرخ تک لگی گردِ ملالِ باغ

آئے ہین وہ جو سیر کو تو ہر حباب جو
بنتا ہی گنبدِ عرقِ انفعالِ باغ

صیاد نے جو کاٹ دئے پر تو کیا ہوا
بلبل کو لے اُڑی گی ہوائے وصالِ باغ

محفوظ دستِ جورِ خزان سے ہی فروغ
پروردۂ بہار ہی ہر نو نہالِ باغ

ردیف فا

غزل عنا — غزل — اشعار (۲۰)

گو عدل کھینچا ہی ترا نار کی طرف
رحمت کی پر نظر ہی گنہگار کی طرف

وہ دیکھتے ہیں میرے دل زار کی طرف
ہیں دیکھتا ہوں چشم فسون کار کی طرف

اسے شوق دید کچھ تو تحفظ بھی ہے ضرور
ہو دیکھ ہاتھ اور نظر یار کی طرف

پہنچے گی کس شمار میں کچھ بے گناہ کو
رحمت تو جھک پڑے گی گنہگار کی طرف

پھرتی ہے اب بھی وہی انداز انکے ہیں
پھیرے ہیں منہ کو تربت بیمار کی طرف

تیری گلی میں اٹھ نہیں سکتا ہوں ناتوان
سایہ کی طرح پڑ رہا ہوں دیوار کی طرف

چشم غضب بھی نہ ہی چشم لطف تو سمجھ
ہے دیکھتا تو کوئی گنہگار کی طرف

محجوب کرتے ہیں کہ ہمیں اہل حشر کی
دیکھے نہ کوئی تیرے گنہگار کی طرف

شاید کہ ساتھ دھوپ کے چڑھ جاؤں میں بھی
پڑتا ہوں اس لئے تری دیوار کی طرف

ترچھی نظر نے اسکی دلایا کچھ ان کو یاد
شرمائے دیکھ کر وہ گنہگار کی طرف

رک جائے دم الجھ کے نہ تار نگاہ میں
دیکھو ذرا اٹھا کے نہ مجھ زار کی طرف

لطف کلام بھی نہ اٹھائیں گے بے گناہ
ہوگی توجہ انکی گنہگار کی طرف

محشر میں لطف ہوگی بھی حسرت بھری امید
دیکھو نہ آنکھ بھر کے دل زار کی طرف

اسکی تڑپ کو اور بڑھائیگی یہ امید
دیکھو نہ آنکھ بھر کے دل زار کی طرف

ڈرتی ہے تجھ سے موت بھی زار نزار ہیں
آتی نہیں ہے تیرے گنہگار کی طرف

اٹھ ہے اشتیاق کہ بے قدر ہو گئے ہیں
بڑھتے ہیں ہاتھ گردن دلدار کی طرف

بگڑے ہوئے ہو تم تو سبھی اس سے ہیں بھرے
ترچھی نظر بھی کب ہے گنہگار کی طرف

جو کچھ کیا مرے سر شوریدہ نے کیا
کیون دیکھتا کوئی تری دیوار کی طرف

آفت کی ہے کشش کہ مے ناب ساقیا
ہر روز کھینچ کے آتی ہے میخوار کی طرف

محفل میں کب ہے یہی نگہ بے سبب فروغ
چھپ چھپ کے دیکھتے ہیں وہ اغیار کی طرف

ردیف قاف

غزل

غزل ۱۰۱ — اشعار (۱۳)

چھپے یورکا ہی شرمائی نظر کا اشتیاق
وصل کی شب کیون نہو وقت سحر کا اشتیاق

نام لیتے ہی ترا منہ کو تڑپ کر آ گئے
دیکھ تو ایجان مرے قلب و جگر کا اشتیاق

حسرتین نکلین کہانکی شرم ہوتی ہی سحر
میرے دل مین گھٹ رہا ہی تیر کا اشتیاق

وہ دوپٹہ سے چھپا کر اپنا سینہ ہنس پڑے
کھل گیا کیا میری پرحسرت نظر کا اشتیاق

کس کشاکش مین پڑا ہی آپکا تیر نگاہ
کیا قیامت ہی مرے قلب و جگر کا اشتیاق

دیکھکر قبلہ کی جانب منہ ہماری لاش کا
ہنس کے بولے اب ہوا انکو ادھر کا اشتیاق

وصل کی شب منہ چھپانیکی ضدین اچھی نہین
اور بڑھتا ہی مرے قلب و جگر کا اشتیاق

رشک کیسا غیر کا مین ذکر چھیڑونگا ضرور
ہی مرے دلکو تو شرمائی نظر کا اشتیاق

کاش وہ غصہ ہی سے دیکھین مگر دیکھین مجھے
شرم کے صدقے نہین نیچی نظر کا اشتیاق

ہائے اب اسے رشک مین ہون اور کوئی غیر ہی
کیون ہوا مجھکو کسی کے رہگذر کا اشتیاق

یار سے اسکی نہین کیونکر کلیجہ تھام لون
خود بھی ظالم ہی کسی بیداد گر کا اشتیاق

دفن ہونگا اس گلی ہین مین شہید ناز اگر
سبکو اس پردہ مین ہوگا انکے گھر کا اشتیاق

جبہہ سائی جسکی ہی فخر ملائک اے **فروغ**
ہی جبین عجز کو اس سنگ در کا اشتیاق

ردیف کاف

غزل

غزل ۱۰۲ — اشعار (۱۵)

خط لیکے کبوتر جو گیا یار کے گھر تک
ایسا یہ تھا جُرم کہ نوچے گئے پر تک

سوزانِ شبِ فرقت مین ہی دل چار پہر تک
یہ شمع سرِ شام سے جلتی ہی سحر تک

سینہ نگہِ یار نے توڑا ہی جگر تک
کیا بیخبری ہی کہ نہین ہمکو خبر تک

گھبرا نہ شبِ ہجر مین تو اے دلِ نادان
یہ درد یہ تکلیف یہ ایذا ہی سحر تک

جز شمع شبِ غم مین نہین ہی کوئی مونس
ہان ساتھ جو دیتی ہی تو یہ چار پہر تک

آگے تو شب و روز لڑا کرتی تھین آنکھین
اے مشفقِ من اب نہین ملتی ہی نظر تک

شاید کہ کوئی بیکس و ناشاد ہوا قتل
غم مین جو سیہ پوش ہی قاتل کی سپر تک

یکسان ہی شب و روز تجلّیِ رُخِ یار
اے شمع تری بزم فروزی ہی سحر تک

اتنا بھی تغافل نہین زیبا نہین زیبا
ہم مر بھی گیے اور نہ ہوئی تمکو خبر تک

اک مین ہون کہ پھُکتا ہون تپِ عشق سی دن رات
اک شمع ہی جو شام سے جلتی ہی سحر تک

اُلفت مین جو اُس بتِ جفائی کے مین رویا
ساتھ اشکون کے آنکھون سے بہا خونِ جگر تک

سونا ہمین پہلو مین جو یاد آیا کسی کا
تڑپا کیئے ہم کروٹین لے لیکے سحر تک

ہان جذبِ محبت یہی موقع ہی مدد کا
وہ شوخ پہرا جاتا ہی آ کر مرے گھر تک

سوزِ تپِ فرقت کا کسی کی یہ اثر ہی
جلتی بھی ہی روتی بھی ہی جو شمع سحر تک

نالے تو کیا کرتے ہین دن رات فروغ آپ
اُس شوخ کے دلمین نہین ہوتا ہی اثر تک

غزل ۱۰۳ — غزل — اشعار ۲۲

رنج پر رنج سہین اے مہ کامل کب تک
داغ پر داغ اٹھائین جگر و دل کب تک

دیکھون مٹتے نہین داغ جگر و دل کب تک
دیکھو رونق یہ رہے عشق کی محفل کب تک

دیکھیے وہ نہین سینہ سے لگاتے تا کے
دیکھیے جاتا ہی درد جگر و دل کب تک

اب اٹھین نالۂ بلبل یہ بھی آتا ہی ترس
ہونگا اے ضعف مین فریاد کے قابل کب تک

کوچۂ یار مین پہونچونگا مین آخر اک دن
شوق ہوگا نہ مرا رہبر منزل کب تک

اب یہی ضد ہی کرے کون خوشامد انکی
مین بھی دیکھون کہ تڑپتا ہی مرا دل کب تک

وصل مین شرم نگہ کو نہین اٹھنے دیتی
نکلین اے تیر نظر آبلۂ دل کب تک

دھیان انکا ہے مجھے رہتا ہی مین دیکھون تا کے
اور وہ رہتے ہین مری یاد سے غافل کب تک

بجھ گیا دل ہی تو ہون صورت شمع کشتہ
دیکھیے ہوتا ہون لایق محفل کب تک

روح کے ساتھ نہ گھبرا کے نکلتی کیونکر
رہتی گھٹ گھٹ کے بلا آرزوئے دل کب تک

ناتوان دیکھ کے وہ مجھکو یہ فرماتے ہین
دیکھین ہو لطف اٹھانیکے بھی قابل کب تک

آپ انصاف کرین ہجر کی آخر حد بھی
آپ فرمائین کرے صبر مرا دل کب تک

باعث ضبط فغان اے دل نالان کب تک
کوئی فرقت مین سنے شور غنا دل کب تک

تھین سبھی مجھے دست تمنا سے امیدین کیا کیا
کوئی فرقت مین دبائے جگر و دل کب تک

چودھوین رات کا وعدہ بھی تو ایفا نہوا
منتظر کوئی رہے اے مہ کامل کب تک

وہ بھی آتے نہین اور موت بھی کھائی ہی قسم
ہوگی آسان الٰہی مری مشکل کب تک

ہوگئی مایوس وہ گھنا مرا صبح شب وصل
دیکھیے ہوتا ہی بھر شاد مرا دل کب تک

خود ہی بیچین مرے دلکی تڑپ کر دے گی
آپ ہینگا مری یاد سے غافل کب تک

ناز اٹھائیگی تری حد بھی ہی کوئی اے موت
ہو نہ آخر کوئی منت کش قاتل کب تک

آج دیکھی تری بیچین نظر کی شوخی
دیکھون اب رہتا ہی بیتاب مرا دل کب تک

تونے سینہ سے لگا کر مجھے اندھیر کیا / اب اُٹھائے کوئی نازِ جگر و دل کب تک

خیر عادت ہی تو امید ہمین بھی ہی فروغ
پھر رہینگے وہ رقیبون ہی پہ مائل کب تک

ردیف کاف فارسی

غزل

غزل ۱۴۰ — اشعار (۱۳)

داغِ مہ سے ہی عیان داغِ دلِ بسمل کا ڈھنگ / ماہ نو سے ہی نمایان ابروئے قاتل کا ڈھنگ

وصل مین بھی مضطرب خوفِ سحر سی مثلِ ہجر / ہی نرالا اک زمانہ سے ہمارے دل کا ڈھنگ

ہاتھ سینہ پر وہ جب رکھین تڑپتا ہی نہین / اُنپہ ظاہر ہو تو کیونکر اضطرابِ دل کا ڈھنگ

حال ہی اب قلبِ مجنون کا بھی اے لیلیٰ وہی / جو ہوا سے نجد مین تھا پردۂ محمل کا ڈھنگ

دیکھ یہ دونکو بھی اے لیلیٰ نہین دم بھر قرار / آہ مجنون نے بگاڑا ہی ترے محمل کا ڈھنگ

بیوفائی بھی اوہی نازک مزاجی بھی وہی / ایک ہی تیری طبیعت اور مرے دل کا ڈھنگ

تھا طبیعت کا تری جو رنگ ظالم شام کو / ہی وہی صبحِ شبِ وصلت ہمارے دل کا ڈھنگ

کیون نہ خنجر کو گلے سے مین لگاؤن دوڑ کر / اسکے کھینچنے مین تو ہی بالکل ہی قاتل کا ڈھنگ

زلزلہ کہتے ہین جسکو میری جان دنیا مین لوگ / ہی وہ اک ادنیٰ سا میرے اضطرابِ دل کا ڈھنگ

وصل کی شب شام ہی سے اتنی گھبراہٹ حضور / کچھ تو ان بتیا ہیو نہین بھی ہی مرے دل کا ڈھنگ

ہمکو بھی ظالم تری آنکھون کی شوخی بھا گئی / کچھ کچھ اسمین بھی ہی میرے اضطرابِ دل کا ڈھنگ

[illegible]ان حسرت بھری آنکھونکی گردش تھی ہی / دیکھ اے قاتل خدارا دیدۂ بسمل کا ڈھنگ

سینہ مین ہر دم پھڑکنے سے یہ ظاہر ہی فروغ

میرے دلنے بھی مگر سیکھا کسی بسمل کا ڈھنگ

ردیف لام

غزل ۱۰۵ — غزل — اشعار (۱۰)

پتھر کا بھی جو ہو تو نہ برداشت لائے دل
اللہ سخنیتو سنے بتون کی بچائے دل

سنتے ہین گوش دل سے جو وہ بلجرائی دل
لیتے ہین باتون باتونمین وہ اٹھالے دل

یارب کسی کا دام بلامین نہ آئے دل
پھندے مین گیسوؤنکے نہ کوئی پھنسائے دل

الفت کا سلسلہ جو بڑھا جانبین سے
دل آشنائے زلف ہی زلف آشنائے دل

الفت ہمارے دلکی تو آپ آزما چکے
کہئے محبت آپکی اب آزمائے دل

پہلو سے کیا مرے کوئی بیرحم لے گیا
ملبا نختہ جو منہ سے نکلتا ہی ہائے دل

اے جان جان یہ سچ ہی اگر میرا بس چلے
تجھکو مین اپنے سینہ مین رکھون بجائے دل

دیکھا جمال یار تو کس بیخودی سے مین
سینہ پہ ہاتھ مار کے بولا کہ ہائے دل

وہ دلبر جہان جو نکلتا ہی سیر کو
آتی ہی ہر طرف سے صدا ہائے ہائے دل

غزل ۱۰۶ — اشعار (۱۷)

الفت سے ایک غیرت یوسف کی ہی فروغ
کوئی عزیز مجھکو نہین اب سوائے دل

غزل

ہو صاف شکل آئینہ و نکو نہ روئے گل
شبنم اگر نہ شب کو کرے شست و شوئے گل

اک عندلیب ہی نہین شیدائے روئے گل
کیا اے حسینو تمکو نہین آرزوئے گل

صیاد سن ہی لینگے نوید بہار کو
اکدن خبر کی طرح پھیلیگی بوئے گل

باتین کچھ ابتدا سے جوانی کی ہین جو یاد
ہنستے ہین دیکھکر وہ چمن مین نموے گل

سونگھے ہین آج غیر نے اُنکے گلے کے ہار
اینڈا جو مثل تیر کے دیتی ہی بوے گل

غصہ کی ہر حسین مین ہوتی ہی اک ادا
کھتے ہین تجھسے دیکھ کے سرخی روے گل

تاثیرِ جذبِ عشق کے قابل نہین حضور
جاتی ہی کیون دماغ عنادل مین بوے گل

اتنا تو پہلے سوچ لو معشوق ہی بھی ہے
دیکھو نہ یون نگاہِ حقارت سے سوے گل

سو پردو مین چھپائے سے چھپتا نہین حسن
دیوارِ باغ پھاند کے آتی ہی بوے گل

کس عندلیب گم شدہ کی ہی اسے تلاش
کسکو چمن مین ڈھونڈتی پھرتی ہی بوے گل

جائین کہان چمن سے عنادل بہار مین
زنجیر پا ہی انکے لئے موج بوے گل

وہ کہہ رہی ہین میرے سنانیکو باغ مین
دیکھے نگاہ بھر کے نہ بلبل بھی سوے گل

اچھا کفن ملا اسے سرکارِ عشق سے
لیٹی ہوئی ہی لاش سے بلبل کی بوے گل

کملائے پھول دیکھ کے بلبل سے بولے وہ
کمبخت کس نگاہ سے دیکھا تھا سوے گل

مجھ زار کو اُڑائے نہ کیونکر ہوائے شوق
کب بارِ دوش بادِ صبا پر ہی بوے گل

کچھ یاد آگیا اُنھین گلشن مین میرے بعد
بلبل نے چشمِ یاس سے دیکھا جو سوے گل

غزل ۱۰۱	ڈرتا ہون بدگمانیون سے اُنکی اے فروغ مینے نگاہ بھر کے بھی دیکھا نہ سوے گل	اشعار (۲۰)

غزل

ہی بلبلون کے پیشِ نظر حسن روے گل
اچھا ہی یہ حسین بھی سیکھین جو خوے گل

کیون بند ہی بہار مین دروازۂ چمن
روکے سے باغبان کے رُکے گی نہ بوے گل

آغوشِ نازِ دوست مین عاشق کی ہی جگہ
بلبل کو دستِ شوق ہی ہر موجِ بوے گل

میری فغان تو شورِ عنادل سے مل گئی
تم ہنس رہے ہو پھر بھی بنین تم مین خوے گل

اتنا تو حسن و عشق مین ہو ربط و اتحاد
ہی خلط دود آہ عنادل مین بوے گل

ہارون کے پھول وصل مین ہنستے ہین دیکھیے — اچھی گلے لگا کے بگاڑی ہی خوے گل
ابتک کسی نظر مین ہین بے اعتبار ہم — بگڑے وہ ہمنے باغ مین دیکھا جو سوے گل
فصلِ خزان مین بھی اُنھین لطفِ بہار ہی — ایسی بسی دماغِ عنادل مین بوے گل
لیتے ہین بلبلون کی محبت کا امتحان — وہ دیکھتے ہین پیار کی نظرون سے سوے گل
کیا آگیا ہی وقتِ وداعِ بہارِ باغ — ایک ایک کے گلے سے لپٹتی ہی بوے گل
انکی نظر نگاہِ عنادل سے کیون ملے — کیون آنکھ اُٹھا کے باغ مین دیکھین وہ سوے گل
حسن انکا میری آہون سے مشہور یون ہوا — بادِ سحر سے پھیلتی ہی جیسے بوے گل
پاتا ہی گندھ کے ہار مین ظالم کہان جگہ — دیکھون نگاہِ رشک سے کیونکر نہ سوے گل
عاشق کو انکی بزم مین جسکِ فغان نہین — نالان ہی عندلیب چمن روبروے گل
مرجائے بحرِ حسن مین بلبل نہ ڈوب کر — ہی موجزن بہار مین دریاے بوے گل
کیون ہنس رہے ہو میری لحد پر چڑھا کے پھول — سمجھا مین اب تمھین نے بگاڑی ہی خوے گل
کہیے تو باغ مین ہو مین کیا بیجا بیان — نیچی نظر ہی آپ کی کیون روبروے گل
پھیلا دھوان جو آہِ عنادل کا باغ مین — گویا ہوا نقاب پئے حسنِ روے گل
حسنِ لطیف قیدِ علایق سے ہی بری — اُلجھا نہ خار سے کبھی دامانِ بوے گل

غزل ۱۰۸	تقصیر وار عشق نہین اک ہمین فروغ سنتے ہین بلبلونکو بھی ہی آرزوے گل	اشعار (۱۸۶)

غزل

کیا عشق مین نظر سے گرا ہی وقارِ دل — تم کیا کہو تجھی کہ نہین اعتبارِ دل
مہر و وفا مین اور بڑھا اعتبارِ دل — تیرے ستم ہوئے سببِ افتخارِ دل
اتنا شبِ وصال نہ بڑھوائے وفورِ شوق — ڈر ہی چھلک نہ جائے مئے خوشگوارِ دل
بادِ خزان کا دیتی ہی دھوکا ہمارے آہ — پہنچا قریب وقتِ وداعِ بہارِ دل

آجائے کاش موت ہی مجکو شبِ وصال
کچھ تو کسی نظر مین بڑھے اعتبارِ دل

اُلفت مین اُلکو دل سے نہ ملنے دیا کبھی
دیوار بن کے ہوگیا حائل غبارِ دل

اے شوق اُنکے عہد کا شکوہ کرین گر کیا
تو نے بھی تو مٹا دیا سب اعتبارِ دل

طوفان اشک و آہ سے دل ہی بجھا ہوا
آب و ہوا یہ ایسی ہے ناسازگارِ دل

پھر بھی اُنھین بلانا ہے اے بیخودی ٹھہر
اتنا بھی خاک مین نہ ملا اعتبارِ دل

ہوش ہون مین یاد غیر تو مٹی مین مل گئی
ضایع ہوا نہ خیر کسی کا غبارِ دل

اے آہ منتشر کیا گردِ ملال کو
تو نے بنا بنایا بگاڑا مزارِ دل

مانگون دعا رقیب کے مرنے کی خاک مین
مٹی کہین نہ دے سکے نکالین غبارِ دل

اے رازِ عشق غیر سے تجھے رکھے کہان کوئی
مین کیا کرون نہین ہے مجھے اعتبارِ دل

کچھ اسکی چھیڑ چھاڑ سے جی تو بہل گیا
تیرا خدنگ آ کے ہوا غمگسارِ دل

اے شوق روئے شاہدِ مقصد نہ چھپ سکے
ہو صاف اسقدر تو ہمارا غبارِ دل

کچھ داغ گردِ غم مین پڑے سے ہین چھپائے مین
ویران کر گئین وہ نگاہین دیارِ دل

برباد کی اُڑا کے مرے غم مین میری خاک
تمنے نئی طرح سے نکالا غبارِ دل

غزل ...	پہلو تو اسکا ہے سخنِ غیر سے الگ وہ شوق سے کرین نہ **فروغ** اعتبارِ دل	اشعار (۱۸)

غزل

ہے مردہ ہونے پر بھی بڑا اعتبارِ دل
تیرے ستم ہوئے سببِ افتخارِ دل

سوتے ہین بیحجاب وہ گو اسنے نگاہِ شوق
جائے نہ عمر بھر کو مگر اعتبارِ دل

آئے ہین اوڑھ کر وہ دوپٹہ جو ملگجا
پردے مین اُسکے کرتے ہین ظاہر غبارِ دل

خاک اُلٹی اُلٹی باتین کسی کی سمجھ مین آئین
دل اُنکے بس مین ہین اُنسے نہین اختیارِ دل

سچ ہی تھا شرمِ محبت کا اقتضا
ہوتا غبارِ رنج نہ کیون پردہ دارِ دل

اب انتہا کو میری نقاہت پہنچ گئی
چلتا نہیں کسی پہ ذرا اختیارِ دل

میری زبان بنی ہے شب غم زبان شمع
منہ سے نکل رہے ہیں جو ہیں شرارِ دل

پیاسے سبھی ہیں خون کے غم ہو کہ انکا تیر
مونس نہ ہجر میں نہ کوئی غمگسارِ دل

رکھیں وہ فاتحہ کیلئے اور لحد پہ ہاتھ
اے اضطراب اب بھی نہیں اعتبارِ دل

کچھ داغ عشق کے ہیں کچھ ارمان وصل کے
خالی فراق میں بھی نہیں ہے کنارِ دل

گھونگٹ میں قہر کرتی ہے شوخی نگاہ کی
ٹٹی کی آڑ میں تو نہ کھیلو شکارِ دل

موباف میں زریکے جو باندھا ہے حسن نے
اب یہ کھلا کہ زلف ہے تقصیر وارِ دل

جبتک ہمارے پاس تھا ہم اسکے سمجھے
اب اسکے تو ذرا بھی نہیں اختیارِ دل

کچھ روک تو ہوئی ترے تیر نگاہ کی
بیکار تو گیا نہ ہمارا غبارِ دل

ہوتا ہے ہمنشین یہ اثر کچھ نہ کچھ ضرور
ہے وہم انکی یاد ہے کیوں غمگسارِ دل

اچھا وہ مجھسے خوش جو نہیں ہیں خفا تو ہیں
میں شاد ہوں کہ ہے تو انہیں اعتبارِ دل

غزل ۱۱۱	برباد کی صبا نے مری خاک اے فروغ لیکن اڑا سکی نہ کسی کا غبارِ دل	اشعار (۲۵)

غزل

نہیں اب انکی جفائیں شمار کے قابل
مری وفائیں ہوئیں اعتبار کے قابل

اٹھاؤ تیغ دوپٹہ سنبھال کر مجھ پر
یہ دشمنی کی ادا بھی ہے پیار کے قابل

ملو نہ خاک مرے غم میں چاند سے منہ پر
یہ آئینہ نہیں گرد و غبار کے قابل

شب فراق میں گنتا ہوں اسلیئے تارے
کہ دل کے داغ نہیں ہیں شمار کے قابل

بسا ہے اسکے دل انکی نگاہ میں کوئی
کسی کے چاہنے والے ہیں پیار کے قابل

میں یہ سمجھ کے ہوں خوش انکی جھوٹے وعدوں سے
[illegible] نتے تو ہیں وہ انتظار کے قابل

نکیوں کلیجے سے پھر آئینہ لگائے رہے
کہ تیرا عکس بھی ظالم ہے پیار کے قابل

ہنسین حضور نہ غیرونکے ساتھ تربت پر
نہین یہ پھول ہمارے مزار کے قابل

ملے حساب سے کیا جلد حشر مین مہلت
مرے گناہ نہ ٹھہرے شمار کے قابل

تری جفا کے تغافل نے قہر ہی ڈھایا
ہم اور اس ستم روزگار کے قابل

گرے ہین توٹ کے تیرے گلے کے بار و شیشے
وہ پھول تھے جو ہمارے مزار کے قابل

تکیون کلیجے مین رکھون نظر کے تیرونکو
ترے ستم بھی ہین بیدردپیار کے قابل

بگا ہین ملتی بھی ہین لڑتی بھی ہین وصل کی شب
یہ صلح وجنگ نہین اعتبار کے قابل

عدو کی سمت سے دلپر غبار ہی اُن کا
یہی جگہ ہی ہمارے مزار کے قابل

نہ تیغ اُٹھائیے اُسپر کہ بیگناہ ہی غیر
سزا یہ ہی کسی تقصیروار کے قابل

وہ پیاری پیاری ادا ہین سبھی قیامت کی
وہ بھولی بھولی سبھی باتین پیار کے قابل

وہی زبان ہی جو تمنے رقیب کو دی تھی
پھر اب اُسکا سخن اعتبار کے قابل

جلے ہین دل مرے احباب کے مرے غم مین
یہی چراغ ہین میرے مزار کے قابل

چمن مین بلبلون نے منہ انھین پہ رکھا تھا
ارے یہ پھول نہین تیرے ہار کے قابل

وہ ناز حسن وہ آئینہ دیکھ کر کھنا
تری نگاہ بھی ہی اعتبار کے قابل

اُٹھی نہ تیغ نزاکت سے لڑتے ہین مجھسے
یہ بچپنے کی ادائین ہین پیار کے قابل

پس فنا جو منون خاک ڈالدی مجھ پر
یہ بوجھ کب ہی مرے جسم زار کے قابل

سنو اب آج سے غیرونکی تم صفت مجھسے
جو میری بات نہین اعتبار کے قابل

لحد نے کس لیئے چادر سے منہ کو ڈھانک لیا
کہ یہ ادا تھی کسی سوگوار کے قابل

فروغ وصل مین بیچین ہو بلا اُن کی
ادا ہی یہ تو دل بے قرار کے قابل

ردیف میم

غزل

بیشک کہین سے آتے ہو تم جانتے ہین ہم
چھپتی ہوی نگاہون کو پہچانتے ہین ہم

اظہار درد دل جو مین کرتا ہون وصل مین
ہنستے ہین منہ کے خوب سمجھے جانتے ہین ہم

کچھ آسرا دیا جو نہ امید وصل نے
اب اپنے دل مین اور ہی کچھ ٹھانتے ہین ہم

پھیلا ہوا ہی سرمہ بھی بکھرے ہین بال بھی
اور پھر کہین گئے بھی نہین مانتے ہین ہم

سنتے جو حسن کی مرے گھر پر کبھی نہ آسے
ہنس کر کہا ارے تجھے پہچانتے ہین ہم

سر مین ترا خیال ہے دل مین ہے تیری یاد
تیرے سوا کسی کو نہین جانتے ہین ہم

آنکھ اپنی ہو تصور عارض مین کیون نہ بند
قران کو غلاف مین گردانتے ہین ہم

دیدار کی ضدون پہ غضب ہے وہ کہہ اٹھے
ہو جائے حشر بھی تو نہین مانتے ہین ہم

وہ بدگمان ہین لاش پہ بھی میری کہتے ہین
یہ بھی ہے کوئی گھات تری جانتے ہین ہم

دم توڑنے پہ میرے اشارے یہ اُنکے ہین
چالین ارے سبھی تری پہچانتے ہین ہم

اٹھتا ہے بے سبب کہین دل مین جگر مین درد
یہ ہتکنڈے انھین کے ہین سب جانتے ہین ہم

اشعار (۱۲)	واقف **فروغ** سے ہو کوئی پوچھتا ہے جب آنکھین جھکا کے کہتے ہین ہان جانتے ہین ہم	غزل ۱۱۲

غزل

اٹھ جائین گے اب نہ کوئے بتِ نازنین سے ہم
فردوس کو سلام کرینگے یہین سے ہم

مانا کہ بزم عیش ہی صحبت آپ کی
پر دل پہ چوٹ کھا کے اٹھے ہین یہین سے ہم

نیچی نظر نے قبر مین روزن تو کر دئے
مر کر بھی خوش ہین اس نگہ شرمگین سے ہم

وہ راہ کوئی غیر ہے جو راہ کوئے دوست
آتے ہو تم کہین سے مر جائین کہین سے ہم

اسکی صلاح نے تو ہمین خاک کر دیا
اپنے وہ آسمان سے ملے او زمین سے ہم

کیا کام ہم سے رندون کا زاہد کی بزم مین
حضرت کو دے رہے ہین دعائین یہین سے ہم

حسرت بھری نظر میں بھی آفت کا توڑ ہی
دل بھی وہی دکھاتے ہیں لے لیکے چٹکیاں
یہ ایڑیاں رگڑتے نہیں ہین فراق مین
کیون روزِ حشر آنکھ ملائین غرض ہی کیا
اس ضعف کا برا ہو کہ سب جانتے لگے
غصہ کی اس ادا نے کیا کام تیغ کا
سمجھے نہ اپنے تیرِ نظر کا کوئی سبب اب
پنہان نہین ہی چشمِ تصور سے کوئی شے
اچھا یہان نہین نہ سہی حشر مین سہی
معلوم ہی پتہ دلِ گم گشتہ کا اسے
پلٹا دیا جو آئنۂ روئے یار نے
تیرِ نظر سے ہوگا مشبک مزار بھی
اس چاہ کا برا ہو تمہین ظلم ہی کرو
ہی اس لیے مزار پہ چادر پڑی ہوئی
جوبن کی انکی دی ہین بلائین جھکے ہین جب
قاتل ہو تم تمہارا ہی دامن ہمارے ہاتھ
رخ سے نقاب اب تو خدا کیلئے ہٹاؤ
نازک ہو تو کسی کے تصور مین جاؤ کیون
ہو ہو کے خاک سرمہ بنین آنکھ مین سمائین
جھک جھک کے ناتوانیِ پیری مین ای شباب
روزِ وصال تک جو سلامت ہین دستِ شوق

اس وقت کیون ڈرین نگہِ شرمگین سے ہم
کھتے ہین دردِ دل بھی شبِ وصل انھین سے ہم
لیتے ہین آسمان کا بدلا زمین سے ہم
سیکھے ہین سب یہ طرزِ مروت تمہین سے ہم
رکھتے ہین عشق ایک بتِ نازنین سے ہم
بسمل ہوئے حضور کی چین جبین سے ہم
محجوب آپ ہین نگہِ واپسین سے ہم
دیکھینگے انکے حسن کے جلوے تمہین سے ہم
لیکن کہین گے رازِ دل اپنا تمہین سے ہم
کھئے تو پوچھ لین نگہِ شرمگین سے ہم
مجروح خود ہوئے نگہِ واپسین سے ہم
چھپکر کسی کو دیکھ ہی لینگے یہین سے ہم
اور داد بھی جفاؤنکی چاہین تمہین سے ہم
رکھتے ہین عشق اک بتِ پردہ نشین سے ہم
ای رشک خوش ہو کیا نگہِ شرمگین سے ہم
محشر کے دن بھی لپٹے رہین گے تمہین سے ہم
کیونکر ملائین لین نگہِ واپسین سے ہم
پوچھین پسینہ واہ تمہاری جبین سے ہم
چھپ چھپکے یون ملین کسی پردہ نشین سے ہم
کرتے ہین آسمان کی شکایت زمین سے ہم
لین گے عوض تری نگہِ شرمگین سے ہم

باتون مین ہی چھپی ہوئی تاثیر دردِ دل
یون حال کہتے ہین کسی پردہ نشین سے ہم

جھک جھک کے دست شوق کو روکا شب وصال
مجبور ہو گئے نگہہ شرمگین سے ہم

مر کر کفن سے منہ کو چھپا لینگے ای فروغ
لینے کو ہین عوض کسی پردہ نشین سے ہم

ردیف نون

غزل

غزل ۱۱۴ — اشعار (۱۵)

اچھی خوشی ہی آپ مین ہم اے حسین نہین
آ گئے ہو تم تو پاس ہمارے ہمین نہین

محو خرام کب وہ مرا مہ جبین نہین
کس روز آسمان پہ دماغ زمین نہین

انکا سنورنا اور مرا رو رو کے پوچھنا
جانے کا تو حضور ارادہ کہین نہین

تیر نگہہ کی اپنی رسائی تو دیکھئے
کس بات کی طرح یہ مرے دلنشین نہین

کچھ کھو رہی ہی نیچی نگہ بھی حضور کی
دل بھی ہی بدگمان یہ ہمین تو یقین نہین

زانو سے تو خدا کیلئے آئینہ ہٹاؤ
اچھا یہی سہی کوئی تم سا حسین نہین

روندا تھا عمر بھر لسے سبنے جو ای فشار
بدلا تو لے رہی ہی کہین یہ زمین نہین

آئے ہین وہ جنازے پہ بھی کوستے ہوئے
ابتک ہمارے مرنیکا انکو یقین نہین

نالہ بھی کر رہا ہون اڑاتا ہون خاک بھی
یا آج آسمان نہین یا زمین نہین

دلمین جگر مین آگ لگی ہی شب فراق
بیوجہ یہ مری نفس آتشین نہین

جسپر نہ داغ عشق ہو تیرا نہین وہ دل
جسپر نہ تیرا نام کھدے وہ نگین نہین

اللہ کی پناہ یہ ناز اور یہ غرور
معشوق اک جہان مین نرالے تمہین نہین

امید بھی نہ غیرونکی ٹوٹی غضب ہوا — تم سا زمانہ بھر مین کوئی نازنین نہین
کس سے ہوئی ہین رات کو گستاخیان جنون — بوجھہ فرش خواب پہ جبین پر جبین نہین

غزل ۱۱۴ — کیونکر شب فراق مین تڑپے دل فروغ / کیا پاس تیری یاد کا اسے نازنین نہین — اشعار (۱۵)

غزل

اچھی خوشی ہے آپ مین ہم اسے حسین نہین — آئے ہو تم تو پاس ہمارے ہمین نہین
اچھا مین بیقرار سہی تم نہین ہو شوخ — سبکی خبر ہے اپنی خبر اسے حسین نہین
تو بہ ہمارے عہد تمہارا اچھا نکالا رنگ — انمین ثبات ایک کو اے نازنین نہین
اب سے کیا کرونگا مین تعریف غیر کی — اچھا ہے میری بات کا تمکو یقین نہین
غیرون کی دشمنی نے یہ اچھا کیا سلوک — میری جگہہ بھی دلمین ترے اے حسین نہین
مجھہ سخت جان کے حلق پہ کیونکر چھری چلے — کچھہ آپکی نگاہ یہ اسے نازنین نہین
بیکار دشمنی سے بھی تھا اپنی مجکو رشک — وہ بھی تو ہائے دلمین ترے اے حسین نہین
کسطرح آئے آپکے وعدیکا اعتبار — مجکو تو زندگی کا بھی اپنی یقین نہین
ہے کچھہ دل عدو کی طرح میرے دلمین بھی — حسرت مری ہے تو اگر اسے نازنین نہین
صاحب ذرا سنبھل کے چلو میری قبر پر — کیا جانتے ہو تم کوئی زیر زمین نہین
رہتی ہے یہ بھی دل مین کسی ناتوان کے — ظاہر جب ہی کمر تری اسے نازنین نہین
اچھی لڑائیان ہین کہ تیرا تو ذکر کیا — ملتی تری نگاہ بھی اسے مہ جبین نہین
داغ جگر ہین جنکو سمجھتا ہون ہجر مین — یہ انکی ٹیکیون کے نشان تو کہین نہین
سمٹی ہوئی کسی نہ کسی کی نگاہ ہے — عارض پہ تیرے خال بلا ہے جبین نہین

کیونکر شب فراق مین تڑپے دل فروغ
کیا پاس تیری یاد کا اسے نازنین نہین

غزل ۱۱۵ — غزل — اشعار (۱۷)

حسن کی کوئی صفت اے بیوفا چھوٹے نہین — ناز کی ایسی تو ہو عہد وفا ٹوٹے نہین
میرے دل کے آبلے کس راتکو پھوٹے نہین — کب شب فرقت ستارے چرخ پر ٹوٹے نہین
وعدے ایفا ہو گئے عہد وفا ٹوٹے نہین — آپ ہی سچے حضور اغیار بھی جھوٹے نہین
کیون رسیلی ہین تری آنکھین یہ آئینہ سے پوچھ — ہائے کس نے تیرے جوبن کے مزے لوٹے نہین
جسقدر توڑے ہین دل سنگ جفا سی آپنے — باغ مین گلچین سے اتنے پھول بھی ٹوٹے نہین
اب زبان کاٹو اگر ہم ذکر وعدے کا کرین — خیر جانے دو ہمین جھوٹے ہین تم جھوٹے نہین
ہون بلائین دور سے کر جا نہین سکتا ہے جب — پا شکستہ ضعف سے ہون ہاتھ تو ٹوٹے نہین
حشر مین بھی نازکی ہے ناتوانی دب نجائے — دامن قاتل ہمارے ہاتھ سے چھوٹے نہین
دیکھ زاہد کیسی اودی اودی اٹھی ہے گھٹا — بیحیا ہی توبہ گر اسوقت بھی ٹوٹے نہین
پاؤن مین زنجیر احسان ڈالدی صیاد نے — چھوٹکر زندان سے بھی ہم قید سے چھوٹے نہین
حسرتون کا خون اُن نیچی نگاہون نے کیا — رہزنون نے کب لٹونکے قافلے لوٹے نہین
ہان کر سینہ کلیجے مین چبھو دو برچھیان — ہان ستمگر کوئی پہلو ظلم کا چھوٹے نہین
چھپ کے جاتے ہو کہان کیون تہمتین اپنی عام ہون — پاؤن بھی ٹوٹے نہین ہین ہاتھ بھی ٹوٹے نہین
روز روشن شکل آئینہ کہان اُسکو نصیب — حسن جانانکے مزے حسن آنکھ نے لوٹے نہین
دل کسی کمبخت کا ٹوٹے بلا سے ٹوٹ جائے — ہی نئی ضد مہر خاموشی مگر ٹوٹے نہین
آپ کیا سمجھے کہا کیا مینے یہ غصہ ہے کیون — آپکے وعدے ہین جھوٹے آپ کچھ جھوٹے نہین

مین تو قائل ہون جب انکی نازکی کا اے فروغ
اُنسے جب دل بھی کسی مظلوم کا ٹوٹے نہین

غزل ۱۱۶ — غزل — اشعار (۱۵)

تلاش مین ڈھنگ آرزو کے غیر کا پیدا کرون — تیرے دلمین تو کسی صورت سے جا پیدا کرون

دیکھتی ہے وہ آنکھ شوخی یا حیا پیدا کرون
یہ ادا پیدا کرون یا وہ ادا پیدا کرون

شکوہ گھبرائے ہوئے گھر سے نکل آئینگے وہ
فکر ہی مین غیر کی طرزِ صدا پیدا کرون

کھتا ہے غنچہ چٹک کر جاتی ہی فصلِ بہار
قافلہ کا کوچ ہی صوت درا پیدا کرون

خاک مین ملجاؤن مٹکر راہِ کوئی دوست مین
چاہتا ہون مین کہ شکلِ نقشِ پا پیدا کرون

دل یہ کہتا ہی نہین غم دوست سمجھا بھی کوئی
داغ اک مٹجائے تو مین دوسرا پیدا کرون

شوق کی خواہش ہی شوخی و شرارت انمین ہو
چاہتا ہی حسن مین شرم و حیا پیدا کرون

سیتین کرنا کسیکی دیکھین یہ کمبخت بھی
دھونڈ ھکر غیرونکو مین روزِ جزا پیدا کرون

چونک اٹھین خواب سے وہ بھی جگر کو تھام کر
دلکش ایسی اپنے نالونمین صدا پیدا کرون

جتنا ہی صبح شبِ وصل انکی منت مین اثر
اتنی تو تاثیر تجھ مین اے دعا پیدا کرون

فکر ہی مجکو جو موت آئے تو انکے ہاتھ سے
زندگی سے بڑھکے ہو ایسی قضا پیدا کرون

تیرا ثانی عکس بھی تیرا نہین یون ہی سہی
اک ستمگر تو ہی مین کیون دوسرا پیدا کرون

سر جھکائے شرم سے خاموش تم بیٹھے نہین
سوچتے ہوگے نئی کوئی جفا پیدا کرون

مدعا وسلکے تڑپنے کا مین سمجھا ہجر مین
چاہتا ہی تیری شوخی کی ادا پیدا کرون

غزل ۱۱۱	چاہتی ہی میری مضمون آفرینی اے **فروغ** بات جو پیدا کرون سب سے جدا پیدا کرون	اشعار (۱۶)

غزل

آج گھبرائے کدھر آپ چلے جاتے ہین
دیکھیے شانونسے آنچل بھی ڈھلے جاتے ہین

بیوفا کفنے کو آئے تھے مری میت پر
اب بھی انکے وہی الزام چلے جاتے ہین

کشمکش وہ طالبِ دیدار کی آنکھین ہوتین
پھول نرگس کے جو تلوونسے ملے جاتے ہین

تیغ چلتی ہی تو رک رک کے مری گردن پر
اسکے بھی ناز تری طرح چلے جاتے ہین

جگر و دل کوئی اسطرح مسلتا ہی حضور
پھول بھی یون نہین چٹکی سے ملے جاتے ہین

بے ادب مر کے ہوئے دھیان ہین ساتھ ہی کون
اور ہم چار کی کاندھون پہ چلے جاتے ہین

ناز اٹھاتی ہی گنہگارونکی رحمت جو ادھر
بیگناہون مین اُدھر ہاتھ ملے جاتے ہین

مے دنیا کی بھی ہوتی ہی مذمت واعظ
بادۂ خلد کے چھینٹے بھی چلے جاتے ہین

تا لبش حشر قیامت پہ مجرم ہی نہین
بیگنہ بھی مرے اللہ چلے جاتے ہین

ناز سے مین بھی زمین پر نہین رکھتا ہون قدم
لاش کیساتھ جو میری وہ چلے جاتے ہین

ضبط پروانونکا اے شمع خدا کیلئے دیکھ
منہ سے اُف بھی نہین کرتے ہین چلے جاتے ہین

ہنس پڑے پھیر کے منہ لاش اُٹھا کر میری
ابتک اُنکے وہی انداز چلے جاتے ہین

لطف بھی اُنکا اک آفت ہی اٹھی تو بہ
آپ اپنے سے ہم اے رشک جلے جاتے ہین

چھڑ گیا حشر کے دن قصۂ غم عید کس کا
کہ ادھر اور اُدھر لوگ ٹلے جاتے ہین

انھین ہاتھوں سے تو کل ذبح کیا تھا مجکو
اور یہی آج مرے غم مین ملے جاتے ہین

غزل ۱۸۱	امتحان ہین کہین ٹھیرے ہین بھلا غیر فروغ اُنکے وعدے کیطرح یہ بھی ٹلے جاتے ہین	اشعار (۱۶)

غزل

توڑ کچھ ناوکِ نظر مین نہین
کہ تڑپ غیر کے جگر مین نہین

نیچی آنکھون مین شوخیان کیسی
کچھ حیا بھی تری نظر مین نہین

کعبۂ دل مین ہی خیالِ بتان
کونسی شے خدا کے گھر مین نہین

دیکھ غیرون کو شوق سے ڈر کیا
کہ محبت تری نظر مین نہین

تم جو بیٹھے اُدھر سے اور ادھر
درد اب دل مین ہی جگر مین نہین

منحصر تجھ پہ کچھ نہ غیرون پر
خاک ہی جو تری نظر مین نہین

لیجیے قتل کرنے آئے ہین
کوئی تلوار بھی کمر مین نہین

بیکے دل آنکھ پھیرنی کیسی
اب لگاوٹ ذرا نظر مین نہین

سر اُٹھایا ہی شوخیون نے بہت — وصل کی شرم کیا نظر مین نہین
تو نے مجبور کر دیا اے ضعف — اب تڑپ بھی دل و جگر مین نہین
دیکھتے تو ہین غصہ ہی سے سہی — کون کہتا ہی ہم نظر مین نہین
وصل کی رات وہ تو ہم شب ہجر — کون اندیشۂ سحر مین نہین
غیر مرتا ہی تجھ پہ شاد ہون مین — کہ ترحم تری نظر مین نہین
کچھ کہے شرم نیچی آنکھون کی — بدگمانی مری نظر مین نہین
دم زینت قرار شوخی سے — عکس گو آئینہ کے گھر مین نہین

غزل ۱۱۹	ہائے تاریکئ مزار **فروغ** شمع بھی جس اندھیرے گھر مین نہین	اشعار (۷)

غزل

شب غم درد کے ہمراہ اُٹھ اُٹھ کر ٹہلتے ہین — تڑپ کیساتھ دل کے ناتوان کروٹ بدلتے ہین
نہین ملتی ہین باد تند سے یہ ٹہنیان باہم — شجر بھی حال پر میرے کف افسوس ملتے ہین
وہان خوش ہو کے مہندی سے ملتی ہین وہ اپنی ہاتھ ہتھیلیان — یہان ہم رنج فرقت مین کف افسوس ملتے ہین
خبر دیتے ہین ہمکو طائر دل کے تڑپنے کی — فراق یار مین آنکھون سے جب آنسو نکلتے ہین
تماشا کرتے ہین گھونگر بنا کے اپنے بالون مین — تھپکتے ہین جو زلفون کو سر موذی کچلتے ہین
اُنھین محفل مین میرا بیٹھنا جو بار خاطر ہے — مین جس پہلو مین بیٹھا ہون وہی پہلو بدلتے ہین

غزل نمبر ۱۲۰	**فروغ** اُس شعلہ رو سے آجکل جو گرم صحبت ہی اُسے ہم روز طعنہ کاٹتے ہین جلنے والے جلتے ہین	اشعار (۱۲)

غزل

غیر کمبخت تری بزم سے ٹلتا ہی نہین — حوصلہ ہی مرے دلکا کہ نکلتا ہی نہین
کیا ملے وہ کف افسوس مرے ماتم مین — ہائے اس وہم سے مہندی بھی جو ملتا ہی نہین

انکے دلسے مرے مارا ہی حسینون نے مجھے
کام مرِ بے چال کبھی سچ ہی کبھی چلتا ہی نہین

کیا سنبھالینگے کسیکا دلِ بیتاب حضور
آپسے اپنا دوپٹہ تو سنبھلتا ہی نہین

حسرتین کیا مرے دل کی دم گریہ نکلین
ایسی بارش مین کوئی گھر سے نکلتا ہی نہین

حسرت و حسرت و ارمان نے دکھایا ہی اثر
دم بھی کمبخت مرے تن سے نکلتا ہی نہین

نہ شبِ ہجر تری یاد کو صدمہ ہو سے پہنچے
مین تو اس خوف سے کروٹ بھی بدلتا ہی نہین

تھی بڑی امید دمِ نزع وہ آئین گے نہ آئے
دم نکلتا ہی پر ارمان نکلتا ہی نہین

مہربان تھے بھی ہی غیرون پہ تمہاری صورت
اب زمانہ بھی کوئی رنگ بدلتا ہی نہین

جوڑ نا ہاتھ مرا اُنکا یہ کہنا شبِ وصل
منتون سے تری کچھ بس مرا چلتا ہی نہین

کیا اس اُبھرے ہوئے جوبن نے کیا ہی بیچین
تیرے سینہ پہ دوپٹہ جو سنبھلتا ہی نہین

غزل ۱۲۱	ہی فروغ آپکا مداح مدد یا مولا سر سے اب کوہ غم و رنج کا ٹلتا ہی نہین	اشعار (۱۵)

غزل

جو ضبط نالہ کرتے ہین تو آنسو نکلے آتے ہین
نہین چھپتا ہی رازِ عشق لاکھ اسکو چھپاتے ہین

وہ مجنون ہون جو بھولا راہ کو صحرا نوردی مین
تو خارِ انگلی اُٹھا کر راستہ مجکو بتاتے ہین

رکھون کیا وصل کی امید اللہ رے حجاب انکا
وہ اپنے عکس سے آئینہ مین شرمائے جاتے ہین

یہ کس بیکس کا جاتا ہی جنازہ آؤ دیکھو تو
کہ دشمن تک مری جان ساتھ جسکے روتے جاتے ہین

[illegible]
ستم ہی ایک مجھ بیکس کو سب ملکر ستاتے ہین

[illegible]
رہی آباد میخانہ دعائین دیتے جاتے ہین

[illegible]
دل مضطر تھے ہم زخمِ جگر کسکو دکھاتے ہین

ہماری لاش پر آکر وہ بولے تھے وفا کیسی
مین سمجھا دل لگانے آپ جب رونے جاتے ہین

غمِ تازہ کوئی مہمان آتا ہی جو سینہ مین
تو اُسکو دردِ دل دردِ جگر اُٹھکر بٹھاتے ہین

وہ آئی پاؤنکی آہٹ وہ آوا آئی چھاگل کی / دل مضطر ٹھہر نزدیک آپہونچے وہ آتے ہین
فلک کی طرح دیتے ہین زیادہ رنج راحت سے / اگر دم بھر مین ہنستا ہون تو وہ پہرون رلاتے ہین
یہ کسکی نرگسی آنکھونکا یارب تھا مین دیوانہ / غزال دشت تربت پر مری کیون خاک اُڑاتے ہین
غرض ہی اُنکو آرایش سے مرجائے کوئی تو کیا / یہان ہے دم لبون پر وہ وہان زلفین بناتے ہین
خدا کیواسطے اے جذبِ اُلفت کچھ اثر دکھلا / کہ دروازے تلک آکر مرے وہ پلٹے جاتے ہین

غزل ۱۲۲

فروغ بے ادب نے دیکھئے لی ہی لیا بوسہ
بھلا گستاخ جو ایسا ہو اُسکو منہ لگاتے ہین

اشعار (۱۸)

غزل

فرقت مین منہ کو قلب و جگر آئے جاتے ہین / تڑپین نہ کیون غریب کہ تڑپائے جاتے ہین
ہین ڈلکے رہنے والے بھی ہیہات دلکے ساتھ / وہ خود تڑپ رہے ہین جو تڑپائے جاتے ہین
تلوار اُٹھی نگاہ جھکی مسکرا اُٹھے / آنچل سنبھالے ہوئے شرمائے جاتے ہین
غصہ سے دیکھتے ہین فلک کو شبِ وصال / آثار ابتو اور ہی کچھ پائے جاتے ہین
چھوڑا ہون اپنے ڈر سے کہا تک تمہاری ساتھ / کب تک کہون ٹھہر وہ ابھی آئے جاتے ہین
شمع لحد بجھا کے جو بیٹھے ہین قبر پر / کچھ اب بھی یاد کر کے وہ شرمائے جاتے ہین
ہین نازکی سے حسن پہ دوہری مصیبتین / گیسو کمر کے ساتھ ہی بل کھائے جاتے ہین
مرنے پہ بھی گئی نہ دل افسردگی مری / رکھتے ہی پھول قبر پہ مرجھائے جاتے ہین
جتنی اُدھر سے ہوتی ہے افزونی عطا / ہم وہ ہین سوال کو پھیلائے جاتے ہین
پھلو نیا ملا ہے یہ تسکین قلب کا / آنا تو دھیان ہی اُنھین تڑپائے جاتے ہین
پورا شبِ وصال ہے خلوت کا بندوبست / شرم آئے یا نہ آئے وہ شرمائے جاتے ہین
طرزِ عمل خود اُنکا مٹایا ہے اعتبار / ہر ایک بات پر وہ قسم کھائے جاتے ہین
نورِ سحر کا ڈر ہے ہمکو شبِ وصال / قسمت کے بھی چمکنے سے گھبرائے جاتے ہین

سینہ پہ دوھرے دوھرے ہین آنچل پڑے ہوئے
حسرت بھری نگاہ سے شرمائے جاتے ہین

گرمیِ شوق ہین جو گلے سے لگا لیا
پھولونکے ہار سینہ پہ مُرجھائے جاتے ہین

موقع ہے اب ایسا کرین مدح غیر ہم
آخر ہر ایک بات پہ جھنجھلائے جاتے ہین

طالب ہین تیرے رحم وکرم کے گنہگار
مرکر بھی دونو ہاتونکو پھیلائے جاتے ہین

غزل ۱۲۳

دل کیا نوید وصل سے ٹھنڈا ہوا ہے فروغ
غیر آتشِ فراق کو بھڑکائے جاتے ہین

اشعار (۱۸)

غزل

یہ کھلکر رسا اپنے نالے ہوئے ہین
بڑے پارسا حسین ہونیوالے ہوئے ہین

بلند اسقدر میرے نالے ہوئے ہین
فرشتے فلک کو سنبھالے ہوئے ہین

یہ طرزِ تبسم کہان تھا گلون مین
یہ انداز اُنھین سے نکالے ہوئے ہین

سنبھلتا نہین تم سے اپنا دوپٹہ
ہم اپنے جگر کو سنبھالے ہوئے ہین

وہ خاکِ لحد سے بھی ہین میرے بدظن
کہ دامن کو اپنے سنبھالے ہوئے ہین

مری زندگی بھی ہے کیا اُنکا وعدہ
اجل کو بھی کیا میری نالے ہوئے ہین

ارے کون جاتا ہے یہ سینہ تانے
کہ سب اپنے دل کو سنبھالے ہوئے ہین

کرون وحشتِ رفتار ہین زار کیونکر
کہ جھونکے ہوا لے سنبھالے ہوئے ہین

بڑھا دی تڑپ اور ہاتون کو رکھ کر
مرے دلکو اچھا سنبھالے ہوئے ہین

وہ اٹھو وہ محشر مین جھنجھلا کے بولے
کہ اب جمع پھر مرنیوالے ہوئے ہین

تمنا ہے یہ ان جفاؤن پہ ہم سے
بڑے آپ دل لینے والے ہوئے ہین

وہ ارمان مرے دلمین آنے نپاوین
جو غیرونکے دل سے نکالے ہوئے ہین

یہ طرزِ ستم کب فلک جانتا تھا
یہ پہلو انھین سے نکالے ہوئے ہین

پہونچتا تھا جنسے کبھی عیش وراحت
وہی رنج وغم دینیوالے ہوئے ہین

نہ ہم مجرمون کو ہو کیون ناز زاہد | کہ آغوشِ رحمت کے پالے ہوئے ہین
شبِ وصل ہی یا کوئی خواب یارب | وہ باہونکو گردن مین ڈالے ہوئے ہین
نہ بچتا وُن مین کس طرح سے بلا کر | کہ اعیار اُن کو سنبھالے ہوئے ہین

غزل ۱۲۴ | فروغ آ ہ را کیون نہ احمد کا رکھوّن / وہ میری مصیبت کو ٹالے ہوئے ہین | اشعار (۲۵)

غزل

روندا جگر کو دل تھا مرا اضطراب مین | کسکی خطا تھی کون نہ آیا عتاب مین
دیرا تھی روزِ حشر ہوئی ہی حساب مین | ہی میرے ساتھ ایک زمانہ عذاب مین
آنکھین ہماری کھل گیئن حسن اُنکا دیکھکر | اے شوق دید وہ اگر آئے بھی خواب مین
ہی فرق شوق دید و تمنائے وصل مین | کھنے کو کچھ تھا کھدیا کچھ اضطراب مین
سینہ سے کیون لگاؤن نہ دلکی تڑپ مین | شوخی تری نظر کی ہی اس اضطراب مین
جب سے سُنا ہی ہجر مین آتی نہین ہی نیند | وعدہ بھی ہی تو یہ کہ ہم آیئنگے خواب مین
اچھا ملا فراق کا بدلا شبِ فراق | میر طرح سے آج ہین وہ اضطراب مین
اے شوقِ دید طعن کا پہلو بھی اسمین ہی | کیا خوش ہون ہنسکے کھتے ہین آؤنگا خواب مین
کیونکر نہ اپنی نیند سے بھی مجکو شک ہو | یون تو نہ آیئن اور جو آیئن تو خواب مین
اتنا سمجھ لو شوق سے ہنسنا کسیکو کیا | تم دل مین اور دل ہی مرا اضطراب مین
پھر سامنا ہی قہر کا تسکینِ دل کے بعد | رکھو نہ ہاتھ سینہ پہ تم اضطراب مین
کمبخت نیند موت سے کچھ ملتی جلتی ہی | آتا ہی مجکو وہم نہ آیئن وہ خواب مین
ان بدگمانیون کی بھلا انتہا ہی کچھ | آئے بھی تو رقیب کو دیکھ وہ خواب مین
آیا تھا کوئی میری نقاہت پہ کھا کے رحم | بھولے ہین ہاتھ پاؤن مرے اضطراب مین
اے مرنیوالو آنکھ جو تم کھولتے نہین | کیا جاگنے سے بڑھکے ہی کچھ لطف خواب مین

جی چاہتا ہی بنا ہی رکھون مین اپنی آنکھ
کچھ پوچھیئے نہ مجھ سے جو دیکھا ہی خواب مین

آنیکا وعدہ کر تو گئے ہین وہ صبح و قبل
کیا اعتبار بات کا ہو اضطراب مین

ہمکو یہان بھی ہی اُسی ظالم کا سامنا
سُنتے ہین سبکو ملتا ہی آرام خواب مین

دو چار باتین کرتی ہین فرہاد و قیس سے
کچھ پوچھتا ہی مہر و محبت کے باب مین

یہ بھی کہین بنو کوئی حیلہ ثواب کا
سنتے ہین ہم کہ ہوتی ہی ایذا عذاب مین

مین اور کوئی غیر یہ کیا اسے تلاش یار
پہونچا دیا کہان سے کہان اضطراب مین

گویا فراق ہی مین مری زندگی کٹی
راتین وصال کی ہین بھلا کس حساب مین

کچھ تو کسیکے سامنے ہو دیر روز حشر
پڑ جائے فرق بھی کچھ الٰہی حساب مین

جی چاہتا ہی چھیڑ کے انکو خفا کرون
دیکھون وہ رنگ حسن جو بدلے عتاب مین

غزل ۱۴۵ — اشعار (۲۰)

کیون رنگ رُخ نقاب سے چھوٹے نہ اے فروغ
خورشید کی ضیا بھی چھپی ہی سحاب مین

غزل

ہو جس سے کوئی شاد تمھارا وہ دم نہین
گھر مین عدو کے شوق سے تم جاؤ غم نہین

خنجر اگر وہ تیر نظر ہی تو غم نہین
حسرت بھری نگاہ بھی برچھی سے کم نہین

مجھ پر نہ کچھ کھلا ترے موئے کمر کا پیچ
محتاج جادہ سُنتا ہون راہ عدم نہین

نیچی نظر کلیجہ مین لیتی ہین چٹکیان
شوخی سے تیری شرم بھی اے یار کم نہین

حسرت دل عدو مین ہی ناخواندہ میہمان
آنیکی کچھ خوشی نہین جانے کا غم نہین

ملتے ہین پیار سے کہ سمجھتے تھا کہ ہین ملا ان
انکی صفائیان بھی کدورت سے کم نہین

مین سخت جان تو قتل ہوا غیر بچ گئے
حیلہ یہ ہو گیا مرے خنجر مین دم نہین

اے دل ترے تڑپنے کا مطلب سمجھ گئے
ظالم ترے فریب مین آنیکے ہم نہین

دل تھامنے کی ہمکو ادائین دکھا تو دین
اتنا اثر بھی ضعف سے نالون مین کم نہین

سوراخ کب کوئی دلِ آئینہ مین پڑا
اب آپ کی نگاہ سے ڈرنیکے ہم نہین

تھامی عنان توسنِ عمرِ رواں کی ہی
کٹتی کسی طرح شبِ تاریک غم نہین

مٹی وہ مجکو دیتے ہین ہنس ہنسکے بعد مرگ
اُنکی عداوتین بھی محبت سے کم نہین

تم آپ مہربان ہو وہ کمبخت کیا کرے
تقدیر ہی مین غیر کی لطفِ ستم نہین

ڈھنگ اسکے نالہائے عدو سے الگ تو ہین
ہین سب بے اثر اگر مری آہین تو غم نہین

زانو سے میرے سر کو اُٹھانے پہ ہی کوئی
اے نعش ہٹا دے آکے تو ہی در کم نہین

رفتار مین بھی اُنکی نزاکت کا ہی اثر
چلتے ہین اور زمین پہ نقشِ قدم نہین

کیا کم جفائین کی ہین جو تم بدگمان بھی ہو
دلکو جواب کسی سے لگائین وہ ہم نہین

وہ میرا حال پوچھتے ہین چھیڑ چھیڑ کر
مین چپ ہون اسلیئے کہ وہ شکوونسے کم نہین

مجبور کر دیا اثرِ ضعف نے مجھے
کیا خط اُنھین لکھونگا مین چلتا قلم نہین

غزل ۱۲۶	کیونکر فروغ اُٹھائے گا تیری طرف سے دل ظالم یہ تیرا ناز ہے تیرا ستم نہین	اشعار (۱۶)

غزل

دی مینے تم پہ جان یہ کچھ فخر کم نہین
مجکو بھی غم نہین ہی اگر تمکو غم نہین

تمکو ہماری آہ سے بیکار ہی گلا
ہمکو تو کچھ شکایتِ تیرِ ستم نہین

اے یار کیا سُبک ہین یہ تیری نگاہ مین
کچھ ناتوان بڑھکے رقیبونسے ہم نہین

جانے کو تو ذرا بھی نہین اس سے ارتباط
آنا حضور کا تو قیامت سے کم نہین

مجھ سخت جان کا ساتھ نہ خنجر بھی دیسکا
کچھ دم ابھی ہی مجھ مین مگر اسمین دم نہین

بے شبہ حسن و عشق مین ہی ربطِ باطنی
کچھ میرا ضعف اُنکی نزاکت سے کم نہین

پر دیمین کیون فشار کے ملتی ہی تو گلے
اے قبر تیرے ناز اُٹھانیکے ہم نہین

اچھا ہی تیر سے تیر نے سوراخ کر دیئے
خیر اب گھُٹے گا تو مرے سینہ مین دم نہین

دم بھر کو آکے کر گئے وہ اور بے قرار
کچھ دشمنی سے انکی محبت بھی کم نہین

صبر آگیا ہے سُنکے تری نازکی کا حال
گو لاکھ ناتوان ہین پر ایسے بھی ہم نہین

مٹی مین ہائے ملگئین امیدین سب مری
سُنتا ہون انکو غیر کے مرنیکا غم نہین

محتاج کب کسی کی جفائین ہین آپ کی
خنجر سے تو حضور کی باتین بھی کم نہین

سُنتا ہون خوب گرم ہے بازار حسن کا
پھر کیا ہے گر مرا اثر سوز غم نہین

پھر میر الحبت چین سے سوئے نہ کسطرح
ٹھنڈی ہوا سے کچھ نفس سرد کم نہین

بچھپر پڑینگے وار نہ تیری نگاہ کے
چوٹ آئینہ کی طرح بچا لینگے ہم نہین

غزل ۱۲۷	تجکو جفائین سہنے کا ہے اک مزا فروغ تیرے لیئے ستم بھی تغافل سے کم نہین	اشعار (۲۰)

غزل

تم غم مین غیر کے مین تمھارے خیال مین
تم اپنے حال مین ہو تو ہم اپنے حال مین

تھم تھم کے میرے دلکو وہ کرتے ہین پائمال
تاثیر کچھ تو کی ہے تغافل نے چال مین

سوچا کیئے وہ لفظ تمنا کو دیر تک
اتنی سی بات آئی نہ انکے خیال مین

مشتاق دید ہو مین نکیرین بعد مرگ
ضائع کرو نہ وقت جواب سوال مین

مضمون تری کمر کا بھی ظالم ہے بے وفا
آیا نہ وقت فکر ہمارے خیال مین

اب قدر میرے رنج کی شاید کچھ انکو ہو
رہتے ہین وہ عدو کے دل پر ملال مین

اے دست شوق پاس نزاکت ضرور ہے
کرنے دے انکو ناز کنار خیال مین

دیتے ہو غم بھی اور پھر کرتے ہو عذر بھی
کسکا ہو خوش رہے جو دل پر ملال مین

اے شوخ قہر غیر پہ تو اسطرح نہ چل
کچھ جلوہ حشر کے نظر آتے ہین چال مین

رہتے نہین جو تم مرے دلمین نہین سہی
رہتا ہے دل تو میرا تمھارے خیال مین

تھا قہر خنجر شکن ابروئے بخیل
امیدین لوٹنے لگین دست سوال مین

کیا اب بھی تمکو اپنی نزاکت پہ ناز ہی
سنتا ہون مین گئے تھے عدو کے خیال مین

ہستی پہ اپنی خود ہوئے نادم حباب بحر
ڈوبے ابھر کے سب عرق انفعال مین

اُترا ہوا ہی چہرہ پسینہ جبین پہ ہے
ڈر ہے گئے نہون وہ کسیکے خیال مین

تیرے سوا جو اور کسی کا رہے خیال
گنجائش اتنی کب ہی دل پر ملال مین

راحت طلب ہی وعدہ بھی اُنکا وفا ہو کیا
غفلت سُلائے رکھتی ہی عہدِ خیال مین

نیچی نگاہین ہین دم رفتار اس لیے
کچھ شوخیان نظر کی بھی آجائین چال مین

سب نے ترے عدو کی شکایت ہی کیا غرور
جس غم مین تم ہو ہم بھی تو ہین اُس ملال مین

کب ایسی جامِ جم مین سُند ہٹ تھی ساقیا
مین کیا کہون جو لطف ہی جامِ سفال مین

غزل ۱۴۸	روشن ہی مثل مہر ترا نام اے **فروغ** کچھ شک نہین ہی تیرے فروغ کمال مین	اشعار (۱۸)

غزل

اب چھوڑ دی ہی شوق سے ہون اپنے حال مین
پہلو نیا فراق کا نکلا وصال مین

بچھڑین اُنسے بڑھ کے تو دل بھی نہین ہرا
دم بھر نہین ٹھہرتے ہین چشم خیال مین

شانے سے انکا بال جو ٹوٹا ہو وقتِ زیب
چھ درد کیون اُٹھا ہی دلِ پُر ملال مین

ہم آگئی اتنی ہی عمر کا ہید گئے جسم
پہونچون وہانتک اُڑ کے ہوائے وصال مین

ارمان بھی ترا ہو گیا پامال ہی غضب
تھا وہ غریب بھی تو دلِ پر ملال مین

پاکر مزا بھی باز نہین آتا ہون حضور
کچھ ایسے ہی مزے ہین سوال وصال مین

اب سوچ ہی کہ بچ گیا تیرا نشے سے دل
تمنے تو خود چھپایا تھا گردِ ملال مین

کسکو خیال ہو کہ رقیبون کا دھیان ہی
رہتے ہین وہ تو ظلم و ستم کے خیال مین

اسے رشک اتنو غیر کے مرنیکا غم ہوا
سنتا ہون جان دی ہی ہوائے وصال مین

پہلو مری خوشی کا نکالا غضب کیا
کیون خوش ہوئے وہ دیکھ کے مجکو ملال مین

جز رنج کیا ملا مرے مرنے سے غیر کو
اسکی خوشی ضرور تھی اس انتقال مین

ڈرتا ہون خون ہو نہ تمنائے دید کا
کچھ سوجھتا نہین ہے مجھے شوقِ وصال مین

آتا ہی وہم اور گھڑی بھر کو ٹھہر جا
اسے موت کوئی آیا ہی میرے خیال مین

للہ جائیگا نہ قبرِ رقیب پر
کمبخت مرگیا ہی ہوائے وصال مین

او چلنے والے قبر پہ سینہ ابھار کر
کچھ زخم بھی ہین میرے دلِ پائمال مین

غیر اپنا حال بھی تو دمِ احتضار ہی
کوئی نہین کسیکا ہمارے خیال مین

عشقِ عدو سے مٹ گیا جھگڑا فراق کا
ہم اور آپ دونون ہین اب یکحال مین

غزل ۱۲۹	ہر دم نہ کیون **فروغ** کو حاصل وصال ہو بیٹھے تو ہی مین شعلۂ حسن و جمال مین	اشعار (۱۳)

غزل

تیرے ہاتھون سے سزا کا وہ سزاوار نہین
بس گنہگار وہی ہے جو گنہگار نہین

کچھ چمک درد مین آج ای دلِ بیمار نہین
اثرِ شوخیِ برقِ نگہِ یار نہین

انکے آنیکو نزاکت نے چھپایا مرے گھر
خاک پر نقشِ کفِ پا دمِ رفتار نہین

نیند آتی ہی کسے خواب مین سونا کیسا
جاؤ بھی یہ کوئی اقرار نہین اقرار نہین

کبھی ہنستا بھی ہون تو اشک نکل آتے ہین
مجکو کمبخت مسرت بھی سزاوار نہین

مجھ سے خود پوچھ نہ لو میری سزا کا پہلو
لو خطا میری یہی ہے کہ خطاوار نہین

خاک اڑ اڑ کے بیٹھتی ہے مرے ماتم مین
مین تو ہون گر کوئی بیکس کا عزادار نہین

جیسے سمجھے کوئی وعدے پہ چلے ہی آئے
نام بھی منہ پہ کبھی کا دمِ اقرار نہین

وصل مین شرم سے اٹھتی نہین کافر نظرین
آج سیدھے ہوئے اسے شوخ ترے وار نہین

کسکے گھر آج دبے پاؤن وہ ایرشک گئے
نقشِ پا مین اثرِ شوخیِ رفتار نہین

ٹال دیتے ہین جو آتا بھی ہے غصہ مجھ پر
لطف کیسا مین غضب کا بھی سزاوار نہین

آج کیون میریطرف ہین کہین چہریان تو نہون
کسلیئے اُنکی نگاہین سوئے اغیار نہین

لیجئے اب تو اُٹھا دیجئے چہرے سے نقاب
گر یہی ضد ہی تو ہم طالب دیدار نہین

یہ غرض ہی کہ نگاہین بھی کسی سے نہ ملین
کہین شوخی سے ٹہرتی نظر یار نہین

گھر کی زینت کا سبب ہی مری شوریدہ سری
جسطرف دیکھئے در ہی کوئی دیوار نہین

خیر اس جرم پہ مین قتل ہوا خوب ہوا
ابتو اس ڈر سے کوئی طالب دیدار نہین

وعدہ وصل کے اقرار کا پہلو نکلا
جب کہا اُسنے مکرر دم انکار نہین

آب آئینہ سے سیراب ہوئے کیون مرزیب
خود اگر تیری نظر تشنہ دیدار نہین

دلمین آتا ہی کرون اب مین تمنائے فراق
انکو عادت ہی وہ گھر اُٹھتے ہین ہر بار نہین

عشق نے جب سے دیا جان جہان تمکو خطاب
اب زمانہ مین کوئی جان سے بیزار نہین

حسرتین قتل کی اسے پردہ نشین لیتے ہین
میان سے کھینچکے بھی عریان تری تلوار نہین

کیا کہون رشک نے کیا دی ہی تسلی مجکو
جب سے یہ مینے سُنا ہی وہ وفادار نہین

اشعار (۱۱)	ہائے کیون شرم سے آنکھونکو جھکایا ہی فروغ آج وہ جلوہ برق نظر یار نہین	غزل نمبر ۱۳۱

غزل

یاس سے ہو مرض غم سے نہ اچھا ہو مین
کیون اسی منہ پہ یہ کہتے ہو مسیحا ہو مین

حلق پر ہو کے روان خنجر خونخوار ترا
مجھ سے کہتا ہی ترے خون کا پیاسا ہو مین

تیرا دشمن ہون شب وصل مین اے مرغ سحر
جب چہری پاتا ہون تجکو نہین پاتا ہو مین

عشق اُسکا ہی مجھے اُسکو ہی مجھ سے اُلفت
یار پیارا ہی مجھے یار کو پیارا ہو مین

میرے ہیجان درد جگر اُٹھکے بٹھا دیتا ہی
قصد اُٹھنے کا ترے در سے جو کرتا ہو مین

نہو سے کٹتی ہی شب ہجر یہ امید وصال
زیست کا تیری فقط ایک سہارا ہو مین

قیس کہتا تھا کہ مجھ زار کا بھی دھیان رہے
پیچھے پیچھے ترے اے ناقہ لیلا ہو مین

کیا عجب ہی کہ ترے دست حنائی مین ہے
چور مہدی کا چراغ ید بیضا ہونمین

آسمان پر مہ کامل کو بھی اے شکلِ قمر
آرزو ہی کہ ترا نقش کف پا ہونمین

باغ عالم مین وہ خندان ہی تو مین نالان ہون
گل ہی وہ غنچہ دہن بلبل شیدا ہونمین

غزل ۱۳۱	صورتِ کوہکن و قیس زمانے مین فروغ رہ نوردِ جبل و بادیہ پیما ہون مین	اشعار (۱۹)

غزل

سجدہ قدم قدم پہ کرون تیری راہ مین
آؤن تو سر کے بل مین تری بارگاہ مین

اے یار قسمتِ دلِ عاشق ہی چشم لطف
تم بھی کھو نچے جو تمھاری نگاہ مین

تمنے تو قہقہون مین گذاری تمام شب
یان رات بھر بسر ہوئی فریاد و آہ مین

ملتے ہین ہم اگر کف افسوس ہجر مین
پھرتی ہی شکلِ وصل ہماری نگاہ مین

پچھتاؤ گے ستاؤ نہ دل مجھ غریب کا
اے یار تھام لو گے جگر ایک آہ مین

خانہ خراب پھر ہی مجکو وہی کہین
گھر بار مین تباہ کرون جسکی چاہ مین

بعد فنا بھی قدمو نسے تیری جدا نہون
اسواسطے مین خاک ہوا تیری راہ مین

بیدار ہون وہ خواب سے تھامے ہوئے جگر
اے اضطراب ہو اثر اتنا تو آہ مین

لایا نہ تاب جور فلک کی پس فنا
اے خاک قبر آیا ہون تیری پناہ مین

پھیر آنکھ ذبح کرکے نہ مجھ بے گناہ کو
قاتل نہ بل پڑے کہین تیغ نگاہ مین

بتلا رہا ہی راہرو ون کو رہ نجات
یارب ہی نقش نشانِ قدم کسکا راہ مین

اپنا دل شکستہ سمجھ کر اٹھا لیا
دیکھا جو ٹکڑے ٹکڑے کوئی شیشہ راہ مین

پیش نظر جو گوہر دندان یار ہین
موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین

چھینا بتون نے منزل الفت مین نقد دل
غارتگرون نے لوٹ لیا ہمکو راہ مین

کب دیکھنے سے انکے الجھتا ہی دم مرا
پڑتی ہین گتھیان کہین تار نگاہ مین

اللہ رے وقار ترے خاکسار کا
تعظیم کو غبار بھی اُٹھتا ہے راہ مین

ڈر ہے کہ نقدِ دل کوئی راہزن نہ چھین لے
سینہ پہ ہاتھ رکھ کے نکلتا ہون راہ مین

اُسکو سدا زوال ہمیشہ تجھے کمال
ہے فرق آسمان و زمین تجھ مین ماہ مین

غزل ۲۳۲ | اے شاہِ طوس ہے یہ تمنا فروغ کی
مین بھی ہون باریاب تری بارگاہ مین | اشعار (۲۳۲)

غزل

ہون سوزِ غیر کے دلِ بے تاب مین نہین
جسطرح ربط آتش و سیماب مین نہین

کوئی کسی کے ساتھ پڑے کیون عذاب مین
اب اُنکی یاد بھی دلِ بیتاب مین نہین

کون میری لاش پر آیا غضب ہوا
آنسو کا نام دیدۂ احباب مین نہین

بے مہری فلک کی یہ روشن دلیل ہے
جز داغ کچھ بھی کاسۂ مہتاب مین نہین

آیا ہے کوئی خواب مین بیدار ہین نصیب
کیا خوب خواب مین بھی ہے جو ان خواب مین نہین

حالِ حباب دیکھ کے بھی کی نہ بند آنکھ
اتنا بھی رحم دیدۂ گرداب مین نہین

اک پردہ چاندنی کا ہے اک پردہ در انکا
حاجت نقاب کی شبِ مہتاب مین نہین

نیند اور موت مین نہین کچھ فرق ہے یہ وہم
آتے اسی سبب سے مرے خواب مین نہین

دنیا کے تھالے سے بری سربلند ہین
طوفان و موج چشمۂ مہتاب مین نہین

کیا موجِ بحر بھی کوئی دستِ بخیل ہے
دیکھا تو خاک کاسۂ گرداب مین نہین

حسن انکا ہے سمایا ہوا نیند آئے کیا
اتنی جگہ بھی دیدۂ بیخواب مین نہین

تم ہاتھ رکھ کے رکتے تھے سر سے مجال کیا
اتنی ہے بات تو دلِ بیتاب مین نہین

وہ بیحجاب ہین سب دریا تو رشک کیا
نورِ نگاہ دیدۂ گرداب مین نہین

آتا ہے اسطرح سے بھی کوئی کسیکے گھر
جز خار و خس کے دامنِ سیلاب مین نہین

کچھ چشمِ شوخ مین نہین سب کچھ ہے پر حضور
سب کچھ ہے پھر بھی کچھ دُرِ نایاب مین نہین

شب بھر رہے ہین روزن در کسکی منتظر
فرق المین اور دیدۂ بیخواب مین نہین

صبح شب وصال ہین شمشیر خونفشان
تھے سُرخ ڈورے دیدۂ بیخواب مین نہین

کستے ہو میرے قتل پہ تو یون کسو کمر
جو لطف دستِ شوق مین پیچ و تاب مین نہین

آکر یہان فلک سے فرشتون نے کیا کیا
چارا کسیکو عالمِ اسباب مین نہین

طوفان اشک ہجر کی شب کیون نہو بلند
پانی ذرا بھی چشمۂ مہتاب مین نہین

کیا دلکے آبلے بھی نہ پھوٹین شبِ وصال
آنسو حضور دیدۂ پرُ آب مین نہین

کھتے ہو ہجر غیر مین آتی نہین ہی نیند
شاید حیا ہی دیدۂ بیخواب مین نہین

غزل ۱۳۳	ہین اے **فروغ** صبر کو رکھون نہ کیون عزیز یہ تو رقیب کے دل بیتاب مین نہین	اشعار (۲۸)

غزل

جانے والونکی تربت پر گذر ہوتا نہین
بندہ پرور التفات اب بھی ادھر ہوتا نہین

بند و بست ایسا ہی آہونکا اثر ہوتا نہین
اُنکے کوچہ مین ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین

کون کہتا ہی حضر مین بھی سفر ہوتا نہین
گھر مین بیٹھا ہون تو کیا دوران سر ہوتا نہین

مین جو کہتا ہون محبت مین اثر ہوتا نہین
کہتے ہین وہ تھام کر دل تیرا سر ہوتا نہین

کھینچتی ہی اُسکے جلوہ کی کشش اپنی طرف
کب تڑپکر دل سے پہلو مین جگر ہوتا نہین

میکدہ آباد خم کی خیر ساقی کا بھلا
روز پھیرا ہم فقیرونکا ادھر ہوتا نہین

آنکھ اُٹھا کر دیکھئے گور غریبان کیطرف
کیون غبارِ عاشقان گردِ نظر ہوتا نہین

درد دونا ہو گیا جب ہجر مین نالے کئے
کچھ بھی ہو پر یہ غلط ٹھہرا اثر ہوتا نہین

صبح پیری کی خبر دیتا ہی مجکو داغ دل
گل چراغ ماہ کب وقتِ سحر ہوتا نہین

کاش پیکانِ نظر سوراخ دلمین ڈالدے
تیرے ارمانونکا میرے دلمین گھر ہوتا نہین

موت بھی آتی نہین ہی ناتوانونکو ترے
دار فانی کا بھی طے لنے سفر ہوتا نہین

کیون نہ چھائے اُن عزیزونکی لحد پر بیکسی | شامیانہ کوئی جنکی قبر پر ہوتا نہین
کس قیامت کا الٰہی حسن مین بھی جذب ہے | ہاتھ اُدھر رکھتے ہین دل پر درد ادھر ہوتا نہین
دل ھٹا جاتا ہی نالو سنے مرا ہنستے ہین وہ | کس پہ ہوتا ہی اثر کس پر اثر ہوتا نہین
وصل کی شب تخلیہ مین شرم آئی کسطرح | مین تو سمجھا تھا ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین
کوچہ دشمن ہی روشن نقش پائے دوست سے | ان چراغون سے منور میرا گھر ہوتا نہین
وصل کی شب صبح ہونیکو ہی وہ جانیکو ہین | دود دل بھی پردۂ روئے سحر ہوتا نہین
آدمی کو ہر مصیبت مین ھنساتا ہی یہ دل | درد ہی کیون دلمین ہوتا دل اگر ہوتا نہین
داب کر دانتو نمین ہونٹھونکو ہنسی روکتی ہی ضبط | گدگدی کا بھی حیا پر کچھ اثر ہوتا نہین
کشمکش ہی حسن و وفا کی کوئی دیکھے صبح وصل | ہاتھ کب دامن پہ اور قدمون پہ سر ہوتا نہین
وہ عدو سے شاد ہون جھوٹا افترا تہمت غلط | دوست کے دلمین کبھی دشمن کا گھر ہوتا نہین
رحم کھا کر خود نکل آیا تو ظالم ورنہ آج | میرا سر ہوتا نہین یا تیرا در ہوتا نہین
وہ مرے رونے پہ گر روتے نہین ہنستے تو ہین | کون کہتا ہی محبت مین اثر ہوتا نہین
ضعف سی ایک ایک قدم ایک ایک منزل ہی مجھے | اُسپہ بھی طے کوئی جانانکا سفر ہوتا نہین
گیسو و دست حنائی تیری آتے ہین جو یاد | کب شب غم خون امید سحر ہوتا نہین
دل اسیر زلف آنکھین طالب دیدار ہین | ایک دنیا ہی اُدھر کوئی ادھر ہوتا نہین
دیکھتا ہی کون ادھر چشم خریداری کجا | بس کے دل بھی سرمۂ مفت نظر ہوتا نہین

غزل ۳۴ | شعر مین بندھتا ہی جو مضمون پرانا ای **فروغ**
وہ پسند خاطر اہل نظر ہوتا نہین | اشعار (۱۱)

غزل

صہبا کی طرح ہمنے کی ہی تیری جستجو برسون | پھرے ہین خاک اُڑاتے اِی پری رو کوبکو برسون
رہا غم ایک مدت تامے سے مرنیکا کس کس کو | اُڑائے خاک حسرت نے تو روئے آرزو برسون

مری میت سے وقتِ دفن لپٹا تھا جو وہ گل رو
عجب کیا ہی کفن سے آئے گر پھولونکی بو برسون

رہی زینت سے نفرت میرے غم مین ان حسینونکو
نہین واقف ہوئی شانے سے زلف مشکبو برسون

ہمارے دشمنو نسے انکو الفت ہی ہمیشہ سے
رہے ہین اس سبب سے آپ ہم اپنے عدو برسون

دعائے وصل کی خاطر کیا ہی ہمنے فرقت مین
تیمم گردِ غم سے آب حسرت سے وضو برسون

ہمارے دلمین اک مدت سے رہتا ہی وہی کافر
کہ جس کا فکر ہم کرتے رہے ہین جستجو برسون

نہین ہی دل پر اب قابو نہین تھمتی ہین اب آنسو
بہت ہم کر چکے اے ضبط پاس آبرو برسون

نہ برہم ہون کہین دعوائے یکتائی کی مٹنے سے
نہ آیا آئینہ اس ڈر سے انکے رو برو برسون

غنیمت ہی کہ صیاد آ گیا منصف مزاجی پر
رگِ گل سے کئے زخمِ دلِ بلبل رفو برسون

غزل ۱۳۵؍	غزل گوئی کا دعویٰ ہی **فروغ** افسوس اب انکو جنھین آئی نہ وار دو مین سیدھی گفتگو برسون	اشعار (۴۴)

غزل

سامنا ہوتے ہی منہ پھیر کے ہٹ جاتے ہین
وہ بھی دنیا کیطرح مجھ سے پلٹ جاتے ہین

وصل مین پاس سے شرما کے جو ہٹ جاتے ہین
دل عاشق کے بڑھے حوصلے گھٹ جاتے ہین

قبر تک دوست بھی پہونچا کے پلٹ جاتے ہین
پہلی منزل ہی مین سب راہ سے کٹ جاتے ہین

ناتوانی مین پڑے وار مجھی پر میرے
نالے رب تک مرے آ آکے پلٹ جاتے ہین

کام کرجاتا ہی بے تیغ بھی قاتل اپنا
ہم رقیبون مین اسے دیکھ کے کٹ جاتے ہین

خواب مین دیکھ رہے ہین وہ شب وصل کسے
مجھ سے کیون چونک کے ڈر ڈر کے لپٹ جاتے ہین

تیری آنکھین جو ہین تری تیغ ہو یا دنیا ہو
سب اشارہ ترا پاتے ہی الٹ جاتے ہین

بوسہ لینے کا گمان ہی نظر شوق سے بھی
آنکھ ملتے ہی وہ منہ پھیر کے ہٹ جاتے ہین

شمعون سے جذب محبت کا پتہ ملتا ہی
شعلے بڑھ بڑھ کے پتنگو نسے لپٹ جاتے ہین

جزر و مد شوق کے دریا مین ہی کیا کیا شب وصل
کبھی بڑھ جاتے ہین ارمان کبھی گھٹ جاتے ہین

لطف اُٹھاتے ہین تری یاد سے کیا کیا شبِ غم
ہاتھ پھیلا کے تصور سے لپٹ جاتے ہین

مہِ کامل کو ذرا غور سے دیکھے انسان
جو کہ بڑھ جاتے ہین جلد وہی گھٹ جاتے ہین

کچھ تو ہین داغ محبت ہین وفا کے انداز
جوش اُلفت مین کلیجے سے لپٹ جاتے ہین

سخت جان ایسے ہین عشاق کہ خنجر ہوئے کُند
نازک ایسے ہین حسین شرم سے کٹ جاتے ہین

مجھ سے ڈرنا تو شبِ وصل بُرا ہی اُن کا
پر یہ اچھا ہی مجھی سے وہ لپٹ جاتے ہین

کبھی پھر پڑتے ہین گھر غیر کے جاتے جاتے
وہ پلٹتے نہین دن میرے پلٹ جاتے ہین

کمر یار لچکتی ہوئی تلوار نہین
دوست کے دھوکے مین دشمن سے لپٹ جاتے ہین

موت زندانِ محبت سے رہا کرتی ہی
عمر کے کٹتے ہی دن قید کے کٹ جاتے ہین

آپکے نقش قدم نقش وفا سے نہین کم
قبر سے پھر نہین چھٹتے جو لپٹ جاتے ہین

یہ نیا خوف ہی ڈرتے ہین مجھی سے شبِ وصل
اور پھر ڈر کے مجھی سے وہ لپٹ جاتے ہین

کھل گئی خنجرِ قاتل کی حقیقت ورنہ
دن مصیبت کے تو ہر طرح سے کٹ جاتے ہین

ظلم بھی ہی مصیبت نہین دیکھی جاتی
رحم آتا ہی تو منہ پھیر کے ہٹ جاتے ہین

پھول ہارونکے پہنتے ہی مسرت سے کھلے
یون گلے ملکے لگے آغوش لپٹ جاتے ہین

غزل ۱۳۶	حسرت وصل کے مضمون ہین جو دیوان مین فروغ نہین پھٹتے ورق اسطرح چمٹ جاتے ہین	اشعار (۱۵)

غزل

صفائی سے بھی بڑھکر لطف ہوتا ہی رکھائی مین
مزا اک دلکو ملتا ہی تری بے اعتنائی مین

مزا ہی یار دھوکا ہو وفا کا بیوفائی مین
مین سمجھون ناز لطف التفات ہو بے اعتنائی مین

ہین بس امید بر دو دن جان وہ اور لاش اُٹھائیگا
نہ طاقت تیغ اُٹھانیکی بھی ہو جسکی کلائی مین

[illegible] مین بسر یان لوہے کی دیوانیکے پاؤن مین
اُدھر گجرے سے ہین پھولونکے تری نازک کلائی مین

جس سے کچھ تعلق ہو تو پھر اُس سے بگڑنا کیا
محبت کا بھی اک پہلو نکلتا ہی لڑائی مین

عدو پر تیغ اٹھائی ہو نہ مانو نگا نہ مانو نگا
بھلا طاقت کہاں اتنی تری نازک کلائی مین

ادھر مدّا دب سے وسیلکی شب شوق کا بڑھنا
اُدھر وہ مسکرا کر منہ چھپا لینا دُلائی مین

بُرا ہو موت کا جس سے کہ یہ سنا پڑا ہمکو
وہ کہتے ہین نہین کچھ شک تمہاری بیوفائی مین

ترا وعدہ کبھی شرمندہ ایفا نہین ہوتا
نہین سمجھا ابھی جھوٹا سچھ ہرای کا خدائی مین

تسلسل آنسوؤنکا ہی جو یادِ دستِ جانا مین
پڑی ہین موتیونکی سمرنین گویا کلائی مین

حسین یوسف بھی تھے پیغمبری پر بس قناعتکی
لگا یا ہائے جھگڑا ان بتون نے تو خدائی مین

چھڑی پھولونکی لو ہاتو نسے پھینکو بھی ادھر دیکھو
نہین کم لطف اس سے میری گل خوردہ کلائی مین

نہین ہین ہم نہون دل تو ہمارا پاس ہے اُنکے
ہماری نارسائی بھی تو داخل ہے رسائی مین

وہ اپنے گھر مین سوئین چین سے اُنکی بلا جانے
کسی کی زندگی کیونکر گذرتی ہے جدائی مین

غزل ۱۳۷	فروغ احوالِ دل اس دشمنِ جانسے نہ کہنا تھا ارے نادان نہین کچھ شک ترے دلکی صفائی مین	اشعار (۲۷)

غزل

زمین کو جن فرشتے آسمانونکو سنبھالے ہین
الٰہی خیر ہو بیتاب کروٹ لینے والے ہین

مگر انداز کچھ حسن و محبت کے نرالے ہین
دوپٹہ وہ سنبھالے ہین کلیجہ ہم سنبھالے ہین

الٰہی خیر الٰہی خیر کچھ تیور نرالے ہین
لگاوٹ کی نگاہین کہتی ہین دل لینے والے ہین

نئے پھندے یہ عشق و حسن نے دونون نے ڈالے ہین
مری آنکھون مین جلتے ہین تری کانون مین بالے ہین

نئی ضد ہی نئی ہٹ ہی دکھا دہ نین اُنھین کیونکر
جگر مین آبلے کتنے ہین دل مین کتنے چھالے ہین

بلا ہین قہر ہین آفت ہین شرمائی ہوئی نظرین
اُنھین کا فرنگا ہون نے کلیجے چھید ڈالے ہین

حسینو تم پہ دل آیا کہ پیغام اجل آیا
تمہارے چاہنے والے نہین ہین مرنے والے ہین

ادھر حسرت بھری نظرین اُدھر جادو بھری آنکھین
وہ اپنا دل سنبھالے ہین ہم اپنا دل سنبھالے ہین

خدا رکھے قیامت کی ہے ضد اُنکی طبیعت مین
اُنھین ہر چند سمجھاؤ وہ کسکی سننے والے ہین

نگاہ ناز اُٹھتی ہی نہ گھونگٹ منہ سے اُٹھتا ہی
حیا کی آڑ مین گھر سے قدم باہر نکالے ہین

کہاں سے آگیا یا رب ہیء زور اک قطرۂ خون مین
سنبھلتا دل نہین گو دونو ہاتو نسے سنبھالے ہین

نہین وہ جانتے دینا جو آتا ہی تو دل لینا
جواب صاف ہی دین اور کیا وہ دینے والے ہین

ہوائے سرد سے غنچہ بھی چٹکے تو وہ ڈر جائین
ہی کیسی بے اثر آہین ہین بے تاثیر نالے ہین

ترا غم ہی مرے دلمین سرشک غم مین مژگان پر
کہین چھالے ہین کانٹا ہی کہین کانٹون پہ چھالے ہین

سرائے دہر مین کچھ چھاؤنی چھانی نہین ہمکو
کہین سے آرہی ہین اور کہین ہی جانیوالے ہین

وہ کتراتے ہوئے جاتے ہین میخانہ کی جانب سے
ذرا لینا جناب شیخ عمامہ سنبھالے ہین

سر مژگان لہو کی بوندین ہین یا گل ہین شاخون مین
ہمارے دیدۂ تر ہین کہ نخل غم کے پھالے ہین

متاع حسن بھی ہی جان لینے کی ہی قدرت بھی
خدا رکھے بتو نکو ہی بڑے مقدور والے ہین

چمن مین ہی یہ گرمی آتش گل کے بھڑکنے سے
زبانین منہ سے باہر اپنے فوارے نکالے ہین

عدو کی چاہ ہین اُنکی گرہ سے کچھ نجائے گا
ادھر دل لینے والے ہین اُدھر دل دینے والے ہین

اثر اُلٹا ہی دُنیا اُلٹی ہی تقدیر اُلٹی ہی
ہمین نالے بھی کرتے ہین ہمین دل بھی سنبھالے ہین

جناب شیخ کو محفل مین ہاتون ہاتھ لو رندو
پرانے آشنا ہین مدتون کے ملنے والے ہین

قدم اے رہرو و آہستہ رکھو میری تربت پر
کہ دل کے گھاؤ تازے ہین جگر کے زخم آلے ہین

ترے سائل کو اظہار تمنا کی نہین حاجت
کہ بے مانگے دیا کرتے ہین وہ جو دینے والے ہین

کبھی بڑھتے ہین گھبرا کر کبھی تھمتے ہین شرما کر
خدا رکھے ابھی گھر سے قدم باہر نکالے ہین

نگاہونکو شب غم دھوکا ہی دھوکا ہی تارونکا
دل گردون مین آہون نے مری سوراخ ڈالے ہین

غزل ۱۳۸	سمجھتے ہین سخندان اہی فروغ اہل زبان ہمکو خدا کے فضل سے ہم لکھنؤ کے رہنے والے ہین	اشعار (۱۶)

غزل

دلمین پوشیدہ ترا عشق کمر رکھتے ہین
راز کی طرح ہم اے رشک قمر رکھتے ہین

آگیا رحم انھین تیرا بھلا ہو اے عشق
لے وہ زانو پہ اٹھا کر ترا سر رکھتے ہین

قطع امید نہین ہے یہ تمنا ہی جب سے
کہ وہ غیرونپہ محبت کی نظر رکھتے ہین

دل مراد بکھئے بے آپ کے ویران ہی حضور
اپنے گھر کی بھی نہین آپ خبر رکھتے ہین

جانتے ہین وہ ضرر مہر سے ہی شبنم کا
اسلئے مجھپہ محبت کی نظر رکھتے ہین

رخ روشن کے تصور کا بھلا ہو شب ہجر
کسکو ہے یاس ہم امید سحر رکھتے ہین

ظلمت یاس کبھی ہی کبھی نور امید
تیرے عاشق بھی نئی شام و سحر رکھتے ہین

آکے دلمین مرے رونق سے وہ اپنی بولے
یہ تو کہتے تھے ہم اجڑا ہوا گھر رکھتے ہین

لاش پر غیر کی وہ روتے ہین مین ہنستا ہون
کہتے ہین آپ بھی پتھر کا جگر رکھتے ہین

ویکھئے دیکھئے اب وصل پہ بیجا ہین ضدین
لیجئے لیجئے ہم قدمونپہ سر رکھتے ہین

غیر کی یاد بھی چین ہفتین ہی تم کو
اب نہ کہنا ترے نالے کچھ اثر رکھتے ہین

کہتے ہین کل ہی غم مین ترے سینلے ہونگے
آج جن زانوونپر ہم ترا سر رکھتے ہین

کون ہے ہم سے ضعیفون کا اٹھا نیوالا
اک سہارا ترا اے درد جگر رکھتے ہین

کسی زانو کا مین خوگر ہون یہ کچھ دھیان رہے
پھر احباب لحد مین تہ سر رکھتے ہین

خیر عادت تو ہی گو ہم نہ سہی غیر سہی
وہ کسی پر تو عنایت کی نظر رکھتے ہین

غزل ۱۳۹	سنتے ہین شوق زیارت مین مدینہ کی طرف اے **فروغ** آپ بھی اب قصد سفر رکھتے ہین	اشعار (۱۷)

غزل

تیری رحمت سے وہی دور نظر آتے ہین
اپنی طاقت پہ جو مغرور نظر آتے ہین

غیر بیٹھے رہین پہلو مین اگر بیٹھتے ہین
کہ ترے در سے بہت دور نظر آتے ہین

تن گئے دی جو مثال انکے قد بالا سے
لیجئے سرو بھی مغرور نظر آتے ہین

ڈر ہی اے رشک سنبھالے نہ کہین انکو نشیب
آج وہ بزم مین مخمور نظر آتے ہین

جلوۂ حسن سے جو آپکے روشن تھے کبھی
اب وہی دیدۂ بے نور نظر آتے ہین

جسکو دیکھو وہ جفا دوست وفا دشمن ہی
اب حسینونکے یہ دستور نظر آتے ہین

کیا مزا ہو جو سنبھالے نہ حیا وصل کی شب
نشۂ حسن مین وہ چور نظر آتے ہین

اُنکے دلمین ہین رقیب اور وہ میرے گھر مین
وہی نزدیک ہین جو دور نظر آتے ہین

پردۂ شرم سے چھن چھن کے نکلتا ہی جو حسن
صاف وہ عارض پر نور نظر آتے ہین

سبکا جی چاہے وہ دیکھے مری بیتابئ دل
اسلیئے سینہ مین ناسور نظر آتے ہین

گردش چرخ کا قایل ہوئین کیا فرقتمین
کہ سب احوال بدستور نظر آتے ہین

ورنہ پھر کیون ہی اُنھین مہر و وفا سے نفرت
ظلم اور جور ہی منظور نظر آتے ہین

نظر لطف نگاہونکی فقط دلپہ نہین
کچھ کلیجے مین بھی ناسور نظر آتے ہین

وہی آہین وہی نالے وہی بیتابی ہے
طور عاشق کے بدستور نظر آتے ہین

مژدہ اے ناخن وحشت کہ بھرے زخم جنون
آج کچھ سینہ مین انگور نظر آتے ہین

غزل نمبر ۱۴۱ | شب تاریکئی غم مین ہے وہ ظلمت کہ فروغ
چرخ پہ نجم بھی بے نور نظر آتے ہین | اشعار (۱۹)

غزل

کیا ہی اُس کے دلِ مکدر مین
خاک راحت ہی غیر کے گھر مین

جمع ہونگے حسین محشر مین
سیر کر لینگے خوب دن بھر مین

بحر غم کا وہ جوش ہجر کی شب
شکنین ہین کہ موجین بستر مین

کون محشر خرام آتا ہے
منہ لپیٹے ہین قرص خاور مین

دلمین ہی چین سے ترا مژگان
ملتی ہی راحت اپنے ہی گھر مین

آگ بھر دی ہی سوز فرقت نے
اشک خون کب ہین دیدۂ تر مین

پھنچی ہی دل کی چوٹ ابھر کے یہان
داغ سودا نہین مرے سر مین

ہلو

نکلی خنجر سے بھی نہ حسرتِ قتل
رہ گئی پھنسکے دام جوہر مین

تم مرے سامنے تو آؤ گے
کچھ تو انصاف ہوگا محشر مین

اے خوشی تجھ سے رنج ہی بہتر
کہ نہین غیر کے مقدر مین

کھینچکر لائی سب کو حسرتِ دید
ورنہ رکھا ہی کیا تھا محشر مین

آئی صبحِ الم گئی شبِ ہجر
کیا سے کیا ہو گیا گھڑی بھر مین

مرتے بھی ہین نہین بھی مرتے ہین
ہی عجب بات ہجرِ دلبر مین

ہو گیا اندمال زخمون کا
دل بھر آیا جو ہجرِ دلبر مین

ہجر ساقی مین کب ہی بادہ سرخ
خون اُترا ہی چشمِ ساغر مین

قبضہ اپنا بڑھائے جاتا ہی
پھیل کر سرمہ چشمِ دلبر مین

گھر ہزارون بناتی ہی سوزن
اور رہتی نہین کسی گھر مین

چرخ سے مہر دیکھنے کو ترے
اُتر آئیگا روزن در مین

غزل ۱۴۱	غیر کی کیا بدی کرون مین فروغ کہ برا اتھا ہی مقدر مین	اشعار (۱۵)

غزل

شکل ابرو گردن و سرو صلیمین خم کیون نہون
شرم کیونکر بڑھ نجائے شوخیان کم کیون نہون

اس تصور کی بدولت غیر کا گھر ہی سہی
بات تو یہ ہی جہان تم ہو وہان ہم کیون نہون

سوکے اُٹھکر غیر کے گھر سے جب آئین صبح کو
انکی زلفین بیچ ہماری قسمت برہم کیون نہون

لیجیے اب خون پر عاشق کے پردہ پڑ گیا
کھولکر گیسو شریک بزمِ ماتم کیون نہون

دم لبون پر ہی عزیزا سوقت کرتا ہی کوئی
میرے جان بوسے لبونکے جان آدم کیون نہون

قتل ہی کرنا نہین اب کیا کسیکو میرے بعد
دل بڑھانیکو شریک بزمِ ماتم کیون نہون

ارتباط ظاہری ہی کچھ یہ حسن و عشق مین
واہ نازک تم تو ہو پھر ناتوان ہم کیون نہون

تجکو ظلم و جور کی عادت جو اے بیدرد ہو
غیر کے لب آشنائے نالۂ غم کیون نہون

آپ جب آئین کھلے سرون ہماری لاش پر
منصفی ہی شرط بیخود اہل ماتم کیون نہون

راہ کب کوئی نکلنے کی ہجوم غم سے ہو
حسرت و ارمان مرے دلمین بہم کیون نہون

نام کو تیرے نکالا شرم نے گھر سے ترے
ہے حیا کی شوخیان مشہور عالم کیون نہون

اُنکے آنیکی خبر اور وہ بھی کس انداز سے
پھر مرے دشمن شریکِ بزم ماتم کیون نہون

چاند سی صورت کو اپنی آئینہ مین دیکھکر
تو ہی خود انصاف کر عاشق ترے ہم کیون نہون

بزم عشرت مین بھی گریان ہین غمِ پروانہ مین
گلشن محفل مین شمعین نخل ماتم کیون نہون

غزل ۱۴۲	اے فروغ اک تجھپہ کیا اُنکا ستم محدود تھا لوگ دُنیا بھر کے محشر مین فراہم کیون نہون	اشعار (۲۰)

غزل

شمار بوسہ پہ ہم ھے جواب دیتے ہین
جو دینے والے ہین وہ بیحساب دیتے ہین

دعائین دیتا ہون مین اور وہ کوستے ہین مجھے
ہر ایک بات کا اُلٹا جواب دیتے ہین

ہے آج کیا ہی کہ آنکھین جھکی ہی جاتی ہین
پتے کچھ اور ہی طرز حجاب دیتے ہین

کبھی تو کہتے ہین دیوانہ اور کبھی مجنون
مجھے وہ روز نیا اک خطاب دیتے ہین

پڑا ہون در پہ تو سُنتا ہون باتین دربان کی
اُٹھون تو ضعف مین اعضا جواب دیتے ہین

بہت فراق مین کام آئے جھوٹے وعدے بھی
تسلیان تو دم اضطراب دیتے ہین

سوال بوسۂ ابرو پہ وہ رقیبون کو
زبانِ تیغ سے اچھا جواب دیتے ہین

لگالیا جو گلے سینے سے اُنھین کی خطا
سہارا شوق کو انداز خواب دیتے ہین

حیا سے کوئی دمِ عرضِ مدعا چپ ہی
بگڑ بگڑ کے وہ تیور جواب دیتے ہین

وہ خود بھی کانپ اُٹھے مُنہ بھی تمتما اُٹھا
سزا وہ کسکو ہے وقت عتاب دیتے ہین

مری وفا سے ہی انکار روزِ محشر بھی
خدا کے سامنے مجکو جواب دیتے ہین

شبِ وصال نکالین گے کیا وہ حسرتِ دل — نظر کو بوسہ جو زیرِ نقاب دیتے ہین

مری شکایتِ قسمت پہ کوئی ہی خاموش — بگڑ بگڑ کے وہ گیسو جواب دیتے ہین

یہ شعلہ ہائے رخِ آتشین بھی کام آئے — کسیکے گیسوؤنکو پیچ و تاب دیتے ہین

عیان ہی ترچھی نگاہون سے وصلکا انکار — سوال سے بھی وہ پہلے جواب دیتے ہین

بکھر گئین تری زلفین کسیکے بازو پر — خبر یہ شب کے پریشان خواب دیتے ہین

پڑا جو وقت تو آنکھین بھی پھر گئین دمِ نزع — پلٹ پلٹ کے سب اعضا جواب دیتے ہین

انھین کی طرح نکر بیوفائیون مین کمی — قسم انھین کی مجھے ای شباب دیتے ہین

زبان سے کچھ تو کہو سائلِ وصال ہون مین — ارے جو کچھ نہین دیتے جواب دیتے ہین

غزل ۱۴۳	فروغ: آنکھ کے بدلے بدل گئی نیت شکست توبہ کا مژدہ سحاب دیتے ہین	اشعار (۲۱)

غزل

کدھر جائین تمھارے عشق کے مجرم قیامت مین — کوئی جاتا ہی دوزخ مین کوئی جاتا ہی جنت مین

پھنسے غیرونکے مقدر مین ہین وہ زاہد کی قسمت مین — ہمین کیا گر حسین دنیا مین ہین حورین ہین جنت مین

کسیکا یار شاطر ہی کہین پر بار خاطر ہی — وہی بل تیری زلفون مین وہی بل میری قسمت مین

جفا کی فکر ہی تمکو وفا کی فکر ہی ہمکو — ادھر تم ہو مصیبت مین ادھر ہم ہین مصیبت مین

ترا کوچہ تو مسکن ہی رقیبانِ سیہ رو کا — تمنا کرتے ہین ہم حورین آ کرتی ہین جنت مین

گنہگارونکی رکھ لے شرم آج ای شافعِ محشر — چھپائے منہ کھڑے ہین تیرے دامانِ شفاعت مین

خدا تھے زیست مین تم پر ہمین پر مرکے ہین صدقے — تمھین آ کر اتارو بھی ہماری لاش تربت مین

نہ انکے گھر مین جاتا ہون نہ وہ مجکو بلاتے ہین — ادھر بات آپڑی ہی اور ادھر ضد ہی طبیعت مین

مری بیتابئ دل بھی تمھارے کام آتی ہی — تمھاری یاد کو جھولا جھلاتا ہون مین فرقت مین

سنبھالو تم سنبھلنے دی نہ یہ ابھرا ہوا جوبن — دوپٹہ بھی تمھارا اڑ گیا دوہری مصیبت مین

دل عاشق کے لینے کو لگائے تاک بیٹھے ہین
حیا آنکھون مین نظرونمین ادا شوخی طبیعت مین

غضب کی دلفریبی دلربائی ہی قیامت کی
کسی کافر کی پیاری پیاری بھولی بھولی صورتمین

اُدھر آنکھین جھکین اور لے لیا مینے ادھر بوسہ
پڑی ہی وصل کی شب شرم بھی اُنکی مصیبت مین

اسی انداز کا کشتہ ہو مین اے داور محشر
نہ جھکنے پائین آنکھین یہ قاتل کی قیامت مین

حیا بھی آئے تو آنے نپائے کھدو شوخی سی
سوا میرے تمہارے اور کوئی ہو نہ خلوتمین

پھر اُسنے وعدہ دیدار کو رکھا ہی محشر پر
قیامت کی ہی ضد اُس بیمروت کی طبیعت مین

تری نیچی نگاہین اسپہ بھی چھریان لگاتی ہین
حیا نے تیری شوخی کو بھی ڈالا ہی مصیبت مین

بدل جاتی ہی صورت نزع مین پھر جاتی ہین آنکھین
کسی کا ساتھ دیتا ہی کہان کوئی مصیبت مین

غزل ۱۴۲	فروغ اشعار سُنکر میرے وہ دل تھام کر بولے قیامت کا بھرا ہی درد ظالم کی طبیعت مین	اشعار (۱۹)

غزل

پاؤن تربت پہ سنبھالکر جو دھرے جاتے ہین
دل بیتاب سے ابتک وہ ڈرے جاتے ہین

بوسے لیتا ہون مین اغیار مرے جاتے ہین
کون کرتا ہی خطا کون مرے جاتے ہین

کوئی خنجر کوئی تلوار کوئی تیر پھنسین
نگہ شوق سے کیون آپ ڈرے جاتے ہین

عید کا دن ہی گلے سے وہ لگاتے ہین مجھے
زخم سب میرے کلیجے کے بھرے جاتے ہین

اُلٹی اُلٹی ہین عجب لطف کی باتین شب وصل
وہ محبت کے بھی بڑھنے سے ڈرے جاتے ہین

جسطرح روندتے ہو تم جگر و دل میرے
نہین چھو لونپہ بھی یون پاؤن دھرے جاتے ہین

ہم فقیرونکو ٹھہرنے نہین دیتا دربان
ناامید اس در دولت سے ارے جاتے ہین

ناموافق کہ موافق ہو زمانے کی ہوا
ہمتو فرقت مین دم سرد بھرے جاتے ہین

یون نہ چلئیے دل پر آبلہ بھی قبر مین ہی
کچھ سمجھئے تو کہان پاؤن دھرے جاتے ہین

دست گستاخ سے میرے ہین کچھ ایسی بدظن
مین بلائین بھی جو لیتا ہون ڈرے جاتے ہین

کچھ ترے چاہنے والونکے ہین انداز نئے
جان دینے کیلئے بچتیہ مرے جاتے ہین

فاتحہ قبر پہ جس طرح کوئی پڑھتا ہے
دل بیتاب پہ یون ہاتھ دھرے جاتے ہین

ابھی کمسن ہین تو ڈر بھی ہی نرالا اُن کا
میری حسرت مرے ارمان لپٹے جاتے ہین

میرے مرنیکی ہی اللہ کے گھر مین بھی خوشی
آرزو پوری ہوئی طاق بھرے جاتے ہین

پڑ رہی ہین متواتر جو نگاہین اُنکی
دل کے ناسور عجب طرح بھرے جاتے ہین

یا مجھی سے وہ کبھی ڈر کے لپٹ جاتی تھے
یا وہی اب مری میت سے ہی ڈرے جاتے ہین

کم نہین تجھسے تری چاہنے والونکی ضدین
موت آئے کہ نہ آئے یہ مرے جاتے ہین

کثرت درد خود آخر کو دوا ہوتی ہے
دل بھر آتا ہے تو ناسور بھرے جاتے ہین

غزل ۱۴۵

خاک مین گرد کدورت نے ملایا ہے **فروغ**
زخم دل سب مرے مٹی مین بھرے جاتے ہین

اشعار (۱۴)

غزل

ہم نگاہون مین سدا اپنی تجھے رکھتے ہین
نظر بد سے رقیبون کی بچا رکھتے ہین

دل بھر آتا ہے جو وہ ہاتھ زرا رکھتے ہین
کیا مسیحا ہین عجب دست شفا رکھتے ہین

شوخیان نظرون مین آنکھونمین حیا رکھتے ہین
جو ادا رکھتے ہین اک تیر قضا رکھتے ہین

نالہ کرنا کبھی رونا کبھی آہین بھرنا
شب غم چاہنے والے کچھ اٹھا رکھتے ہین

جس سے امید نہین اُس سے شکایت کیا ہے
بیوفا ہین یہ ہم الزام وفا رکھتے ہین

صورت آئینہ کھڑے رہتے ہین منہ پر سب کچھ
صاف دل جو ہین کہین دلمین چھپا رکھتے ہین

ہاتھ رکھنا تو کجا فاتحہ پڑھنے کے لیئے
پاؤن بھی کب کسی تربت پہ چلا رکھتے ہین

خون گو تن مین نہین ہے مگر اے ناوک ناز
دلمین تیرے لیئے دو بوند لگا رکھتے ہین

جان دیدیتے ہین تنگ آ کے جفا سے تیری
بیوفائی کا عدو نام وفا رکھتے ہین

ہائے یون دست تسلی مری تقدیر مین تھا
ہاتھ تربت پہ مری بعد فنا رکھتے ہین

پھرتے ہین سب کی نگاہونمین جو ابن حق تھی ہی — اب نہ ہین پر وہ کہان یاون ہلائے رکھتے ہین
حشر مین رکھتے ہین تھا جان سی بیزار یہ آپ — خونِ ناحق مری گردن پہ روا رکھتے ہین
یا دِ مژگان مدد اے خارِ مغیلان مدد دے — دشتِ وحشت مین قدم آبلہ پا رکھتے ہین

غزل ۱۴۶

جو فروغ اُسنے محبت مین ملے ہین وہ عزیز
اُنکے غم کو بھی کلیجے سے لگا رکھتے ہین

اشعار (۱۹)

غزل

سے رکھئے تو آئیگا آپ ادھر کونسے دن — کون سی رات کو اے رشکِ قمر کونسے دن
ہوگا روشن ترے جلوے سے یہ گھر کونسے دن — دن پھر ینگے مرے اے رشکِ قمر کونسے دن
منہ کو آنچل سے چھپائے ہی کوئی حشر مین بھی — ہوگا پھر آہ کے جھونکونکا اثر کونسے دن
آج وعدہ تھا کسی سے کہ رقیب آپھونچا — ہوئی نازل یہ بلا بھی مرے گھر کونسے دن
ہمہ تن داغِ جگر ہی ہمہ تن درد ہی دل — ٹپکیان لیتی نہین نیچی نظر کونسے دن
کان تک اُنکے نہ پہونچے مرے نالے ورنہ — نہ ملی عالمِ بالا کی خبر کونسے دن
زندگی ابتو قیامت کے سہارے پر ہی — دیکھئے ہو شبِ فرقت کی سحر کونسے دن
دلِ لگی دل ہی مین ہین آرزوئین روزِ وصال — موت آنیکو تو آئی ہی مگر کونسے دن
مستعد آج تھے بالکل مرے گھر آنے کو — آئی ہی غیر کے مرنیکی خبر کونسے دن
ہجر مین چلتا ہی رُک رُک کے مرا توسنِ عمر — دیکھئے ختم ہو یارب یہ سفر کونسے دن
نالہ و آہ کی بھی دیتا ہی فرصت ہمکو — دردِ دل کونسی شب دردِ جگر کونسے دن
آج پھر روک لیا غیر کے فقرے نے انھین — میرے مرنیکی اُڑائی ہی خبر کونسے دن
حیا کے نام سے چونک اُٹھتا ہی ابتک وہ حسین — یہ جھجک دیکھئے کب جائے یہ ڈر کونسے دن
انقلاب یاس زمانیکو ہو وہ غیر سی خوش — پھرتی ہی آنکھ پلٹتی ہی نظر کونسے دن
کانپ اٹھتے ہین ادھر وہ مین تڑپتا ہون ادھر — دلِ لگی دلکو نہین ہوتی ہی خبر کونسے دن

دیکھئے ہجر مین کب لیگا زمانہ کروٹ
تڑپ اس دل کی دکھائیگی اثر کونسے دن

گھ شوق سے کیا کچھ نہ چھپایا اس نے
نہ ہٹی پردہ تری نیچی نظر کونسے دن

عید کے روز بھی ظالم نے لگایا نہ گلے
دیکھئے تھمتا ہی اب دردِ جگر کونسے دن

غزل ۱۴۸ — غیر کے ساتھ وہ ٹھہرے مری تربت پہ فروغ / جذبِ اُلفت نے دکھایا ہی اثر کونسے دن — اشعار (۲۱)

غزل

چلی بادِ خزان گل ہین نہ اب بلبل چہکتے ہین
نہالانِ چمن گلشن مین رو رو کر ٹپکتے ہین

نظر جھپکے گی سورج کیطرح عارض چمکتے ہین
اٹھائین رخ سے پردہ بھی تو کب ہم دیکھ سکتے ہین

الٰہی کانپتی ہے کیون زمین گورِ غریبان کی
کسی کے چاہنے والونکے شاید دل دھڑکتے ہین

بھلا ہو اس نزاکت کا کبھی کام آ ہی جاتی ہے
حسین کب میری جانب سے نگاہین پھیر سکتے ہین

کہین ہوتے ہوئے یہ قلبِ دشمن تک آئی ہون
خدنگِ ناز کانٹے کی طرح دل مین کھٹکتے ہین

سنبھل جاتے ہین فوراً نام لیکر ساقیِ کوثر
کبھی نشہ مین گر رندِ بسوحی کش بہکتے ہین

دعائین لیتے جاتے ہو سزائین دیتے جاتے ہو
تھکے گی کیا زبان میری تمہارے ہاتھ تھکتے ہین

پھنکے قلب و جگر اُف گرمیِ سوزِ تپِ فرقت
یہ داغِ آتشِ غم ہین کہ انگارے دہکتے ہین

شکستہ دل نکر اپنو نکالتا اندا نہ کھینچا ہین
اگر ہوئے مژہ ٹوٹے تو آنکھون مین کھٹکتے ہین

قیامت ہے گنہگار اب قریب دوزخ آ پہنچے
خدارا دوڑ اے رحمت کہ وہ شعلے لپکتے ہین

الٰہی ٹوٹتے ہین پھول یا دل ان غنچون کے
عنادل یاس کی نظرون سے منہ گلچین کا تکتے ہین

ستو کے وصل مین شوخی بہت کچھ دیتی ہے لیکن
حجاب آتا ہے شرماتے ہین ڈرتے ہین جھجکتے ہین

بہار آئی خزان مین باغ کی دیوارین ہین رنگین
ادھر ہین خون کی چھینٹین ادھر دل سر پٹکتے ہین

جہانین حاسدونکو یہ سزا پہلے ہی ملتی ہے
کہ جلنے رشک ہوتا ہے وہ آنکھون مین کھٹکتے ہین

تمہارے گھر کو چشمِ منتظر سے کیا تعلق ہے
تمہاری روزنِ دیوار کی راہ تکتے ہین

یہ سب جذبِ محبت کی ہیں رنگینی گلستان مین
لہو بلبل کا لیکر باغبان گل پھر کتے ہین

نئی شوخی ہی یہ بھی روند کر دشمن کے مرقد کو
زرا تھم کر مری تربت پہ وہ دامن جھٹکتے ہین

وفا کا خاتمہ ہی نازکی و نا توانی پر
وہ آنکھین پھیر سکتے ہین نہ ہم دل پھیر سکتے ہین

بھری ہی کان مین میرے جو آوازِ شکستِ دل
کلیجہ تھام لیتا ہون مین جب غنچے چٹکتے ہین

اشعار ۱۵	فروغ انداز پیری مین وہی ہی دل کے داغون کا ستارے جھلملا کر صبح کو جیسے چمکتے ہین	غزل ۱۴۸

غزل

ساقیا انکار کی خصلت تو یارون مین نہین
کچھ فروغ بادہ کش پرہیزگارون مین نہین

آبلون کو دیکھکر جنبش بھی خارون مین نہین
آج کچھ سرگوشیان امیدوارون مین نہین

شوق کی کوئی سُنے یا نازکی کی وصل مین
ہان۔ وہ کھتا ہی یہ کھتی ہی اشارون مین نہین

اک زرا گورِ غریبان مین بھی جھک جائے نظر
بات اتنی ہی کوئی روزن مزارون مین نہین

مسکراتا ہون مین تھم تھم کر تڑپتی ہی جو برق
یہ وہ عادت ہی جو تیرے بیقرارون مین نہین

ظلم معشوقونپہ بھی معشوق رکھتے ہین روا
پھول کب جاتے ہین ہان گُندھ گُندھ کے ہارون مین نہین

انتظارِ وعدۂ دیدار محشر تک کیا
ضبط کی پر اب سکت امیدوارون مین نہین

گر قبول افتد زہے عز و شرف حاضر ہی دل
ہی تمھین مین عادت انکار یارون مین نہین

کسلئے پھر دیدۂ جوہر سے روتی ہی لہو
گر تمہاری تیغ میرے سوگوارون مین نہین

کیون لیا تھا دل اسی وعدے اسی اقرار پر
اس پہ یہ طرہ کہ ہم بے اعتبارون مین نہین

پاس کھتی ہی سوالِ بوسہ سے کیا فائدہ
شوق کھتا ہی مزا دے گی اشارون مین نہین

پھر بھی تو گورِ غریبان مین نہین اُٹھتی نقاب
گو سمجھتے ہین کوئی روزن مزارون مین نہین

مضطرب دستِ تسلی سی ہوئے قلب و جگر
ضعف سی تاب سکون ہی بیقرارون مین نہین

کسلئے دستِ شوق کی گرمی نے دکھلایا اثر
تازگی کچھ آج اُن پھولون کے ہارون مین نہین

اشعار (۱۶)	عندلیبونکو خزان ہے اے **فروغ** ایسی بہار گل کوئی قرب نشیمن شاخسارونمین نہین	غزل ۱۴۹

غزل

اک جگہ رہنی کی عادت بیقرارونمین نہین
شوخی انداز کے کشتے قرارونمین نہین

پھر تمہین بتلائیے جگہ جاتی ہے دل مین کون شے
برچھیان کیونکر ہون پنہان اشارونمین نہین

ہان بہری محفلین جام بادہ لبریز لا
ساقیا بندہ کوئی پرہیزگارونمین نہین

کیون ہمین کو یاد ہے دل سیکے آنکھین پھیرنا
کیون تمہین جھوٹے ہین تم پر اعتبارونمین نہین

سب تو سب بیتاب وہ بھی ہے یہ وہ شوخی ہین ہین
لیجئے اب کون اُنکے بیقرارونمین نہین

شوخیان آنکھونکی کھوئے دل کا دیتی ہین پتہ
ہے سبب سرگوشیان ان رازدارونمین نہین

شرم نے ڈھارس دلائی یون وہم اقرار وصل
ہان کا پہلو لیکے نکلی ہے اشارونمین نہین

رنگ کچھ اُلفت کا بھی ہے کچھ وفا کی بو بھی ہے
گُندھ گیا دل بھی تو اُن پھولونکے ہارونمین نہین

چال چلتے ہین کہ لڑتے ہین ہمین سے کچھ حسین
چھپ سکی کمبخت مرکے بھی مزارونمین نہین

عشق مین تسکین ہے اک نام مجبوری کا ہے
ضعف سے ہلنے کی طاقت بیقرارونمین نہین

نیچی نظرین کہہ رہی ہین کچھ زبان سے کچھ اور
کیون نہ حال افشا ہوا انکا رازدارونمین نہین

لا دل او آنکھین چرانیوالے چوری کھل گئی
اب نہ پھر کہنا کہ ہم بے اعتبارونمین نہین

قبر عاشق پر کہان چڑھتے ہین باسی ہو کے بھی
رشتہ مہر و وفا پھولونکے ہارونمین نہین

وصل کا انکار بھی کرنے نہین دیتی حیا
قید نیچی نگاہونکے اشارونمین نہین

کاش پھیرے ہی ترے کوچے کے ہوتی رات دن
ضعف سے گردش بھی قسمت کے ستارونمین نہین

اشعار (۱۲)	اکیلی کی بو نہین احباب ہین کچھ اے **فروغ** کچھ ہم مل بیٹھنے کا لطف یارونمین نہین	غزل نمبر ۱۵۰

غزل

غزل

اب یہی کون کسکے قابو مین — دلمین تم دل ہمارے پہلو مین
نہین غصہ کسیکو وصلکی شب — میری قسمت کا بل ہے ابرو مین
وہ ادا ہین جفا کی زہر اثر — وہ نگاہین حیا کی قابو مین
کوئی مشکل پڑے پرائے ہمت — فرق آئے نہ چشم و ابرو مین
درد گھر ہی بنائے لیتا ہے — اتو آ بیٹھو میرے پہلو مین
کاش اٹھتی تمہاری نیچی نظر — تیر بنتی کمان ابرو مین
توبہ کالی گھٹاؤن سے ٹوٹی — پھر طبیعت رہی نہ قابو مین
بانکپن تیغ مین غضب کا ہے — کیون نہ لب ہائے زخم منہ جو مین
دل کی بے اختیاریون پہ ہنسو — گو نہو خود زبان قابو مین
درد کیا تمہین ہو جو مجھے ہو — چٹکیان لے رہی ہو پہلو مین
بدلی ہے کچھ نظر بھی چتون بھی — چل گئی ہو نہ چشم و ابرو مین

غزل ۱۵۱	اب جہان مین **فروغ** اوج و بقا مستند ہین زبان اُردو مین	اشعار (۱۵)

غزل

زور ہی اُنکے دست و بازو مین — دل جو رکھتے ہین اپنے قابو مین
شوق مین لون بلائین کیا بڑھکر — پاؤن بس مین نہ ہاتھ قابو مین
دل ہو یا درد آپ ہون یا تیر — دشمنِ جان سبھی ہین پہلو مین
ہاتھ اب کوسنے کو اُٹھتے ہین — زور آنے لگا ہے بازو مین
رحم آنے لگا ہے دشمن کو — درد رہنے لگا ہے پہلو مین
ان حسینونکی پھر شکایت کیا — دل ہی کمبخت کب ہے قابو مین

بیچ

پیچ نقد یر مین کسیکی پڑین
خواب مین سب کے جاتے ہوی قصد
ظلم سے ہاتھ اُٹھا نہین سکتے
نکلے پڑتی ہی میان سے تلوار
کل تلک تم تھے زینت آغوش
ہم سے تمکو غرض ہی کیا ہم کون
یون ہی گردش مین چشم خواب لود
ایک دل پر نہین ہمارا زور

آپ گھونگر بنائین گیسو مین
نہین تم بھی تو اپنے قابو مین
سکت اتنی کہان ہی بازو مین
نہین قبضہ بھی اُسکے قابو مین
آج ہی درد میرے پہلو مین
دلمین تم دل تمہارے قابو مین
مست بی پیکے جسطرح جھومین
ایک دنیا تمہارے قابو مین

غزل ۱۵۲	زندگی کا مزا فروغ ہی یون ہاتھ مین جام یار پہلو مین	اشعار (۱۵)

غزل

کیا خطرات ہی محبت کے اثر مین
پردہ پھینیا ہی کہ ٹھرتے نہین گھر مین
نیرنگیٔ دنیا کا تماشا نہ دکھاؤ
ظالم ترے خنجر کے ہی دو ہین ٹھکانے
ہوتی ہو کہین درد سے رخصت نہ تری یاد
کچھ ربط تو ہی حسن و محبت مین بہر حال
کیونکر کوئی اُس دلکے بھلا ناز اُٹھائے
تھم کر نہ چلی حلق پہ تلوار تمہاری
روئے کوئی کس کس بھلا صبح شب وصل
تڑپے کوئی مرجائے کوئی در پہ تمہارے

دلمین ہی مرے درد و ہمک آپکے سر مین
ہر وقت پھرا کرتے ہو دشمن کی نظر مین
پھر کیا کہ حیا آنکھ مین شوخی ہی نظر مین
رہتا ہی مرے حلق پہ یا تری کمر مین
اک ہوک سی اُٹھتی ہی مرے قلب و جگر مین
یان داغ جگر مین ہین وہان پھول سپر مین
رہتا ہو جو کمبخت حسینون کی نظر مین
وہ کب کہین ٹھرے گی جو رہتی ہی کمر مین
اُٹھتے ہین ادھر آپ ادھر درد جگر مین
تم چین سے آرام سے بیٹھے رہو گھر مین

یہ سر جو سلامت ہے تو قاتل بھی ہزارون
بیٹھے رہین باندھے ہوئے وہ تیغ کمر مین

انداز ہین سب درد محبت مین تمہارے
ہے آج مرے دلمین تو کل میرے جگر مین

ملتے ہی نگہہ ہنس دیئے آنکھو نکو جھکا کر
شوخی بھی چھپی بیٹھی تھی شرمائی نظر مین

تم کون ہو مین تو ہون گنہگار محبت
کیون جذب محبت تمہین لایا مرے گھر مین

غزل ۱۵۳	ڈرتا ہون فروغ انکو مین سینہ سے لگا کر سوزش ہی قیامت کی مرے قلب و جگر مین	اشعار ۱۶

غزل

شک اسپہ ذرا بھی ہمین صحبت کے اثر مین
تلوار لچکنے لگی رہ رہ کے کمر مین

حسن انکا نظر سے نہین کچھ کم ہے اثر مین
کھبتا ہے یہ آنکھون مین وہ گڑتی ہے جگر مین

گردش مری قسمت مین ہے چکر مرے پر مین
ملتا ہے مجھے لطف سفر بیٹھ کے گھر مین

خنجر ہین یہ انداز ہے مطلب کا تمہارے
ڈالے گا کسی روز جدائی تن و سر مین

ظالم یہ نگاہین ہین تری رشک کی چھریان
ہون دوست کہ دشمن سبھی رہتے ہین نظر مین

عشاق سمجھتے ہین جنھین داغ محبت
ان چٹکیونکے نیل نہون قلب و جگر مین

بیتابیون نے اپنی اثر خوب دکھایا
ہم کچھ بھی نہ ٹھہرے کسی کافر کی نظر مین

جو جس کے مناسب تھا وہی اسکو دیا ہے
سودا مرے سر مین ہے غرور آپکے سر مین

جلوے ہین تری برق تبسم کے نرالے
ہے آج قیامت کی چمک درد جگر مین

الجھو میری نگہہ مین ترا انداز ہے اے دوست
آنکھون نے نہان رکھکے بھی سب کچھ ہے نظر مین

عشاق سے جب ملتی ہین جھک جاتی ہین آنکھین
آجاتے ہین ظالم بھی محبت کے اثر مین

اچھی یہ محبت کی نکلنے لگین راہین
پڑنے لگے ناسور مرے قلب و جگر مین

گردش سے غرض حسن و محبت نہین خالی
عاشق کی ہے قسمت مین حسینونکی نظر مین

نقطو نکا اٹھا بوجھ نہ اللہ ری نزاکت
منقوط کوئی حرف نہین لفظ کمر مین

غزل

مجھسے ملجائین وہ ایسی کوئی تدبیر نہین
خوبی بخت سے لڑتی مری تقدیر نہین

شوخ آنکھین تری کیا جلد پلٹ جاتی ہین
اسطرح ہائے پلٹتی مری تقدیر نہین

کب ترا وعدہ ترا قول بھی سچا نکلا
گر مری آہ مین فریاد مین تاثیر نہین

قیدئے عشق یہ ہنستے ہین یہ پابند حیا
جسطرح پاؤنمین انکے کوئی زنجیر نہین

عرش تک منہ سے نکلتی ہی مری آہ گئی
آپکے تیر سے کم پلہ مین یہ تیر نہین

عشق کے ساتھ کہین حسن پہ بھی حرف نہ آئے
یہ نہ کہیے کہ کسی چیز مین تاثیر نہین

تیغ کو آنکھہ کو دنیا کو پلٹتے دیکھا
ایک کمبخت پلٹتی مری تقدیر نہین

آتے ہین پھر کے بھی ظالم کہین جانیوالے
بیوفا میری جوانی سے سوا تیر نہین

کٹتے ہی وصل کی شب صبح فراق آئی نظر
کہین الٹی تو مرے خواب کی تعبیر نہین

یہی ہوتا کہ ترے گرد پھرا کرتا مین
کام آئی مری کچھ گردش تقدیر نہین

ایک ہلکی سی نقاب آئنہ پر ڈالے ہوئے
بیحجاب آپ تو کیا آپ کی تصویر نہین

دلمین ہی درد مگر درد کی کیا انکو خبر
اب یہ ہی آہ مگر آہ مین تاثیر نہین

نظرین ملتی ہین مگر وہ نہین ملتے مجھسے
آنکھین لڑتی ہین یہ لڑتی مری تقدیر نہین

غزل ۱۵۶	ٹھیک ہی غالب و ناسخ کا یہ ارشاد فروغ آپ بے بہرہ ہی جو معتقد میر نہین	اشعار (۲۰)

غزل

آپ سنتے ہین کسکی غیر ہین کس دھیان مین
بھر گئی ہین میرے نالونکی صدائین کان مین

خنجر و ابرو ہین میرے قتل کے سامان مین
جھک رہے ہین کچھ نہ کچھ کہنے کو انکے کان مین

یاد انکی قلب مین ہی قلب انکے دھیان مین
جان میری دلمین ہی اور دل ہی میری جان مین

یون مزا ہمین بھی ہی مرحبا اے شوق وصل
دم نکل جائے اسی حسرت اسی ارمان مین

کرنے دے اسے ناامیدی مجکو عرضِ مدعا
کچھ نہ کچھ آخر مروت ہوتی ہے انسان مین

جان بھی دل بھی جگر بھی سر بھی صدقے آپ پر
لیجئے حاضر ہے جو کچھ ہے مرے امکان مین

کوستے ہو تم مجھے مین جان سے بیزار ہون
جو مجھے حسرت ہے تم بھی ہو اُسی ارمان مین

نالون مین ہو رہے ہین شور سے بیدار کے
آسمان جھک جھک کے کچھ کہتا ہے اُنکی کان مین

تم سدھارو گھر عدم کی راہ لین ہم بے وصل
تم کسی سامان مین ہو ہم کسی سامان مین

کوس کر مجکو کہو شوخی سے پھر دشمن ترے
اسطرح تا یہ صدا پہنچے عدو کے کان مین

سرخیِ لب ہائے نازک نے کیا دل کو لہو
حسن نے رنگِ ستم اچھا لگایا پان مین

غیر کی حسرت تمھین مجکو تمھاری آرزو
غیر میری طرح تم بھی ہو کسی ارمان مین

تیری چشمِ شوخ مین تیر نگئے عالم نہان
بے ثباتیِ جہان مخفی ترے پیمان مین

وصل مین گر عذر ہے تو ایک بوسہ ہی سہی
خیر دے سائل کو جو کچھ ہے ترے امکان مین

یون کسیکے وصل کی حسرت نہو دشمن کو بھی
دل لپٹ کر رہ گیا ظالم ترے پیکان مین

ناامیدی مین یہ پہلو ہے نیا تسکین کا
وصل سے بڑھکر ہے لذت وصل کے ارمان مین

سینے روکا لاکھ پھر بھی چھن کے نکلا نورِ حسن
جھک کے کہتے ہین نقابِ رخ کی گوشہ کان مین

ذبح کرنے پر بھی جب غصہ کا عالم ہے وہی
کیون اُٹھا رکھو جو ہو کچھ اور بھی امکان مین

آپ جب باندھین بندھے جب آپ توڑین ٹوٹ جائے
نازکی ہے آپ مین یا آپ کے پیمان مین

غزل ۱۵۷	وصفِ حیدر اور کوئی کر سکے کیا اے **فروغ** کی ہے اُنکی مدح خود اللہ نے قرآن مین	اشعار (۱۵)

غزل

یوہین سکتے دلِ عشاق پہ جو بن کے بیٹھے ہین
پھر اُسپر وہ قیامت کر رہے ہین تن کے بیٹھے ہین

سرہانے ڈھانک کر منہ وہ مرے مدفن کے بیٹھے ہین
کوئی جانے بڑا صدمہ ہوا یون بنکے بیٹھے ہین

بسے ہین وہ مری آنکھون مین ہین ہم اُنکی نظرون مین
وہ گویا بے تکلف سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

دونون دشمن ہین تری چال ہو یا نیچی نظر	خاک آرام سے ہم زیر زمین رہتے ہین
تیری فرقت مین سنبھالے سے نہ سنبھلے کیونکر	دل کہین اور ہی ہاتھ اور کہین رہتے ہین
پھیر مری دستِ تمنّا کی خطا کو لینی تھی	دیکھئے ہار بھی پھولون کے وہین رہتے ہین
لوحِ تربت ہی ترا نقشِ کفِ پا ایدوست	وہی اچھے ہین کہ جو زیر زمین رہتے ہین
کوستے ہین وہ مجھے چھیڑتا ہون مین اُنکو	کہ زبان اُنکی مرے ہاتھ کہین رہتے ہین
شوقِ دیدار مبارک ہو تجھی کو اے غیر	دیکھنے والونکی نظرون مین جبین رہتے ہین
اُنپہ الزام لگاتی ہی نزاکت تیری	ہوش ہی مین جو شبِ وصل نہین رہتے ہین
لیجیے آگئے محشر مین بھی یہ دنیا سے	اک جگہہ آپکے بیتاب کہین رہتے ہین
اے فلک سنگِ حوادث سے نہ اس دلکو کچل	ناز پروردہ امیدین یہین رہتے ہین
پھر ہوا حسن کے دریا مین تموج پیدا	آجکل ہم سے وہ پھر چین بجبین رہتے ہین

کیا **فروغ** ایک زمانہ ہی ہمین کو کہتا
شعلۂ حسن مین کیا تیرے ہمین رہتے ہین

ردیف واو

غزل ۱۵۹ — **غزل** — اشعار (۱۶)

مجکو یہ ڈر حشر کے ملنے مین رسوائی نہو	اُنکا یہ کہنا کہ جو کچھ ہو پہ تنہائی نہو
اچھی صورت تم پہ بھی آفت کوئی لائی نہو	جسکو تم شہرت سمجھتے ہو وہ رسوائی نہو
ہم وہ بیخود فرطِ مسرت سے کھائے جاتے ہین زخم	تیغ اُٹھاتے وقت قاتل کو ہنسی آئی نہو
سامنے ہی پر کسیکو تو نظر آتا نہین	حسن خود ہی پردۂ چشمِ تماشائی نہو
مدعائے مجمعِ محشر غلط سمجھا ہون کاش	دل دھڑکتا ہی کہ دنیا تیری شیدائی نہو

لاش پر بھی آ کے منہ ڈھانکیگا وہ پردہ نشین
جان دینے پر بھی صورت اُسنے دکھلائی نہو

قدر ہوتی ہی نکلتا ہی جو کچھ دن چھپکے چاند
خو یہ اُس پردہ نشین کو بھی پسند آئی نہو

بیوفا مجکو کہے وہ اعتبار آتا نہین
طنز سے اُسنے عدو کی بات دہرائی نہو

[illegible]د دل مین میرے اُٹھتی ہی جو رہ رہ کر چمک
چٹکیان لیتی ترے جلوے کی رعنائی نہو

[illegible]رخ بھی جھک جھک کے اب ہمپر ستم کرنیلگا
اُن نگاہون نے اسے یہ چال سکھلائی نہو

واے نادانی یہ کس سے ہی مجھے چشم وفا
آنکھ بھی وہ آنکھ جو دل لیکے شرمائی نہو

نازکی لائی کہانسے اسقدر ہلکی نقاب
گر میسر پردۂ چشم تماشا ئی نہو

لو بس اب ہمسند وکہ یہ فقرہ نہین چلتا ہوا
وصل کی شب نیند شوق وصل مین آئی نہو

ہین وفورِ رنج سے چپ وہ متانت سے خموش
حسن نے اُنکو ادائے عشق سکھلائی نہو

نیچی نظرونکا زبان خلق پر مذکور ہی
یہ حیا کیسی کہ جسکو شرم رسوائی نہو

غزل ۱۶۷	اپنے دامن شوق کی نظرین ہین پھیلائے فروغ حسن کے سائل کہین چشم تماشائی نہو	اشعار (۱۶)

غزل

دولت دیدار سائل نے کہین پائی نہو
روزن در آپ کا اور آنکھ دکھلائی نہو

دیکے الزام وفا پھر ہنسکے یہ بھی کہدیا
ڈالدو چادر لحد پر روح شرمائی نہو

اسقدر لبریز حیرت ہی کہ ہوتا ہی گمان
وقت زیب آئینہ چشم تماشائی نہو

بیقراری اور شوخی کی تو لفظی بحث ہی
اُن نگاہونکو ادا دلکی پسند آئی نہو

مرنیوالے مرکے نام عشق زندہ کر گئے
منہ نہ کھلواؤ یہ کچھ نازِ مسیحائی نہو

کون چار آنسو بہائے گا ہماری قبر پر
جسکو سمجھے ہو گھٹا وہ بیکسی چھائی نہو

وصل کی شب کب یہ غصہ مین ہی ماتھے پر شکن
حسن کے دریائے بے پایان مین لہر آئی نہو

سنتے ہین اک موج سے ہاتون بڑھا دریائے حسن
اُٹھکے خواب ناز سے لی تمنے انگڑائی نہو

وہ سخن میرا ہی جس پر ہوتے ہین سو اعتراض
بات وہ دشمن کی ہی جو تمنے جھٹلائی نہو

ضبط کرنے مین یہہ مشکل ہی گھٹا جاتا ہی دم
نالے کرنے مین یہہ ڈر ہی انکی رسوائی نہو

یاس کہتی ہی کرینگے وہ بھلا اقرارِ وصل
شرم کہتی ہی کہین لب پر نہین آئی نہو

اک نفس آئینہ آہن مین ہو جس کا اثر
ایک نالہ ان بتون مین جسکی شنوائی نہو

اٹھا یہہ دعوئے حیا ہی رونقِ بازارِ حسن
میرا یہہ کہنا کہ اس پردے مین رسوائی نہو

وصل کے رہنے مین یہہ ضد ہمکو تو ہی خلوت پسند
اور یون ملنے مین ہی یہہ شرط تنہائی نہو

وہ یہہ کہتے ہین مری فریاد کرنا حشر مین
مین یہہ کہتا ہون بھری محفل مین رسوائی نہو

غزل ۱۶۱

آپکا طرزِ سخن سب سے الگ ہی اے **فروغ**
یہہ زبان اور یہہ طبیعت اور نے پائی نہو

اشعار (۴۰)

غزل

خفا ہون آپ ذکرِ وصل پر بھی جب تو پھر کیا ہو
مری قسمت خوشی کی بات مین بھی غم پیدا ہو

زیادہ گر نہو تو اعتبارِ عشق اتنا ہو
تمہین مجھپر بھروسا ہو مجھے دلبر بھروسا ہو

ہمارا ساقیِ گلرو ہو ہم ہون دورِ صہبا ہو
زمین پر سبزہ پھیلا ہو فلک پر ابر چھایا ہو

مین کہتا ہون کوئی مرجائے فرقت مین تو پھر کیا ہو
وہ کہتے ہین مجھے مطلب بلا سے میری اچھا ہو

محبت مین خطا کچھ میرے دل کی ہی نہ آنکھونکی
تری کافر جوانی خود یہہ کہتی ہی مجھے چاہو

وہان اک دل لگی ہی وعدہ کرنا اور مکر جانا
یہان یہہ شرم کب تک بینے ویسے کوئی جیتا ہو

گلا سفاک سے کیا ہی پڑے تلوار اگر اوچھی
مری قسمت ہی مین کب تھا کوئی ارمان پورا ہو

شبِ وصلِ عدو ہے سو نہو اسلیے چونک چونک اٹھین
مرے نالو زمانہ مین تمہارا بول بالا ہو

دمِ آخر وہ بیٹھے ہین سرہانے مین یہہ کہتا ہون
خدا رکھے تمہین دنیا مین تم ہو اور دنیا ہو

اثر ہی پستی و رفعت مین یکسان داغِ الفت کا
اگر ڈوبے تو یہہ ناسور ہو ابھرے تو چھالا ہو

یہہ مانا توڑ آفت کا ہی تیری نیچی نظرون مین
نہ روکون مین نگاہِ یاس کو اپنی تو پھر کیا ہو

اُٹھا رکھا تو ہی دیدار کے وعدے کو محشر پر
مزا جب ہی خدا کے سامنے بھی کوئی جھوٹا ہو

غرورِ حسن اجازت آنکھ اُٹھانے کی نہیں دیتا
سویرے اُٹھ کے اُسنے آج آئینہ نہ دیکھا ہو

کرو عہدِ وفا یا دل ہمارا پھیر دو ہم کو
خدا کے واسطے کیوں ہو گئے چپ پیچ کیا ہو

یہ سر حاضر ہے کھینچو میان سے تلوار ادھر آؤ
کسی کی جان جائے پر تمہارا دل نہ میلا ہو

دمِ آخر چلے آؤ تو جھگڑا بھی اُتر جائے
مرا وعدہ برابر ہو تمہارا قول پورا ہو

ارے بیدرد اُٹھ کر تیرے در سے وہ کہاں جائیں
نہ دُنیا میں کہیں جن بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہو

اُنھیں مجبور سمجھے ملنے کا بہانا ہو گیا اچھا
کسی دن میں یہ کہہ بیٹھا تھا تم ہو اور دُنیا ہو

غزل ۱۶۲	بُری ہو یا کہ اچھی **فروغ** اس سے نہیں مطلب نہ فرصت ہو مگر تعمیلِ ارشادِ احبا ہو	اشعار (۱۸)

غزل

کان پھیلا دیں جسے دلکش سخن ایسا تو ہو
چومنے کو جسکے جی چاہے دہن ایسا تو ہو

وصل کے انکار سے بھی پیدا ہو کچھ قلب میں
بیٹھ جائے دل میں عاشق کے سخن ایسا تو ہو

آنکھ عارض پہ پھسلتی ہو جس کی لطف سے
نازنین ایسا تو ہو نازک بدن ایسا تو ہو

تیرے سینے سے کلیجہ بھی کھنچ آئے دل کے ساتھ
ہاں اشارہ اے نگاہِ سحر فن ایسا تو ہو

رشک سے کرتے ہیں گل چاک چاک اپنی قبا
خونچکاں تیرے شہیدوں کا کفن ایسا تو ہو

ایک وعدے پر نہ آ کر مجھکو دوہرا غم دیا
توڑ ڈالا دلکو بھی پیمان شکن ایسا تو ہو

ہو رہا ہے شک جو کچھ بھی کہتا ہوں پر مجھے
کھل رہے ہیں مسکرا کر حسنِ ظن ایسا تو ہو

سُن کے میرا قصۂ غم وہ اُٹھے دل تھام کر
کچھ نہ کچھ ہو درد بھی جس میں سخن ایسا تو ہو

جب کوئی ارمان نکلا دل تڑپ کر رہ گیا
خوگر رنج و غم و درد و محن ایسا تو ہو

برق ناز تربت پہ دیکھو دھوپ جسکو چاندنی
ناتوانوں کا ترے ہلکا کفن ایسا تو ہو

نکلے نالوں کو مرے تم بھی خفا ہونے لگے
بول اُٹھے بت بھی اعجازِ سخن ایسا تو ہو

نیند بھی آتی ہی سب سوتے ہین وہ انیڈ ہنڈکر
خواب مین بھی جو نجائے بانکپن ایسا تو ہو

راتدن خاموش ہو ہمین خالِ رُخ کی یاد مین
مہر لب ایسی تو ہو قفلِ دہن ایسا تو ہو

تنکے چلنا چلکے جھکنا جھک کی کھینچنا کمانِ تیر
تیغِ قاتل جیسا معشوق پن ایسا تو ہو

دیکھ لے تجکو لپٹ جاؤن مین فرطِ شوق سی
بیخودی ایسی تو ہو دیوانہ پن ایسا تو ہو

تیرے کشتے کو ترا میلا دوپٹہ چاہئے
رشک آئے جسپہ مردون کو کفن ایسا تو ہو

وہ نہین آتے شبِ وعدہ تو آئے موت ہی
گر نہ ایسا ہو تو اسے چرخِ کہن ایسا تو ہو

غزل ۱۲۴۴	واہ نکلے اہل محفل کی زبان سے اے فروغ سننے والونکو پسند آئے سخن ایسا تو ہو	اشعار (۲۵)

غزل

ہجرِ اندوہ و غم مین مضطرب دل کیون نہو
دشمنون مین کوئی گھر جائے تو مشکل کیون نہو

کوئی ہو ہمین کلیجہ کیون نہو دل کیون نہو
جو ہو دلمین وہ درد و غم کے قابل کیون نہو

چاہئے سامان ہی کیا آخر پئے اخفائے راز
گرد غم ہی پردہ دار حسرت دل کیون نہو

غیر سے ہی اُس ستمگر کے تغافل مین یہ بھید
کام کرنا ہو نہ جس پر اُس سے غافل کیون نہو

منتین قاتل کی کیون کرنا پڑین اے شوقِ قتل
پر اثر ایسی نگاہِ یاس بسمل کیون نہو

آرزوئے قتل ہو یا التجائے وصل ہو
جو کہ تجھسے آسان ہو وہ اُنکو مشکل کیون نہو

دھیان اتنا ہی اُنھین دعوے مسیحائی کا ہی
شاد قتلِ غیر سے ورنہ مرا دل کیون نہو

عکس تیرا ہی بھی آئینہ مین کیسے ہی ناز
گھر سے باہر آکے پھر تیرے مقابل کیون نہو

اب کھلا قربِ رگِ گردن کوئی ہی جلوہ گر
سرنگون پاس ادب سے تیغِ قاتل کیون نہو

رحم کھا کر ہجر مین جسکو نکالا موت نے
وہ کسیکی جان کیون ہو حسرتِ دل کیون نہو

قیس کو بھی اپنے دلبر ناز ہی اے ساربان
جس مین پوشیدہ رہے لیلی وہ محمل کیون نہو

ہجر مین دشوار جینا موت کا آنا محال
آدمی کے واسطے ہر طرح مشکل کیون نہو

اسکی بھی ترچھی نگاہین ہین ادھر آئینہ مین — عکس تیرا ہی تو ہی تیرے مقابل کیون نہو

بیخبر ہو مین خود اپنے حال سے کسکا گلا — جب وہ میری جان ہی پہر مجھسے غافل کیون نہو

ہون کسیکی یاد سے اے رشک جب یون محبتین — غیر و دشمن کسطرح پہر حالتِ دل کیون نہو

وصل مین رکھتی ہے چشمِ شوخ سے انکی حیا — درمیان ہین آنکھ ہی کا پردہ حائل کیون نہو

غیر کی ضد سے لگائے جب کوئی مجکو گلے — وہ سکون کمبخت بیتابی مین داخل کیون نہو

موت کی بھی التجا کرنیکو فرصت چاہیئے — جان دینا بھی ہجومِ غم مین مشکل کیون نہو

آپ ہی ہنسنے حسینونکی نگاہین عادتین — جسکو ہم دلبر کہین وہ طالبِ دل کیون نہو

وہ خیالِ غیر مین پہرتے ہین اتراتے ہوئے — وصل کی شب ہجر کی راتو مین شامل کیون نہو

شرم سے ڈالا ہے اک ہلکا سا پردہ آج بھی — وصل مین انکی نگاہِ ناز حائل کیون نہو

وصلین اب اضطرابِ شوق کا باعث کھلا — جب چلین یون تیر نظرونکی تو بسمل کیون نہو

وار ایسا دیتا ہے قاتل کے رخ کا آئینہ — پاس کی برچھی نگاہ نیم بسمل کیون نہو

پاس اسکی شرم کا ہے مجکو وقتِ قتل بھی — خون کی چادر نقابِ روئے قاتل کیون نہو

غزل ١٢٨ — کاٹ سے شمشیرِ قاتل کے اسے دہرے فروغ / حالِ پرواز رنگِ روئے بسمل کیون نہو — اشعار (١٣)

غزل

جان عاشق ہو تو پہر جان کے خواہان کیون ہو — آپ ہی اپنے عدو ہائے مرے ہی جان کیون ہو

دلمین مہمان کسیکے ترا ارمان کیون ہو — اور جو ہو بھی تو عدو کا دل ویران کیون ہو

آئینہ دیکھ کے تیوری کا چڑھانا کیسا — مگر اتنا بھی کوئی حسن پہ نازان کیون ہو

اسکی تم جان ہو اور چاہتے ہین سب تمکو — غیر کی جان کا پھر کوئی نہ خواہان کیون ہو

اسپہ مرنیکا نہین رنج یہ غم اس کا ہے — ہائے گیسو کسی کافر کا پریشان کیسا یون ہو

تم عبث بجا نہ ہو سب جان کے اپنی مختار — مین کہون کیون کہ مر یجان کے خواہان ہو

ہوگئین بیخود پیئے دل سے خطائین شب وصل
لو ادھر آؤ خفا مجھ سے مری جان کیون ہو

لاش اُٹھانے کی بھی امید کا خون ہوتا ہی
قتل کرکے مجھے اب کوئی پشیمان کیون ہو

قصۂ طور جو سُنتے ہین تو فرماتے ہین
یہ سچ تو ہی پھر کوئی دیدار کا خواہان کیون ہو

منہ کو ڈھانپے ہوئے مقتل مین عبث آئی ہو
قتل کرنا ہی تو پہلے سے پشیمان کیون ہو

کچھ تو سمجھو مری جان کون ہی نادان نہ بنو
ہوش مین آؤ مری جان کی خواہان کیون ہو

وہم آتا ہی مری لاش نکر دفن یہان
نام کوچہ کا ترے گور غریبان کیون ہو

غزل ۱۶۵	ہین علی عقدہ کُشا اپنے غلامون کے **فروغ** مشکلین پڑ گئی ہون تو ہراسان کیون ہو	اشعار (۱۱)

غزل

دکھائے گر زرا بھی قیس جذب عشق کامل کو
یقین ہی کھینچ لائے نجد مین لیلیٰ کی محمل کو

نحیف و ناتوان وہ ہون کہ راہِ عشق جانا ہین
اُٹھایا اک قدم مینے کیا طے ایک منزل کو

الٰہی کس ادا پر اسکی پروانے ہین پروانے
سوار و نیکے آتا ہی جلا کیا شمع محفل کو

سب اہل بزم ہین پژمردہ خاطر اُسکے اُٹھنے سے
لیئے جاتا ہی وہ گل ساتھ اپنے رنگ محفل کو

نچھاور مین کرون تارے ترے رُخسار کے تل پر
تصدق مین کرون ہالہ سا ترے ماہ کامل کو

صدا آتی ہی بعد ذبح بھی حلق بریدہ سے
خدایا حشر مین رسوا نہ کرنا میرے قاتل کو

ادھر تو سخت جانی ہی اُدھر وہ دست نازک ہی
خدا ہی آج رکھے آبروئے تیغ قاتل کو

تعجب ہی کہ میرے رنج سے واقف نہو کوئی
محبت مین سُنا ہی ہوتی ہی دلکی خبر دل کو

ہوئی روز ازل تقسیم جسدم شادی و غم کی
تبسم پایا غنچون نے ملا نالہ عنادل کو

بھی بیک اشک آنکھو سے نہ جو بہتا بانہ آتا ہی
لیئے جاتا ہی یارب کون ایلیسے مضطر دل کو

فروغ آرام کب پایا ہوا ہون جب سے مین پیدا
دیا ہی رنج اُٹھانے کے لیئے حق نے مجھے دل کو

غزل ۲۶ | غزل | اشعار (۲۰)

ہنس ہنس کے اسطرح کوئی ہمسخن نہو — کچھ بات بن نہ آئے جو دیوانہ پن نہو

مین شاد ہون نہین ہی تمہارے دہن نہو — اچھا تو ہے رقیب سے بھی ہم سخن نہو

اے رشک دل تڑپ گیا قاصد کی بات سنے — اسکی زبان پر کہین اُن کا سخن نہو

ہی عذر بوسہ دینے مین باتین سُنا کے بھی — اچھی کہی زبان تو ہو اور دہن نہو

سمجھا ہے باغبان جو ہوئی باغ مین سحر — پھیلا ہے اُڑ کے رنگ رُخِ یاسمن نہو

دولہا بنا لباس لہو سے جو تر ہوا — اتنی بھی کیا شہید پہ تیرے پھبن نہو

سینے مین کیون یہ ہوک سی اُٹھتی ہی درد کی — کچھ ڈھونڈھتی کوئی نگہہ سحرفن نہو

نازک بھی ہو اُٹھاتے بھی غیرون کا ہو مزاج — سمجھے کوئی حسین کہین طعنہ زن نہو

مین اور دل لگا کے سنون باتین غیر کی — دھیان آگیا حضور کا طرزِ سخن نہو

کیا کیا چٹک کے بلبلون کو دیتے ہین جواب — ان پھولون سا بھی کوئی دریدہ دہن نہو

مین ناتوان ہون لاش ہو عُریان مری دفن — شاید سبب مجھے تحملِ بارِ کفن نہو

دل مجھ سے جان دینے کو کہتا ہی ہجر مین — درپردہ تو ہے اور کسی کا سخن نہو

یہ رشک ہی تو دل کی تسلی بھی ہو چکی — میری زبان پر بھی کسیکا سخن نہو

جنکو ہلاک تیغ تغافل سے تو کرے — اُنکو نصیب غسل نہو اور کفن نہو

دین غیر اور آ کے تسلی فراق مین — غم ہی اشارۂ نگہہ سحرفن نہو

ہون خالِ رُخ کی یاد مین کچھ کچھ ابھی خموش — پر فکر ہی کہ بڑھ کے یہ قفلِ دہن نہو

کرتے ہو تم وہ بات جو دُنیا سے ہو الگ — چلتے ہو تم وہ چال کہ جسکا چلن نہو

غصہ بھی ہی کہ پوچھتا ہی غیر حالِ دل — پھر شاد بھی ہون مین کہ تمہارا سخن نہو

اسکی بھی فکر بھیجون مین کوئی پیام بر — اس کا بھی رشک اُسنے کوئی ہمسخن نہو

کیونکر جلائے آتشِ و رخ نہ ای فروغ

اُس دلکو جس مین دوستیِ پنجتن نہو

غزل ۱۶۷ | غزل | اشعار (۲۰)

اچھا چلو ہمین سہی جھوٹے خفا نہو
کرتے ہین ایسا وعدہ ہمین جو وفا نہو

اے چرخ غیر پر وہ بہت مہربان ہین
ہے لطف منقلب جو کہین اب زمانا ہو

بغضِ عدو بھی دلمین نہ آئے شبِ وصال
بس اور کوئی میرے تمھارے سوا نہو

لونگا بلائین ہاتھ جو سینے بڑھائے ہین
چھوتا نہین ہون بھول سے عارض خفا نہو

آئے ہو لاش پر تو نہ آنسو نکلنے پائین
صحبت یہ دو گھڑی کی کہین بے مزا نہو

مجکو مزاج غیر اُٹھانے مین عذر کیا
ڈر یہ ہی کچھ سمجھ کے تمھین پھر خفا نہو

احباب ہجر مین نہ تڑپنے سے میرے شاد
مجکو یہ فکر درد کو ایذا زرا نہو

فرماتے ہین وہ ہنسکے زمانے کو دیکھئے
الزام مجپہ کیا جو کسی مین وفا نہو

سے درد دل کے ساتھ جگر بھی تڑپ گیا
اتنا بھی چٹکیون مین کسیکی مزا نہو

تعذیر دیکے ہاتھون سے اپنے حضور نے
اچھی کہی کہ دیکھ کبھی پھر خطا نہو

مین روز وصل دلکا بھی شکوہ نہ کرسکا
چپ ہو رہا کہ یہ بھی کسیکا گلا نہو

سہمے ہوئے وہ گورِ غریبان مین آئے ہین
کمسن ہین ڈرہے ہائین کوئی جاگتا نہو

سنئے تو کچھ فراق کا قصہ بیان کرون
کھلیے تو آج کچھ گلہ دوستانا ہو

ہین اُنکے میری لاش پہ نشتر سے کم نہین
کہتے ہین روئے جسکا کوئی ہو قفا نہو

سچ پوچھئے تو عیش کا باعث ہی رنج ہے
مرتا نہو تو جینے کا بھی کچھ مزا نہو

ہمکو تو اُنکی منتین کرنیسے کام ہے
اہمین کوئی خطا بھی ہماری ہو یا نہو

مرنا مرا حسینونپہ بیکار تو نجائے
کیا خوب ہے یہی جو قضا کو بہانا ہو

اس در سے چاہتا نہین اپنا بھلا بھی مین
برگشتہ بخت ہون مرے حق مین برا نہو

ہاتھ اُنکے میری لاش اُٹھانیسے سرخ ہین
غیرونکو ہے گمان کہ رنگِ حنا نہو

اشعار (۱۹)	کیون زندگی عزیز ہی دنیا کو اسے فروغ معشوق کیا وہی ہی کہ جس مین وفا نہو	غزل ۱۶۸

غزل

تڑپون مین کیا خیال ہی ایذا زا نہو — پردمین درد کے کوئی دلمین چھپا نہو

لو ہم برے رقیب بھلے تم خفا نہو — یہ باتین جلانے کو کہین حجت سوا نہو

بہتر عدو کی سمت سے بھی دل ہی مطمئن — اچھا اگر نہین ہی کسیمین وفا نہو

ظالم تری جفا سے نہ ٹوٹیگا میرا دل — کیون ہنس رہا ہی یہ ترا عہد وفا نہو

کچھ سوچکر تمہارے بگڑنے سے خوش ہون مین — مجکو تو جب ملال ہو جب تم خفا نہو

مشہور خوب ہوگئے پردے مین شرم کے — تسا بھی بیحجاب کوئی دوسرا نہو

سب بے سمجھے بوجھے دلکے تڑپنے پہ ہنسی — اے شوخ اسمین بھی کوئی تیری ادا نہو

روز جزا بھی اب کوئی فریاد کر چکا — جب ڈر یہ ہی وہان بھی ترا سامنا نہو

مرتا ہو جو تری خفگی کی اداؤن پر — کیونکر وہ زندگی سے بھی اپنی خفا نہو

ہمنے کسیکی حشر مین صورت تو دیکھ لی — اب ہو خدا کے سامنے انصاف یا نہو

ہم سے وہ آنکھ بھی جو ملاتا نہین کبھی — تو غیر کی نظر مین سمایا ہو یا نہو

مین تھام لون کلیجہ کو پھر تم سدھارنا — کسکی مجال ہی کوئی روکے خفا نہو

اچھی سنائی یہ مرے حاضر جواب نے — ہم مین جفا نہو تو کسی مین وفا نہو

اے وصل تجھپہ صبر مرے شوق دید کا — کھتی ہی انکی شرم کہ اب سامنا نہو

وہ دو گھڑی کو آکے یہ فکر اور دیکھئے — وعدہ کسی کا تو کہین یاد آگیا نہو

بیزار زندگی سے ہون ہاین کو سنتے ہو تم — دیکھو کہین مرے لیئے یہ بھی دعا نہو

کچھ ابتو چشم غیر کے تیور غضب کے ہین — کم بخت کی نگاہ مین کوئی رہا نہو

رکھیے سنبھل کے پاؤن ہمارے مزار پر — ایذا کہین دکھے ہوئے دلکو سوا نہو

اشعار (۲۵)	کمبخت بیخودی بھی غضب کر گئی **فروغ** کیا کہہ گیا مین کاش کسی نے سنا نہو	غزل ۱۶۹

غزل

کہین جانا جو نہین ہی تو سنورتے کیون ہو
کہدیا نیچی نگاہون سے مکرتے کیون ہو

زلف کہتی ہی بکھر کر کسی رخ پر شب وصل
حشر تک صبح نہین ہونیکی ڈرتے کیون ہو

آپ ہی آئینہ مین دیکھئے اپنی صورت
مجھ سے کیون پوچھتے ہین آپ کے ڈرتے کیون ہو

جلوۂ حسن سے خود آنکھ جھپک جائے گی
رخ سے پردہ کو اٹھاتے ہوئے ڈرتے کیون ہو

فاتحہ میری لحد پہ نہ پڑھو پھیر کے منہ
مرنیوالے سے تم اب ناز یہ کرتے کیون ہو

اسکو دو پاس نزاکت ہی گلے سے تو لگاؤ
دل بیتاب ٹھہر جائیگا ڈرتے کیون ہو

گر نہ تھی غیر کے مرنے کی خوشی بھی تمکو
ایسی باتونکا بھلا ذکر ہی کرتے کیون ہو

بسملونکو ہی سدا تیری ملاحت کا خیال
یہ کہے کون نمک زخمو مین بھرتے کیون ہو

جان دے کوئی کس امید پر آخر ظالم
تو نے اتنا بھی نہ پوچھا کبھی مرتے کیون ہو

بدگمان کیون ہو مین پھر جان تمہین پر دونگا
میرے مردے کو جلاتی ہوئی ڈرتے کیون ہو

کشمکش مین نہ محبت کو تم اپنی ڈالو
دلکو میرے غم و اندوہ سے بھرتے کیون ہو

یاد عارض مجھے دیتی ہی شب غم تسکین
لو ابھی صبح ہوئی جاتی ہی ڈرتے کیون ہو

خاک قدمونسے جو لپٹنے کی بھی تو کیا ہوگا
تم مری قبر پہ آتے ہوئے ڈرتے کیون ہو

دل ہی بیتاب کہین تمکو اذیت تو نہو
دست نازک کو مرے سینہ پہ دھرتے کیون ہو

آپ ہی کرتے ہین وہ ترچھی نظر سے بسمل
آپ ہی پوچھتے ہین مجھسے کہ مرتے کیون ہو

یاس کہتی ہی وہ بگڑے ہین تو سب بگڑے ہین
پھر خوشامد ملک الموت کی کرتے کیون ہو

پھر تو دلکو ملاتا ہی گنہگارون کے
اسکی رحمت یہی کہتی ہی کہ ڈرتے کیون ہو

التجا موت کی بیکار ہی کہتی ہی امید
منتین اتنی انھین کی نہین کرتے کیون ہو

قہر کا توڑ تمہاری ہی نگاہون مین تو ہے
تم مرے سامنے آتے ہوئے ڈرتے کیون ہو

ہے تو سینے سے لگا لینے کا اک پہلو ہی
کیون کہون وصل کی شب اُٹھنی کہ ڈرتی کیون ہو

انکا تو رحم بھی خالی نہین بیدردی سے
پوچھتے بھی ہین تو یہ نازسے مرتی کیون ہو

جھوٹ سمجھے ہو اگر تم مرے مرنے کی خبر
گیسو وسنے تو یہ پوچھو کہ بکھرتے کیون ہو

کیا مری آہون نے تمنے بھی رسائی سیکھی
سبنکے ارمان مرے دم مین گذرتی کیون ہو

وہ بڑھاتے ہین مرے سوگ مین زیور اپنا
سادگی کے یہ اشارے ہین سنورتے کیون ہو

غزل نمبر ۱۷۰	پڑ گئی چوٹ محبت کی کہین دلپہ **فروغ** ٹھنڈی سانسین نہین رہ رہ کے یہ بھرتی کیون ہو	اشعار (۱۶)

غزل

زلفون مین آپکی دلِ اندوہگین نہو
مین جسکو ڈھونڈھتا ہون وہ ظالم کہین نہو

آئینہ مین خود اپنے مقابل تمہین نہو
اپنی نظر کا آپ نشانہ کہین نہو

شوخی حیائے نقشِ قدم سے ہی منفعل
چھپکر گیا ادھر سے کوئی شرمگین نہو

رکھتے بھی ہو وہ بات جو آئے نہ ذہن مین
کرتے بھی ہو وہ عہد کہ جسکا یقین نہو

دیکھو تو چل کے کوچۂ جانان کو واعظو
دُنیا مین جو ہے وہ ہی جنت کہین نہو

اقرارِ عشقِ غیر بھی وعدے کے ساتھ ہی
کسکا مجھے یقین ہو کس کا یقین نہو

آیا ہی آج حرفِ تمنا زبان پر
بھولے پہل کی بات پہ دیکھو نہین نہو

وعدے پہ قسمین کھا کے کہا منہ کو موڑ کر
اب بھی جو اعتبار کسی کو نہین نہو

غصہ کے پردہ مین ہے خوشی ہو نہ روزِ وصل
موجِ تبسم آپ کی چینِ جبین نہو

کرتے بھی ہو وہ عہد جو ناپایدار ہو
ہوتے بھی ہو خفا جو کسی کو یقین نہو

[illegible] حسن کے ہین ستارے ملے ہوئے
ممکن نہین فلک پہ دماغِ زمین نہو

دو دشمنون کے بیچ مین اک جانِ ناتوان
یارب یہ آسمان نہو یا زمین نہو

چھپی ہوئی نگاہ بھی کچھ کہہ رہی ہی اور
کیونکر عدو کی بات کا مجھکو یقین نہو

بارِ گران عشق مین لیکر ہوا ہون دفن
خم آسمان کی طرح سے پشتِ زمین نہو

جاتے ہو کیون کسیکی عیادت کو وقتِ نزع
نوکِ سنان کہین نگہہ واپسین نہو

ڈرتا ہون آسمان کو بھی تکتے ہوئے برا
یہہ بھی ستم شریک کسیکا کہین نہو

غزل ۱۷۱

قاصد ضرور آئیگا جا کر کسی کے پاس
یہ اے **فروغ** میرا دمِ واپسین نہو

اشعار (۱۴)

غزل

اے درد اگر مرا دلِ اندوہگین نہو
تیرا جہان بھر مین ٹھکانا کہین نہو

انکو گلے نہ ملنے کا حیلہ کہین نہو
میرا عدو مرا نفسِ آتشین نہو

رحم آنہ جائے موت کو مجھپر یہہ خوف ہی
بیمار آنکھ میری انکی دمِ واپسین نہو

چادر سے منہ چھپائے ہوئے ہی مزار بھی
قاتل مرے کوئی نگہہ شرمگین نہو

الفت سے نے تیری ہر رگ و پے مین اثر کیا
کیا ٹھیک درد ہجر کہ کہین ہو کہین نہو

شوخی کی لاکھ ادائین نثار اک حجاب پر
وہ آنکھ آنکھ ہی نہین جو شرمگین نہو

آئے وہ غم مرے دلِ اندوہناک مین
دنیا مین اور جسکا ٹھکانا کہین نہو

ڈرتے ہین آپ دیدۂ مشتاق سے عبث
حسرت بھری نظر نگہہ واپسین نہو

وہ حسن حسن ہی نہین جو ہو نہ دلفریب
وہ بات بات ہی نہین جو دلنشین نہو

وہ انکا دیکھنا وہ مرا دل کا تھامنا
برچھی لیے اٹھی نگہہ شرمگین نہو

جب درد اٹھا تڑپ گئے ہم اس خیال سے
جانیکا قصد دلسے ہمارے کہین نہو

اقرار اب تو کرتے ہین وہ عشقِ غیر کا
اے کاش انکی بات کا مجھکو یقین نہو

اے دوست اعتبار ترے وعدے کی یہہ ہو
گر اپنی زندگی پہ بھروسا [illegible]

جو خویش بھی ہو قوت بازو بھی ہو **فروغ**

کیا خوب مصطفےٰ کا وہی جانشین ہو

ردیف ہائے ہوز

غزل ۱۶۲ — غزل — اشعار (۱۲)

غصہ ہی کیون تمھین مری آہِ رسا کیساتھ
کچھ خیر ہی کہ لڑتے ہو اب تم ہوا کے ساتھ

دلسے دہوان نکلتا ہی آہِ رسا کے ساتھ
جسطرح ابر اُٹھتا ہی اکثر ہوا کے ساتھ

سنتی تھی قافلہ مین جو لیلی بگوش دل
آوازِ قیس آتی ہی بانگِ درا کے ساتھ

صحت ہو کسطرح ترے بیمار کو نصیب
پرہیز ہی اثر کو دعا و دوا کے ساتھ

مرنکی میری ہو جو خبر اُن کو کیا عجب
ہو جایئن دو قدم مرا لاشہ اُٹھا کے ساتھ

دیکھا ہی اسطرف جو کبھی مڑکے یار نے
بجلی گرائی ہی نگہہ سرمہ سا کے ساتھ

جھرمٹ مین خوبریو نکے رہتا ہی رات دن
تارون کا ہی ہجوم مرے مہ لقا کے ساتھ

دل کھولکے جو نالے شبِ ہجر مین کئے
ارمان سب نکل گئے آہِ رسا کے ساتھ

آہونسے میری یون ہوا برہم مزاجِ یار
جسطرح بوئے گل ہو پریشان ہوا کے ساتھ

دیکھا کبھی جو رنگ خزان کا بہار مین
سنبل کے ہوش اُڑ گئے بادِ صبا کے ساتھ

مین آہین سرد بھرتا ہون سو رہیے شوقسے
آئیگی نیند آپکو ٹھنڈی ہوا کے ساتھ

باقی رہیگا نام مرا حشر تک فروغ
ہی مجکو ادعائے تلمذ بقا کے ساتھ

غزل ۱۶۳ — غزل — اشعار (۱۰)

کیونکر نہ دلکو عشق ہو درد و الم کے ساتھ
ہی لطفِ زیست بھی اُنھین دو نونکے دم کے ساتھ

پانا تھا تمکو گورِ غریبان مین کیا ضرور
لپٹی ہوئی ہی تاک یہ کسکی قدم کے ساتھ

مانا رقیب ہی کو بھی خو تو اُن کی ہے
اچھا وہ دیکھتے تو ہین چشمِ کرم کے ساتھ

دیکھون نہ سوگوار اُنھین مرگِ رقیب مین
یارب نہ میرا عیش مبدل ہو غم کے ساتھ

اُٹھا تو میرے بعد وہ کہتے ہین غیر سے
بس خاتمہ وفا کا ہوا اُسکے دم کے ساتھ

بولے نقاب اُٹھا کے وہ عاشق کیوقت نزع
اچھا یہ آرزو بھی نکلجائے دم کے ساتھ

ہمراہ میرے غیر کو بھی قتل کرتے ہین
کیا لطف ہی ستم بھی ہی اُنکا کرم کے ساتھ

اُسکو وہ رنج دینگے مرے بعد اے رقیب
تیرا خیال بھی ہی اُنھین میرے دم کے ساتھ

کیونکر نکالون دل سے مین ارمان شبِ وصال
پالا ہی مدتون اسے ناز و نعم کے ساتھ

غزل ۱۷۲

لکھین گے ہم جنون مین بھی خطِ یار کو **فروغ**
گو ہاتھ بھی قلم ہون ہمارے قلم کے ساتھ

اشعار (۱۷)

غزل

پھرتا ہی میرے حلق پہ خنجر نظر کے ساتھ
کیا قطع ہو رہی ہی مروت بھی سر کے ساتھ

پھیری اگر نگاہ تو دل ٹوٹ جائے گا
وابستہ ہین امیدین بھی تارِ نظر کے ساتھ

سمجھا ہون آسمان کے ارادے کو خوب مین
قدمونپہ جھک رہا ہی ترے میرے سر کے ساتھ

خود درد کے بہانہ سے لیتے ہو چٹکیان
اچھا سلوک کرتے ہو قلب و جگر کے ساتھ

دم بھی تو ہو رہا ہی خفا مجھ سے ہجر مین
دُنیا پلٹ رہی ہی تمھاری نظر کے ساتھ

تنہا مرے سوا نہین کوئی فراق مین
ارمان دل کے ساتھ ہین سودا ہی سر کے ساتھ

دو بوند خون تیر سے تیرے کیا عزیز
اس جرم مین شریک ہی دل بھی جگر کے ساتھ

مٹنے سے دل کے مٹ گئے ناسور عشق بھی
کتنے ہی گھر تباہ ہوئے ایک گھر کے ساتھ

پیری مین داغِ عشق بھی دل کی طرح بجھے
گل ہو گئے چراغ بھی شمعِ سحر کے ساتھ

ہو شوخیِ نگاہ سے غافل نہ وقتِ ذبح
پلٹے کہین نہ تیغ بھی تیری نظر کے ساتھ

سمجھا ہون جو مین ہجر کی صبح شبِ وصال
پڑتی ہی موگری مرے دلبر جگر کے ساتھ

پہنچا سنے جاتی ہی اُلفن صبح شبِ وصال
نکلی ہی روح تن سے طلوعِ سحر کے ساتھ

کرنا نہ اعتبار تم اپنی نگاہ پر
ہی رستہ لے مرے قلب و جگر کے ساتھ

کب کہنے دیتے ہین وہ دم ذبح حالِ دل
باتین بھی میری کاٹتے جاتے ہین سر کے ساتھ

بھولو نہ اک فراق مین خوش قسمتی کا ہی
پلٹے زمانہ کاش تمھاری نظر کے ساتھ

کرتا ہی ذبح خاطرِ دشمن سے مجکو دوست
ہوتا ہی قطع رشتۂ اُلفت بھی سر کے ساتھ

ترچھی نظر کے اور ہی کچھ ڈھنگ ہین فروغ
مجروح ہوگیا مرا دل بھی جگر کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

غزل ۱۷۵ — **غزل** — اشعار (۲۰)

جلوۂ حسن ہی دلمین کہ محبت تیری
نظر آتی ہی اس آئینہ مین قدرت تیری

دل ہی سینہ مین مرا دل مین محبت تیری
کس حفاظت سے ہین رکھتا ہون امانت تیری

جیسے نور آنکھ مین بو گل مین صدف مین گوہر
یون نہان ہی دلِ شیدا مین محبت تیری

خوفِ محشر سے لحد مین بھی نہ لگتی مری آنکھ
نہ تھپک کر جو سلاتی مجھے رحمت تیری

جلوہ فرما مری آنکھون مین تصور تیرا
رونق افروز مرے دلمین محبت تیری

ذرہ ذرہ سے جھلکتا ہی ترا جلوۂ حسن
پتہ پتہ سے عیان ہوتی ہی قدرت تیری

دین و دنیا مین مری یاس نے کھویا تھا مجھے
آسرا مجکو دلاتی جو نہ رحمت تیری

نہ کوئی مجھ سا گنہگار نہ تجھ سا ہی رحیم
میری خصلت ہی بدی اے دوست وہ عادت تیری

جسطرح عاشق و معشوق گلے ملتے ہین
میرے دلسے یونہین لپٹی ہی محبت تیری

[illegible] مین سرشار ہوا ایسا اے دوست
دونو عالم کو بھلا دے مئے وحدت تیری

خاک اُس منہ مین نکلے جو ترے شکوے کیلئے ‌ ‌ وہ زبان قطع ہو جسپر ہو شکایت تیری

نہ مجھے کام تھا دُنیا سے نہ محشر سے غرض ‌ ‌ ہر جگہ ساتھ لیئے پھرتی ہے اُلفت تیری

اب بھلا آگ جہنم کی جلا سکتی ہے ‌ ‌ ہے گنہگار و نپے لپٹی ہوئی رحمت تیری

آنکھ مین ہے ترا جلوہ کہ جہان مٹھی مین ‌ ‌ بھر آئی کو زبان مین یا دل مین محبت تیری

حشر مین دو دھر سے وسیلے مین گنہگار و نکے ‌ ‌ ہے شفاعت ترے محبوب کی رحمت تیری

سوز الفت سے نہین پڑتا ہے چھالا اے دوست ‌ ‌ گھر بنا تی ہے مرے دلمین محبت تیری

ہوئی بیقدرون کی یہ قدر زہے شان کرم ‌ ‌ ٹوٹی پڑتی ہے گنہگارونپہ رحمت تیری

جوشش فصل بہاری مین ترے حسن کا جوش ‌ ‌ ساغر گل مین لبالب ہے مئے وحدت تیری

جب کیئے ظلم حسینون نے خدا یاد آیا ‌ ‌ کھل گئی عشق مجازی سے حقیقت تیری

اشعار (۱۸)	خالق نور ہے تو خاک کا ذرہ ہے **فروغ** تاب کب ہے اُسے جو کر سکے مدحت تیری	غزل ۱۷۶

غزل

آیا جو سامنے مرے چشم پُرآب سے ‌ ‌ ٹکڑے اُڑا دیئے موج ہوا نے سحاب کے

سرکا دیئے ہوا نے جو گوشے نقاب کے ‌ ‌ تیور بدل گئے نگہ پر حجاب کے

ہیکل بھی ڈر کے اُنکے گلے سے لپٹ گئی ‌ ‌ دیکھے جو دونوں دل پر اضطراب کے

سونے مین کچھ خبر نہ دوپٹہ کی بھی رہی ‌ ‌ آفت بپا کرینگے یہ انداز خواب کے

اُترتی نہین ہے گرد دیا ہے شہسوار حسن ‌ ‌ اُٹھکر زمین لیتی ہے بوسے رکاب کے

سینہ پہ ہاتھ آپنے رکھکر غضب کیا ‌ ‌ سب حوصلے مٹے دل پُراضطراب کے

گر دیکھتا نہ تیری تلون مزاجیان ‌ ‌ کیون سیکھتا زمانہ یہ ڈھنگ انقلاب کے

ہوتی نہ صلح داغ دل و آفتاب مین ‌ ‌ پڑتے اگر نہ بیچ مین پردے سحاب کے

گرتی نہین سحر کو شعاعین مزار پر ‌ ‌ غم مین ہمارے بال نکلے آفتاب کے

نیچی نظر سے بھی نہ چھپا سینے کا اُبھار
پردے بھی گو بڑے نگہہِ پرحجاب کے

مسکی ہوئی قبا سے ہے دامانِ شوق چاک
اب اور کیا ارادے ہیں جوشِ شباب کے

وہ سینہ تان تان کے چلیسنا حضور کا
وہ ولولے مرے دلِ پرضبط اب کے

گوشے ہوا سے اُڑتے ہیں لائے نہ تاب حسن
دیکھو رہے نہ ہوش ٹھکانے نقاب کے

دلکو وفورِ شوق سے کب وصل میں ہے چین
تسکین قلب میں بھی ہیں ڈھنگ اضطراب کے

آیا ہے برق کے جو تڑپنے پہ اُن کو رحم
اُب رنگ دیکھنا دلِ پراضطراب کے

بہلے گا دل لحد مین نکیرین سے زرا
ترسے ہین مدتوں سے سوال و جواب کے

بیتاب ہو سے قطرۂ سیماب ہے ہر اشک
ٹوٹے ہین آبلے دلِ پراضطراب کے

اشعار (۱۸)	وہ سو رہے ہین چین سے کیا جانین اے **فروغ** بےچین کسکو کرتے ہین انداز خواب کے	غزل عہ ۱۵۵

غزل

جب اُنکے دلمین ولولے آئے شباب کے
شوخی نے بڑھ کے پردے اُٹھا دیے حجاب کے

آنکھین ہین بند نشہ ہین جوشِ شباب کے
ہین اُنکے جاگنے مین بھی انداز خواب کے

ٹھہرے نہ ہائے کچھ بھی کسیکی نظر مین ہم
قربان جائیے اثرِ اضطراب کے

کیا آفت آئی دیکھیے اس چشم شوق پر
کچھ کھو رہے ہین کان مین گوشے نقاب کے

سوتے ہین اینٹھ اینٹھ کے کیا کیا شبِ وصال
ہین خواب مین بھی ڈھنگ غرورِ شباب کے

آنکھونکی پتلیون نے سکھایا ہے جھُک کے کیا
وہ بنگئے جو وصل مین پتلے حجاب کے

سینہ نے بھی اُبھر کے اُٹھایا سرِ غرور
ابتو کچھ اور ٹھٹھے ہین تیورِ شباب کے

تیوری چڑھا کے پھول چڑھاتے ہین قبر پر
ہے رحم بھی لیے ہوئے پہلو عتاب کے

داغِ جگر شگفتہ ہوئے آہِ سرد سے
ٹھنڈی ہوا سے پھول کھلے ہین گلاب کے

سنبھلا نہ اک زرا سا دوپٹہ بھی تمسے جب
ٹوٹے سب آبلے مرے دل پراضطراب کے

آیا تھا ایکدن مرے رونے پہ اُس کو رحم
تھمتے نہین ہین آجتک آنسو سحاب کے

اے موت جنکو بات بھی کرنا تھی ناگوار
اب وہ امیدوار ہین مجھسے جواب کے

سینہ اُبھار اُبھار کے دریا کی سیر کی
وہ بھی سمجھ گئے کچہ اشارے حباب کے

پردے مین لو کے ہر غم ساقی ہین منتشر
رندو نہین جو اس ٹھکانے شراب کے

بڑھ بڑھ کے لے رہی ہین بلائین نگاہ شوق
ہین کچہ سلامتی سے نئے طور خواب کے

کیا جانتا تھا غیر کی میت پہ جاتے ہین
مین شاد تھا کہ بند کھلے ہین نقاب کے

آخر کو میری لاش نہ اُنسے سنبھل سکی
پہلو لیئے ہوئے تھا جو غم اضطراب کے

غزل ۱۸۵	بجلی تڑپ کے چرخ سے گرتی نہین **فروغ** قربان ہوتی ہی دل پُر اضطراب کے	اشعار (۱۲)

غزل

سُنکے میرا حال غم آزردگی کا ہیکو تھی
دل کا شکوہ تھا شکایت آپکی کا ہیکو تھی

وصل مین لڑنا تھا تو چھیڑ کی کا ہیکو تھی
غیر کے سر کی قسم پھر ہمکو دی کا ہیکو تھی

مجکو اُلفت اس سے تھی لکھتے ہین میری قبر پر
کوئی لکھدے جھوٹ لکھتے ہو کبھی کا ہیکو تھی

بن کے دیوانہ ہوا ہون اُس پری سے ہمکلام
یہ بھی تھی اک بات از خود رفتگی کا ہیکو تھی

اک تمہارا نام رہتا ہی مرے لب پر مدام
بات اک میری کبھی تمنے سُنی کا ہیکو تھی

گو بُرائی سے سہی ذکر اُنسے تو میرا کیا
اے عدو یہ دوستی تھی دشمنی کا ہیکو تھی

وصل مین روٹھے تھے وہ میرے منانیکے لیئے
اک لگاوٹ یہ بھی تھی آزردگی کا ہیکو تھی

باغبان اُس گل کا شوق دید کیون نرگس کو تھا
آنکھ اس کمبخت کی حسرت بھری کا ہیکو تھی

ہائے وہ اگلے زمانے کی وفا ای بیوفا
ہان ترے نزدیک تو سچ ہی کبھی کا ہیکو تھی

اک ادا تھی یہ بھی تا اور کوئی جان دے
سوگ مین میرے کیسی سادگی کا ہیکو تھی

مار ڈالا یار کی تیغِ تبسم نے سبھے
ہائے اک میٹھی چھُری تھی یہ ہنسی کا ہیکو تھی

کیون چراغ داغ روشن تھے جو وہ دلمین نہتھا | اس اندھیرے گھر مین پھر یہ روشنی کاہیکو تھی

غزل ۱۷۹ — رنج اعدا نے دئے بعد نبی کیا کیا فروغ / اسقدر اُنکو علی سے دشمنی کاہیکو تھی — اشعار (۱۴)

غزل

تھی نظر اُنکی ادھر اور اُدھر کیا کرتے | ہم اگر دل کو چھپاتے تو جگر کیا کرتے
جل گئی رشک کی انپر بھی چھری وصل کی شب | بیچ اوٹھتے جو نہ مرغانِ سحر کیا کرتے
تیغ کے پورے نہ پڑنے کا گلا اٹھا آکے ترک | اور فریاد لبِ زخم جگر کیا کرتے
رکھتے ہین پردمین شوخی کے انھین بھی بین | میرے نالے تھے نہ اتنا بھی اثر کیا کرتے
غیر سے آپ بگڑ کر نہ ملے خوب ہوا | منہ کو پھیر اٹھا جدھر سے پھر اُدھر کیا کرتے
اعتبار آپ کے وعدہ کا بھلا کسکو تھا | دل غمگین کی تسلی نہ مگر کیا کرتے
تنی او چھپا ہمکو کوئی تیغ لگاتا اے ترک | ہنس نہ پڑتے جو مرے زخم جگر کیا کرتے
آگیا رحم انھین پہ بیدر رہتے ہین آنسو | اور احسان مرے دیدۂ تر کیا کرتے
کبھی پھر رنج نکلے نہ ارمان شب وصل | کبھی یہ فکر کہ پھر بار دگر کیا کرتے
وصل کے روز ہمین خوب ہوا موت آئی | دن بھی اچھا تھا نہ کرتے جو سفر کیا کرتے
آپ کھاتے تھین ہر بات پہ جھوٹی قسمین | یہ تو کہئے جو نہ یہ تامر اسر کیا کرتے
نہ اختر بھی لیے ساتھ ہمارا اُن کا | دیکھنا تھا ہمین چھپتے وہ کدھر کیا کرتے

غزل ۱۸۰ — اے فروغ آپنے ہنس ہنس کے گذاری شب غم / شمع کی طرح سے رو رو کے بسر کیا کرتے — اشعار (۱۹)

غزل

گئے قلب مضطر کو ملتے ہوئے | نئی چھیڑ کی راہ سے چلتے ہوئے
الٰہی نہو غیر کے گھر کا قصد | سے چلے ہین وہ گھر سے ٹہلتے ہوئے

کبھی دلمین آئے بھی تو اسطرح
کلیجے کو چٹکی سے ملتے ہوئے

یہ ارمان نکلنے سے بھی تھی سیر کمند
کہ دیکھا نہ دم بھی نکلتے ہوئے

غضب ڈھا رہی ہین نگاہین تری
رکین گے نہ یہ تیر چلتے ہوئے

حنا کب ہی مانع مری لاش پر
چلے آئے ہاتھ ملتے ہوئے

نکالے تو انسے حسن یون اُنکا نام
جو شرمائے گھر سے نکلتے ہوئے

قیامت کا ہی شوخ تیرِ نظر
ارے مجھپر آہی یہ چلتے ہوئے

مرے قتل پر تیغ کو پھینک کر
چلے آر تیوری بدلتے ہوئے

کیا قتل بھی مجکو روتے بھی ہو
تماشے ہین نعرے یہ چلتے ہوئے

تھمینگے بھلا نالۂ پُر شرر
رکین گے یہ شعلے نکلتے ہوئے

دوپٹے کا کچھ ہوش تمکو نہین
کلیجہ بھی ملتے ہو چلتے ہوئے

وہ فرقت ہی کا دن تھا اے روزِ حشر
نہ دیکھا کبھی جسکو ڈھلتے ہوئے

ملے کس محبت سے وقتِ وداع
کیا وار اک اور چلتے ہوئے

ستم سے بھی وہ ہاتھ اُٹھانے لگے
جو دیکھا مرا دل بہلتے ہوئے

اُٹھائے ہین سر دل کی بیتابیان
اُٹھین دیکھ کر تنکے جلتے ہوئے

ذرا پچلین تھم کے احباب لاش
کہ ہین ساتھ وہ بھی ٹہلتے ہوئے

مرا دل بھی ہی راستہ مین پڑا
کوئی ٹھوکر اسکو بھی چلتے ہوئے

اشعار (۱۹)	ہوئی کم نہ بیتابیِ دل فروغ دوپٹہ بھی دیکھا سنبھلتے ہوئے	غزل نمبر ۱۸۱

غزل

وہ ماہ آئے جو یہ دن تمام ہوجائے
خدا کرے کہین جلدی سے شام ہوجائے

شرخ آفتاب سے ہے ماہِ تمام ہوجائے
جو زلف کھولے ہوئے انکو تو شام ہوجائے

چمن میں دورِ مئے لالہ فام ہو جائے
وہ پھول دے ہمیں ساقی کہ نام ہو جائے

کلیم اگر ترا محوِ کلام ہو جائے
تو حسن دیکھ کے یوسف غلام ہو جائے

جہان ہو ظلمت و کفر و نفاق سے خالی
الٰہی اب تو ظہورِ امام ہو جائے

بنا کے دوش پر اے ماہ چھوڑ دے گیسو
سحر سے آج ہم آغوش شام ہو جائے

وہ گل ہو باغ ہو دورِ شراب ہو ہم ہوں
بہار آئے تو یہ اہتمام ہو جائے

نچھوڑ کشتۂ تیغ نگاہ کو بسمل
لگا وہ ہاتھ کہ قصہ تمام ہو جائے

ہمارے خانۂ دل کو خدا جو دے حرمت
ابھی یہ بتکدہ بیت الحرام ہو جائے

بغیر ساقیِ مہوش نہ جام منہ سے لگائیں
مئے حلال بھی ہمکو حرام ہو جائے

ابھی وہ آئیں نہ آئیں ہی اختیار نہیں
یہ رسم و راہ بپیام و سلام ہو جائے

جو مو بمو ہو بیان سرگذشت گیسوئے یار
تو اختصار میں طول کلام ہو جائے

ہزار قتل ہوں اے ترک لاکھ شیدا ہوں
چھٹے جو بھیڑ تو اور اژدہام ہو جائے

ہمارے دل کے پھپھولے سے کیا انہیں نسبت
ہو ایک آبلہ گردوں تمام ہو جائے

کھلے یہ عقدہ دہن کا جو بوسہ مانگیں ہم
نہیں سکوت ہو یا ہم کلام ہو جائے

تمہاری ابرو دونوں کے بیچ جو مل کے چلیں
تو ایک اور دو پیکر سہام ہو جائے

خدا کی شان ہی ایک نور سے تو پیدا ہوں
کوئی رسول ہو کوئی امام ہو جائے

تمہاری زلف کے کوچے میں دن کو راہ نہیں
پڑے جو بھول کے چھایا میں شام ہو جائے

فروغ مہر جو استاد کی ہو ذرہ بھی
فروغ نظم ثریا نظام ہو جائے

غزل ۱۸۲ — اشعار (۲۱)

غزل

غیر و نمیں چہرے پر نقاب بھی ہے
بیحجابی بھی ہے حجاب بھی ہے

آنکھوں میں نیند بھی حجاب بھی ہے
منہ چھپائے کسی کا خواب بھی ہے

وعدہ کرتے بھی ہین مگر جھوٹا — دلکو تسکین بھی اضطراب بھی ہے

نیچی نظرونسے کب ہین بے پردہ — منہ پہ ہلکی سی اک نقاب بھی ہے

ہو نہ غصہ ہین جامہ سے باہر — واہ کچھ شرم کچھ حجاب بھی ہے

منہ بھی کھولے ہین غازہ بھی ہے ملا — رُخ دبے پردہ بھی نقاب بھی ہے

حسن رُخ کی چمک نے کام کیا — منہ کھلا بھی ہے اور نقاب بھی ہے

تیوریان قہر پر چڑھائے ہین — رحم کے ساتھ کچھ عتاب بھی ہے

وصلین ہے قرار بھی دل کو — اور کمبخت اضطراب بھی ہے

ڈھانکتے ہین وہ میری لاش پہ منہ — رنج کے ساتھ کچھ حجاب بھی ہے

بے سبب تنکے وہ نہین چلتے — سر اُٹھائے ہوئے شباب بھی ہے

نشہ حسن سے نہین بند آنکھ — قید شوخی بھی ہے حجاب بھی ہے

بولے وہ نامہ بر کو دیکے سزا — خط کا اُسکے یہی جواب بھی ہے

تیرے ہر ناز ہین ہزار ستم — ان جفاؤن کا کچھ حساب بھی ہے

مجکو آتی ہے اس حیا پہ ہنسی — کچھ بھلا یاد حال خواب بھی ہے

کچھ نہ ٹھہرے کسیکی نظرونمین — دشمن اے شوق اضطراب بھی ہے

وہ سوال وصال پر چپ ہین — اب مری بات کا جواب بھی ہے

وصلین ہین لڑائیان بھی نئی — پاس بیٹھے بھی ہین عتاب بھی ہے

تم مرے دلکو کیا سمجھتے ہو — یہی پتھر یہی حباب بھی ہے

دو قدم ہو لو ساتھ میت کے — مجھپر احسان بھی ہے ثواب بھی ہے

غزل ۱۸۳	کچھ نگاہوں مین شوخیان ہین فروغ کچھ کسی دل کا اضطراب بھی ہے	اشعار (۱۱)

غزل

غزل

مزا ہی ہم ہین گلشن ہی ہمارا یارِ جانی ہی
شب مہتاب ہی دورِ شرابِ ارغوانی ہی

مریضِ ہجر کو اسے یار ایسی ناتوانی ہی
بدن پر جامۂ ہستی بھی اک بارِ گرانی ہی

ہرے ہو جائین زخمِ دل جو اپنے ہو محبت کی
دوپٹہ آجکل اوڑھا ہمارے گل نے دھانی ہی

یہ کہنا یار سے رو رو کے دلمین درد اٹھتا ہی
نہ اسکو بھولنا قاصد یہ پیغامِ زبانی ہی

عوض لطف و کرم کے دو فلک کے اس زمانہ مین
جفا ہی جور ہی بیداد ہی ایذا رسانی ہی

مے گلگون ہی ساقی ہی چمن ہی یار ہی ہم ہین
وہ لطف بادہ خواری ہی کہ عیشِ زندگانی ہی

ہمارے تلوے چھد چھد کر ہوئے غربال کانٹونسی
تری فرقت مین اے گل دشت کی یون خاک چھانی ہی

بجسِ مردن دکھایا اوج اپنا خاکساری نے
لحد پر آسمان نے چادرِ مہتاب تانی ہی

ہمین بوسہ دہن دیکے چھپکے سے وہ کہتے ہین
اسے افشا نہ کرنا تم کہ یہ رازِ نہانی ہی

تجھی کو جان دیتے ہین تجھی کو پیار کرتے ہین
مری جان تیرے ہی باعث سے اپنی زندگانی ہی

اشعار (۲۴)	**فرد** اللہ رکھے آنکھو وہ ہون اور دُنیا ہو عجب نام خدا جوبن ہی کیا حسن جوانی ہی	غزل عدد ۱۸۴

غزل

کب توڑ کر جگر کو مرے دلمین راہ کی
رکھی ہی بات آپ کے تیرِ نگاہ کی

ظلمت کو بھی جگہ نہین ملتی پناہ کی
اللہ ری تیرگی مرے روزِ سیاہ کی

حسن انکا آئنہ مین جو دکھلا دیا انھین
لینے سے لگے بلائین وہ میری نگاہ کی

وہ آتے آتے گھر مرے ہو بیٹھے عدو کے گھر
یہ گردش فلک ہی کہ گردش ہی راہ کی

عشاق ہلائے کھتے ہین جسکو شب فراق
ہم چاہین تو ہو نہ تری زلفِ سیاہ کی

وہ سر جھکائے بیٹھے ہین صبح شبِ وصال
پوچھے کوئی کہان گئی شوخی نگاہ کی

خوش ہون سوال وصل پہ کاٹو مری زبان
ہوگا مزا مزا ہین بھی ایسے گناہ کی

نشہ کیا کیا تری رحمت نے روزِ حشر
ہوتی ہی بیگنا ہون حسرت گناہ کی

کیا اس سے یہ غرض ہی کوئی بان بھی نہ دے
کیون تمنے میری لاش پہ حالت تباہ کی

…ے حشر پڑھ سکے نہ کوئی تا دمِ حساب
فردِ گناہ اس لیئے ہمنے سیاہ کی

…کھو نہین اُنکی شرم شبِ وصل چھُپ رہی
پائی کوئی جگہ نہ کہین جب پناہ کی

…پائی شبِ فراق نے کچھہ زلفِ یار نے
اب تیرگی بڑھی مرے بختِ سیاہ کی

…ل بڑھنے کا عدو کے کہین یہ سبب نہو
کیون میرے غم مین آپنے حالت تباہ کی

…یت مری اُٹھاؤ اب آنسو بہا چکے
مٹی کرو خراب نہ مجھہ بے گناہ کی

جلتے ہی جی زمین ملاتی ہی خاک مین
اُڑتی نہین یہ راہرو و گردِ راہ کی

کیون قطع کر رہے ہین مرے ہاتھ و …مین
تبلائین تو کہ ہی یہ سزا کس گناہ کی

…بھی یہ خفگیان ہین نئی یہ لڑائیان
کرتے ہین ظلم بھی ہین ضد بھی نباہ کی

پھر ناز کیجیے گا حضور اپنے حسن پر
تعریف پہلے کیجیے میری نگاہ کی

ہو سامنا رقیب کا یارب نہ روزِ حشر
پھرتے ہین وہ تلاش مین اپنے گواہ کی

ٹھکرا کے میری قبر وہ کہتے ہین ناز سے
سمجھے تھے تم یہ کوئی جگہ ہی پناہ کی

ہین در پہ سر پٹکتا ہون اُسنے کہے یہ کون
کچھہ آپنے حضور ادھر بھی نگاہ کی

یارب فراقِ یار کی صورت نظر نہ آئے
یہ تیرگی بڑھے مرے روزِ سیاہ کی

تمنے نظر جو پھیر لی سب ہی سے پھر گئے
کیا گردشِ زمانہ تھی گردش نگاہ کی

اشعار (۳۶)	آتا ہی مجکو رشک شبِ غم سے اسے فروغ تقلید کرتی ہی کسی زلفِ سیاہ کی	غزل نمبر ۱۸۵

غزل

چشمِ تر بال پریشان یہ حالت کیا ہی
یون مری لاش پہ آنے کی ضرورت کیا ہی

ضعف تو ضعف نزاکت پہ بھی حرف آتا ہی
اب کبھی مجھہ سے نہ ملنا تری حالت کیا ہی

ایسی صورت نظر آئی کہ قیامت آئی
کم نہین مجھہ سے کسی طرح رقیبونکا بھی حال
یاد رہجائینگی بیدرد جفائین تری
جو مین کہتا ہون وہ سُن لیتے ہین صبح شب وصل
حال دل اُس سے کہون کیا جسے معلوم نہو
نسہی بوسہ بلا مین سمجھے لے لینے دو
آنکھہ شوق سے پوچھہ دلِ پُر ارمان سے
فلک تجھے کو بھی نہ تربت پہ مری رکھو ہاتھ
آپ ہی ترچھی نگاہونسے کیا ہی بسمل
کھولنا آنکھہ کا بھی ضعف سے اب مشکل ہی
اُسکے قبضہ مین ہی دل جسمین ہی وہ آفتِ جان
اک زرا مجکو کلیجہ سے لگا لینے دو
خوش ہون مین وہ نہین کرتے جو گلا دشمنکا
کاش سمجھائے مرے بعد نزاکت ہی انھین
اُنکا غصہ بھی ہی یہ حسنِ طلب پر مبنی
دل ہی بے چین کہ آنکھومین تڑپ کر آؤن
دیکھکر آئنہ مین عکس کو اپنے خوش ہین
دیکھتا ہو نہ کوئی خواب مین بھی جوشِ شباب
اثرِ آہ کا ممنون ہو کب تک کوئی
نہین ہیکل کو لگائے ہی جو سینہ سے کوئی
وصل مین آپ نہ شرمائین کہ خوش ہین یہ بھی

ایک آفت ہی یہ کمبخت طبیعت کیا ہی
رحم کرنے کی مین کہتا ہون ضرورت کیا ہی
کٹ ہی جائیگی کسی دن یہ مصیبت کیا ہی
اب نکلتا نہین منہ سی تری قدرت کیا ہی
آرزو نام ہی کس چیز کا حسرت کیا ہی
تم بتاؤ تو سہی اس مین قباحت کیا ہی
اب مین کیا تمسے بتاؤن مری حسرت کیا ہی
اب تسلی کی تشفی کی ضرورت کیا ہی
آپ ہی پوچھہ رہے ہین تری حالت کیا ہی
ہائے پوچھا بھی کبھی سُنکے تری حسرت کیا ہی
حالِ دل کہنے کی پھر ہمکو ضرورت کیا ہی
پھر نہ پوچھوگے کبھی تم کہ محبت کیا ہی
جس سے الفت ہی نہین اُس سے شکایت کیا ہی
ظلم سے ہاتھ اُٹھانے کی ضرورت کیا ہی
کہہ رہے ہین کہ ترے دلکی حقیقت کیا ہی
اک قیامت ہی تری چاند سی صورت کیا ہی
ہم بھی سینہ سے لگالین تو قباحت کیا ہی
ورنہ اینڈاینڈ کے سونیکی ضرورت کیا ہی
یوہین آؤ جو مرے گھر تو قباحت کیا ہی
پھر دوپٹہ سے چھپانیکی ضرورت کیا ہی
پھول ہارونکے جو پہنتے ہین قباحت کیا ہی

دامنِ شوق کو پھیلائے ہون مین بھی وصل
کوئی اتنا نہین کہتا تری حاجت کیا ہی

وصل کی شب ہی چھپائے ہوئے آنکھین کوئی
بستر ناز کو پھولون کی ضرورت کیا ہی

قتل کرنیکو کلائی کی لچک کافی ہے
دست نازک کو ترے تیغ کی حاجت کیا ہی

آنکھین پھرنے پہ دمِ نزع خفا کیون ہو کوئی
مرنیوالے کو خوشامد کی ضرورت کیا ہی

عکس گیسوئے سیہ فام بھی ضایع ہوا
سرمہ کی چشمِ فسون ساز کو حاجت کیا ہی

غزل ۱۰۶	جو سُنے تھام لے دل اپنا مزا جب ہی **فروغ** ورنہ پھر شعر ہی کہنے کی ضرورت کیا ہی	اشعار (۱۰)

غزل

لکھنؤ گلزار تھا لیکن فضا جاتی رہی
پھول مرجھانے لگے نشو و نما جاتی رہی

صوت نالہ صورتِ بانگِ درا جاتی رہی
کان مین لیلی کے مجنون کی صدا جاتی رہی

شمع سوزان قبر پر بعدِ فنا جاتی رہی
بیکسو پر تھی چار آنسو بہا جاتی رہی

مجکو شرمندہ کیا کیا سخت جانی نے مری
بارہا سر سے یار کی تیغ جفا جاتی رہی

کیا ہوا وہ زندگی مین تھا جو ربط و اتحاد
اُلفت تن روح کو بعد فنا جاتی رہی

بس لئے گھر سے نکلنا شب کو چھوڑا آپنے
چاندنی کی سیر بھی اے مہ لقا جاتی رہی

گیسوئے پیچان کا سودا ہوتے ہوتے رہگیا
سر سے آفت ٹل گئی آئی بلا جاتی رہی

سوز غم سے باغ مین کیا کیا جلا بلبل کا دل
آتشِ گل روز پھر کا نے صبا جاتی رہی

عاشقون کے خون مین ڈوبے نہین مدت سے ہاتھ
اے صنم وہ شوخیِ رنگِ حنا جاتی رہی

غزل ۱۰۷	اے **فروغ** آئے نہ وہ ہم ہجر مین تڑپا کئے تھی کشش دلمین جو مثل کہربا جاتی رہی	اشعار (۷)

غزل

یونہین ہجر کی شب بسر ہو گئی
کہ گن گن کے تارے سحر ہو گئی

جو دیکھا کبھی آنکھ بھر کر انھین — ہنسی آئی نیچی نظر ہو گئی
وہ پہلو سے اُٹھے تو حالت مری — بس اکدم مین نوعِ دگر ہو گئی
یہ ہوتا ہی ظاہر شبِ وصل مین — سرِ شام ہی سے سحر ہو گئی
کیا وعدۂ وصل آئے نہ وہ — تڑپتے ہمین رات بھر ہو گئی
شبِ وصل مین وہ یہ کہکر اُٹھے — وہ بولا موذن سحر ہو گئی

غزل ۱۸۸ — شبِ وصل مین وہ نہ اُٹھے فروغ / جگاتے جگاتے سحر ہو گئی — اشعار (۱۰)

غزل

مسیحا بڑھ گئی ہی حرص یہ بیمارِ اُلفت کی — تمنا رنج پر ہی رنج کی حسرت پہ حسرت کی
ہمیشہ اسے تیور رہتے ہو خواہانِ جانِ عاشق کے — خدا کیواسطے کچھہ انتہا بھی ہی عداوت کی
یہ اُلٹی بات دیکھی ہمنے عالم کے حسینون مین — عدو سے جان ہو اپنا وہی جس سے محبت کی
تمہارے عشق مین ہمنے نئی دُنیا بسائی ہی — فلکِ دودِ جگر کا ہی زمین گردِ کدورت کی
نہین ہی ناتوان مجھہ سا جہان مین دوسرا کوئی — نہ آئے گر یقین سیلے تو قسم اپنی نزاکت کی
مری جان ایک بوسہ کی حقیقت کیا بھی دیدیجے — ذرا سی بات پر عاشق سے ناحق تمنے حجت کی
فروغ ظاہری یہ بعدِ مردن بھی کیا حاصل — چراغِ زیست کو گل کرکے روشن شمعِ تربت کی
فراقِ مہروش مین حال ہی یہ سوزشِ دل کا — شرر مین آہ کے گرمی ہی خورشیدِ قیامت کی
درازی مین نہین کم ہجر کا دن روزِ محشر سے — فراقِ یار کی راتین بھی ہوتی ہین قیامت کی

غزل ۱۸۹ — غزل گوئی کا شغل اک تھوڑے عرصہ سے جو چھوٹا ہی / بتاؤ اے فروغ اب وہ روانی ہی طبیعت کی — اشعار (۲۰)

غزل

بلا کے شوخ اُنکی چال کے انداز سارے تھے — قیامت اور یہ آفت کہ سینہ بھی اُبھارے تھے

جو سچ پوچھو تو ہمکو غیر تم سے بڑھکے پیارے تھے
کہ تم عاشق تھے اُنپر اور ہم عاشق تمہارے تھے

ہوا زخمی جگر گھائل دل بیتاب کیا کہنا
یہ جوہر ان تمہیں کہ ظالم تیری آنکھوں کے اشارے تھے

دبایا دونکو سیرے دشمنیں لپٹا کے سینہ سے
ستم بھی اُنکے صورت کیطرح سے اُنکے پیارے تھے

شریک بیخودی تھی ناتوانی بھی شب وصلت
نہ کچھہ دل ہی پہ قابو تھا نہ وہ بس میں ہمارے تھے

کسی سے صبح کو وعدہ نہو شک دلکو ہوتا ہی
کہ اُسنے وصل کی شب تا سحر گیسو سنوارے تھے

کلیجے میں جگہ دون میں جو پاؤن ان نگاہوں کو
میسر جنکو تیرے چاند سے رخ کے نظارے تھے

اگر یہ جانتا تو غیر سے کرتا محبت میں
وہ میرے دوست کیا ہو مرگئے دشمنکے پیارے تھے

کسیکے خواب میں جانیکا کیا شب کو ارادہ تھا
یہ زلفیں کیون بنائیں تھیں یہ گیسو کیون سنوارے تھے

اثر ہو غیر کی فریاد میں یہ ہو نہیں سکتا
وہ بہر ہائے ہوے دل کیون مرے گھر سے سدھارے تھے

میں احسان وصل کی شب کا نہ مانا ہی نہ مانونگا
نکالے تھے مرے ارمان یا گیسو سنوارے تھے

جگر قربان دل صدقے زرا آنکھیں اُٹھاؤ تو
جنھیں میں تیر سمجھا ان نگاہوں کے اشارے تھے

بتادو کیا سمجھتا راہ میں دشمن جو مل جاتا
جھکائے شرم سے آنکھیں مرے گھر سے سدھارے تھے

لب دریا کھڑا ہونا ہی کیا تھا تمکو تن تنکر
جبھی بیتاب موجیں تھیں حبابوں میں اشارے تھے

نہیں خالی خطا سے ان حسینوں کی ادا کوئی
بگاڑے تھے ہزاروں گھر یہ گیسو جب سنوارے تھے

وہ روٹھے پھیر سے نے پر آنکھیں وقتِ نزع عاشق
نہ سمجھو خاک بھی جو مرنیوالیکے اشارے تھے

نہ وعدہ ہو رقیبوں سے یہ دھیان آتا ہی رہ رہکر
وہ کیون بیتاب ہو کر پھر مرے گھر سے سدھارے تھے

وہ اچھے خاک میں جنکو ان آنکھوں نے ملایا تھا
اُنھیں سے راہ میں نیچی نگاہوں کے اشارے تھے

چھپائے گرد کی چادر میں ہر نقش کفِ پا بھی
مرا دل کھو رہا ہی اسطرف سے وہ سدھارے تھے

غزل نمبر ۱۹	نہ کیونکر دوست رکھتا اے فروغ اللہ حیدر کو محمد اُسکو پیارا تھا محمد کے وہ پیارے تھے	اشعار (۱۶)

غزل

منفعل ہو کے گناہون پہ ہین رونیوالے
دامنِ حشر کو مجرم ہین بھگونے والے

جگر و دل ہین مری جان نکلے کھونیوالے
ناخدا ہین مری کشتی کے ڈبونیوالے

دل بھر آتا ہی تو رو لیتے ہین رونیوالے
گردِ غم آنسوؤن سے دھوتے ہین جو دھونیوالے

سُن جو پایا ہی کہ خواہش ہی ستم کی اُنکو
مہربان ہین وہ مرے حال پہ ہونیوالے

ابرِ رحمت ہی ترا اشکِ ندامت میرے
حشر مین نامۂ اعمال کو دھونیوالے

ڈر ہی کیا گورِ غریبان پہ جو تم سکھتے ہو
حشر کے روز بھی اُٹھین نہ یہ سونیوالے

جان دینا تو مرا خوش ہو نہین ضائع نہوا
تم سلامت رہو غم مین مرے رونیوالے

میری جان تم ہو زمانہ ہو فلک ہو کہ عدو
کبھی یہ دوست کسیکے نہین ہونیوالے

قلقلِ شیشہ سے دیکھ کے ساقی نے کہا
ہچکیان بندھ گئین یون روتے ہین رونیوالے

یون مرے قتل سے پردہ نہین ہونے والا
او مری لاش پہ منہ ڈھانک کے رونیوالے

ٹھرو لِلّٰہ مرے پاس نہ صبحِ شبِ وصل
اب یہان اور ہی سامان ہین ہونیوالے

یاد مین ایک بُتِ پردہ نشین کی اے عشق
ہجر مین ڈھانک کے منہ روتے ہین رونیوالے

اہلِ ماتم کو نہ بھا جائے یہ انداز ترا
او مری لاش پہ سر کھولکے رونیوالے

گدگدی کرتے ہین اب ہنس پڑو جب جانین
ڈھانک کے منہ کو پڑے وصل مین سونیوالے

لو دوپٹے سے وہ خود پوچھ رہے ہین آنسو
ہم نہ کہتے تھے بُرے ہوتے ہین رونیوالے

غزل ۱۹۱	غمِ شبیر مین ہین آج جو مغموم فروغ کل قیامت مین ہنسین گے وہی رونیوالے	اشعار (۱۰)

غزل

قضا کا سامنا ہی اُسپہ دل مائل ہمارا ہی
جسے ہم خوب سمجھے ہین کہ یہ قاتل ہمارا ہی

گِلا اب یاد ہی کوئی نہ شکوہ یاد ہی کوئی
شبِ وصلت مین محوِ حسن ایسا دل ہمارا ہی

قیامت مین خدا کے سامنے دیکھ او بُتِ کافر
ترے کشتے پکارین گے کہ یہ قاتل ہمارا ہی

رہِ اُلفت مین پیچ ہر دو جسے دلکو راہ ہوتی ہے
تمہارے دلپہ روشن ہو جو حالِ دل ہمارا ہی

اُسیکا عشق ہی بے موت مارا جسکی اُلفت نے
اُسی پر ہم تو مرتے ہین کہ جو قاتل ہمارا ہی

نہ وہ حسنِ جوانی ہی نہ وہ جوشِ جوانی ہی
نہ اب وہ دل تمہارا ہی نہ اب وہ دل ہمارا ہی

سوالِ وصل پر دین گالیان غیرونکے کہنے سی
نہ سمجھے آپ اتنا بھی کہ یہ قاتل ہمارا ہی

رہِ الفت مین جسکو دوست سمجھے تھے عدو نکلا
الٰہی کیا غضب ہی دشمنِ جان دل ہمارا ہی

ہمین مارا ہمارے دلنے اُس سفاک سی ملکر
جسے ہم دوست سمجھے تھے وہی قاتل ہمارا ہی

غزل ۱۹۲	تخلص ہی **فروغ** اے دلربا مشہور عالم مین لقب جو پوچھتے ہو عاشقِ بیدل ہمارا ہی	اشعار (۷)

غزل

ایکدم غافل نہین ہین نالہ و فریاد سے
تنگ آئے ہین بہت ہم اِس دلِ ناشاد سے

ذبح مجھ سا سخت جان ہو خنجرِ فولاد سے
یہ ہوا کارِ نمایان بازوئے جلاد سے

موسمِ گل مین جو آئی اُس سہی قامت کی یاد
ہم گلے مل مل کے روئے باغمین شمشاد سے

اضطرابِ دل سے ہی اتنا تو زلزل مین زمین
کانپ اُٹھین گے فلک بھی ایکدن فریاد سے

کیا کہا ہی آپسے غیرون نے فرمائین تو آپ
جھوٹ سچ کھل جائیگا خود آپکے ارشاد سے

دیکھکر حیران ہین آئینہ رُخسار کو
کیا کھنچے تصویر تیری مانی و بہزاد سے

غزل ۱۹۳	صورتِ خورشیدِ تابان اے **فروغ** اپنا کلام ہوگیا پُر نور حضرت اُستاد سے	اشعار (۱۴)

غزل

گردِ غم ہائے مرے دلمین غضب ڈھاتی ہی
آپکی یاد بھی مٹی مین ملی جاتی ہے

بیوفائی کی ادا تیری ستم ڈھاتی ہی
کسطرح لیتے ہی دل آنکھ بدل جاتی ہی

دیکھ تو لو گے غرض اتنی سی گستاخی سے
تمسے تو آنکھ بھی دکھلائی نہین جاتی ہی

ہی ترا پاس تری یاد کو اسے پردہ نشین
ویسے عاشق کے نکلتے ہوئے شرماتی ہی

ملتی جلتی ہی حسینون سے مری قسمت بھی
زلف کی طرح سے بن بن کے بگڑ جاتی ہی

ہنسنکے سکھتے ہین سگلے پر وہ ہجوم غم کے
خیر اچھا ہی طبیعت تو بہل جاتی ہی

ہرا و اسے تری پیدا ہی شب وصل حجاب
کیسی شرمائی ہوئی لب پہ ہنسی آتی ہی

نہ سہی لطف و عنایت ستم و جور سہی
جو ادا تیری ہی اے شوخ ہمین بھاتی ہی

پھول اُٹھا کر مرے سہرے کے وہ آنسو بھر لائے
پھر کہا ہمین تو کچھ بوئے وفا آتی ہی

کیا ہین کوسون بھی عدو کو تو نہ کچھ بولوگے
ہمکو تو بات بھی کرتے ہوئے شرم آتی ہی

ہائے کیون آپ مری لاش اُٹھانے آئے
ایک دُنیا اسی حسرت مین مری جاتی ہی

حشر مین بھی نہین جاتا ہی ترا پاس حجاب
ہمکو فریاد بھی کرتے ہوئے شرم آتی ہی

آپ نے خواب مین آنیکا جو اقرار کیا
ہجے نیند بھی کمبخت نہین آتی ہی

غزل ۱۹۴	ہم گنہگار پس مرگ بھی تربت مین فروغ منہ کفن سے ہین چھپائے ہوئے شرم آتی ہی	اشعار (۹)

غزل

مسیح بیمار ہجر تیرا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
اب اُنکا دم کا نہین بھروسا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کبھی ہی مضطر کبھی ہی نالان کبھی ہی گریان کبھی ہی خندان
ہین حالِ دل کیا کہون خدایا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

انکو کا سن ہی اُمنگ کے دن ہی اور اُٹھتی ہوئی جوانی
اُبھار پر اب ہی جوبن اُنکا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کبھی محبت کبھی عداوت کبھی ہی نفرت کبھی ہی رغبت
مزاج اُس بانیِ ستم کا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

جو کل تھا بوٹا سا قامت اُنکا تو آج ہی رشک سرو طوبےٰ
کہ باڑھ پر اب ہی قدِ بالا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کبھی گدا ہی کبھی تونگر کبھی ہی مفلس کبھی غنی ہے
جہان مین بھی حال آدمی کا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

بشر ہو یا حور ہو کوئی ہو کسی کا دُنیا مین اے پری رُو
نہ تلوّن مزاج ایسا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

بشر بھی پانی کا بلبلہ ہی کبھی تو پیدا کبھی فنا ہی
یہ بحرِ ہستی مین ہمنے دیکھا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی کچھ ہی

کبھی تو جوشِ بہارِ گل ہی خروشِ بادِ خزان کبھی ہی
فروغ نیرنگ باغِ دُنیا گھڑی کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

غزل

ادا ہین سوگ کی ظاہر ہوی ہین جوششِ غمسے
چھٹی ہی خود بخود ہاتونکی مہندی میرے ماتم سے

روان ہین بنکے روغن شک میری چشمِ پُر نم سے
حسینونکا چراغ حسن روشن ہی مرے دم سے

الٰہی خیر یہ انداز دیکھون کیا غضب ڈھائے
وہ سینہ تان کر اُٹھے ہین ہیے بزم ماتم سے

جنون کے جوش مین اب کس خوشی سے خاک اُڑاتی ہین
نہین معلوم وہ نیچی نظر کیا کھگئی ہم سے

مدد اے بیکسی دُشوار ہی فریاد بھی کرنا
کلیجہ منہ کو آیا ہی ہجوم حسرت و غم سے

کوئی دیکھے نہ کیون آئینہ لیکر حسن کو اپنے
محبت مین ہمارا حال کیون پوچھے کوئی ہمسے

مزا دکھلا گئی وہ ہلکی ہلکی چہرے کی سُرخی
کہ دونی حسن کی رونق ہوئی غصہ کے عالم سے

نہین فریاد میری بے اثر دل کوئی کیا تھامے
کہ اُن ہاتونکو فرصت ہی کہان عشرت کے ماتم سے

جفا وہ ہم پہ کرتے ہین دعا ہم اُنکو دیتے ہین
حسینونکو کوئی ظالم بنانا سیکھ لے ہم سے

عدو کے گھر سے یون جاتے ہین گھبرائی ہوئی زلفین
کوئی سمجھے کہ آتے ہین کسیکی بزم ماتم سے

وہ ہم پر وصل مین الزام بے رحمی لگاتے ہین
جو ہم کہتے تھے اُنسے اب وہ کہتے ہین وہی ہم سے

کچھ ایسا پاس غم ہے کشتۂ فرقت کا ہر سب کو
پتنگے بھی الگ رہتے ہین شمع بزم ماتم سے

محبت مین کوئی اس رشک سے سیکھے وراندازی
اسی نے کر دیا بدظن ہمین تمسے تمہین ہم سے

کسی کی حسرتین آ کے میرے دلمین نکلتی ہین
حسین چھپ چھپ کے ملنے کے طریقے سیکھ لین ہم سے

مجھی پر منحصر کیا رشک سے کوئی نہین خالی
کسیکا حسن بھی ملتا نہین خوبان عالم سے

غزل نمبر ۹۵	عنادل سے **فروغ** اخفائے رازِ عشق کیا ہوگا گلو لسے چھپ کے ملنا شبلو سیکھے کوئی شبنم سے	اشعار (۱۹)

غزل

عیان ہے رنگ بزم عیش میری محفل غم سے
ہر اک صحبت کی رونق ہے جدا ہمنین آپکے دم سے

یہ کیون چنگاریان اُٹھتی ہین نبض بسمل غم سے
حرارت ہمین کیا آئی تری تیغ شرر دم سے

الٰہی پھیلانکو اپنے گھر جاتے ہین وہم آئے
مرے گھر آئین وہ اُٹھکر عدو کی بزم ماتم سے

کہا مانا غیرت سے ترک محبت ہو گئی اچھا
ضرورت اس کی کیا ہم کیون ہین تم کیون کہو ہم سے

کسی کے تنکے چلنے کی ادائین کوئی کیا دیکھے
کہ مہلت سر اُٹھانے کی نہین ہے کثرت غم سے

خدا کیواسطے اب اُنکے منہ پر کیا کہے کوئی
مرے مرنیکا باعث پوچھتے ہین اہل ماتم سے

نگاہِ گرم غیرونکی نہین حسرت بھری نظرین
خنک ہو کر نکلتے ہین یہ میرے دیدۂ نم سے

کہین کا بھی نہ کمبخت اعتبارِ عشق نے رکھا
خطا کوئی کرے لیکن خفا ہوتے ہین وہ ہم سے

دعائین دینے مین اللہ کون ایسی بُرائی تھی
بس اتنی بات پر بدظن ہوا وہ ناسمجھ ہم سے

قیامت ڈھا رہی ہین ہاتھ اُٹھنی کی ادائین بھی
کبھی بیچین سینہ پر دوپٹے میرے ماتم سے

نفس کی گرمیون نے کر دیا اظہار اُلفت کا
تری تصویر آئینہ مین اب چھپنے لگی ہم سے

خدا جانے وہ کیون شرما گئے کیا اُنکو یاد آیا
جو دیکھا لپٹے پروانونکو شمع بزم ماتم سے

ہین صدقے کوئی کس امید پر روکے تمہین دیکھو
نہ پونچھے تمنے آنسو بھی کسی کی چشم پُرنم سے

بھری ہین شوخیان کیا رنگ کے بدلے مصور نے
تری تصویر بھی اے بیوفا کھینچی لگی ہم سے

نہین کچھ اور مطلب تننکے چلنے سے حسینونکا
اشارہ ہی فلک بھی سیکھ لی طرز جفا ہم سے

کیا ہی بیتاب اُنکو مرے غم کی اداؤن نے
نہ کیونکر رشک ہو مجکو نگاہِ اہلِ ماتم سے

گنہگارون کی اور یہ قدر صدقے اُنکی رحمت کے
بڑھے ہین مجرمونکے لینے کو شعلے جہنم سے

یہ دوہرے دو تہہ آنچل اسلئے سینے پہ لیٹی ہین
نہ دُکھ جائین کسیکے دستِ نازک میرے ماتم سے

غزل ۱۹۷	فروغ اچھے ہین جاوید و فصاحت عارف و نصرت مری صحبت کی رونق ہی انھین احباب کے دم سے	اشعار (۸)

غزل

صبح شبِ وصال جو وہ اپنے گھر گئے
صدمے ہماری جان پہ کیا کیا گذر گئے

فصلِ بہار آئی ہی پھر باغِ دھر مین
سینہ مین اپنے داغِ جنون پھر ابھر گئے

دن ہو گیا جو رخ سے ہٹی زلفِ مشکبو
شب ہو گئی جو چہرے پہ گیسو بکھر گئے

دینگے ہمارے خون کا محشر مین یہ ثبوت
قطرے لہو کے جو ترے دامن مین بھر گئے

آخر شبِ وصال ہی بس ہو چکا سنگار
شانہ کو رکھدو ہاتھ سے گیسو سنور گئے

کیا اعتبار آئے حسینون کی بات کا
اقرار وصل آج کیا کل مکر گئے

مشتاق دید رہگئی حسرت بھری نظر
ہم تمکو دیکھنے بھی نہ پائے کہ مر گئے

غزل ۱۹۸	سچ تو یہ ہی کہ منزل الفت مین اے فروغ فرہاد و قیس دونون بڑا نام کر گئے	اشعار (۷)

غزل

دلمین سامانِ حشم اور خدم رہتا ہی
مجمع حسرت و اندوہ و الم رہتا ہی

بوسہ بھی دیتے ہین ہمکو تو خفا ہو ہو کر
حال عاشق پہ بہم قہر و کرم رہتا ہی

جسمین چوٹیان برسون نہین گندھواتی ہین
وحشیِ زلف کے مرنیکا یہ غم رہتا ہی

وعدہ جب یاد دلاتا ہون تو فرماتے ہین
قصد ہر روز ترے سر کی قسم رکھتا ہی

شوقِ دیدِ ابروے تابان کا تری ہی ایسا
ماہ نو چرخ پہ اس وجہ سے خم رکھتا ہی

جستجوے کمرِ یار جو رکھتی ہی سب مجھے
قصد ہر وقت سوے ملکِ عدم رکھتا ہی

غزل ۱۹۹ — اے فروغ اپنے یہ عالم ہی بتون کا ہم پر / عوض لطف و کرم قہر و ستم رکھتا ہی — اشعار (۲۸)

غزل

جوش انکی جوانی کا نکلنے نہین دیتے
انداز حیا نکلے بھی چلنے نہین دیتے

صدقے جگر و دل مرے آنکھین تو اٹھاؤ
کیون روکے ہوا ان تیرونکو چلنے نہین دیتے

ہارونکو بھی مٹھی مین دبائے ہین حیا سے
خوشبو کو بھی پھولونسے نکلنے نہین دیتے

ہاتونکو جھٹک دیتے ہین شرما کے شبِ وصل
مین عطر بھی ملتا ہون تو ملنے نہین دیتے

آفت ہوا سینہ سے گھڑی بھر کا لگانا
تم اور مرے دلکو سنبھلنے نہین دیتے

جو آتا ہی دلمین ترا ارمان ہو کہ غم ہو
ہم پاسِ مروت سے نکلنے نہین دیتے

آفت ہین ستم ہین تری رفتار کے انداز
کروٹ بھی زمانہ کو بدلنے نہین دیتے

دم بھر کے لیئے خوش بھی وہ کر جاتے ہین اکثر
غم سے بھی مرے دلکو بہلنے نہین دیتے

تو ف انکو ہی کچھ میرے دلِ صاف سے ایسا
آئنہ سے وہ عکس نکلنے نہین دیتے

ہر ناز قیامت ہی ہر انداز بلا ہی
کیا دلکو سنبھالون وہ سنبھلنے نہین دیتے

کہتے ہین دم نزع وہ اظہارِ محبت
ارمان کی طرح دم بھی نکلنے نہین دیتے

آنکھین بھی پھرا دے نہین وہ شرم کے مارے
بیمارونکو کروٹ بھی بدلنے نہین دیتے

بیچین انھین دیکھ کے احباب ہین میرے
تابوت بھی کاندھونپہ سنبھلنے نہین دیتے

کیا انسے کوئی دشت نورد مین بڑھیگا
دامن کو بھی دیوانے نکلنے نہین دیتے

وہ حسن کے جلوے ہین کہ اللہ بچائے
موسی کو بھی دیوانے نکلنے نہین دیتے

وہ حسن کے جلوے ہین کہ اللہ بچائے
موسیٰ کو بھی جو گر کے سنبھلنے نہین دیتے

اے قبر وہ مرنے پہ بھی ہوتے نہین راضی
بیمار ہون اور کروٹ بھی بدلنے نہین دیتے

اسدری حیا بند ہین آنکھین بھی شب وصل
حسرت ہی نظر بھی کہ نکلنے نہین دیتے

احسان یہہ کرتے ہین وہ انداز نزاکت
تیوری بھی شب وصل بدلنے نہین دیتے

ہو نزع کی مشکل بھی نہ آسان یہہ عوض ہی
رو رو کے مرادم بھی نکلنے نہین دیتے

ملتے ہین وہ دل اب جو کہو مین تو خفا ہون
مجکو کف افسوس بھی ملنے نہین دیتے

غیرونکے تصور ہی مین رہتے ہین شب وصل
وہ ہجر کے پہلو کو بدلنے نہین دیتے

سنتے بھی ہو موسی یہ نہ آنچ آئی جلا طور
عاشق کو جو سمجھے ہین وہ جلنے نہین دیتے

جلتا ہی اُن آنکھون کے اشارے پہ فلک بھی
وہ رنگ زمانے کو بدلنے نہین دیتے

کیا خوب مرے ضعف پہ آتا ہی اُنھین رحم
لو اب وہ مرا ذکر بھی چلنے نہین دیتے

غیرونپہ وہی لطف ہی مجھپر وہی آفت
نازک ہین نگہ کو بھی بدلنے نہین دیتے

بیداد بھی کرتے نہین یہہ پاس حیا ہی
وہ نام کو بھی اپنے نکلنے نہین دیتے

اس رشک کے قربان کہ دشمن کے بھی دوست
ہم غیر کا دل بھی اُنھین ملنے نہین دیتے

غزل نمبر ۲۰	اظہار تمنا کا فروغ انکو جو ڈر ہی وہ منہ سے کوئی بات نکلنے نہین دیتے	اشعار (۱۲)

غزل

ہم نہ اک دم کا بھی دُنیا مین بھروسا سمجھے
بحر ہستی کو حباب لب دریا سمجھے

کوئی بیمار محبت کی دوا کیا سمجھے
ہان جو سمجھے تو وہی رشک مسیحا سمجھے

وعدہ وصل اُنھین یاد دلانیکے لیئے
سینے کچھ منہ سے نکالا وہ تقاضا سمجھے

کون اُٹھائیگا مرے نازو ادا اُسکے بعد
مار ڈالا مجھے اور آپ نہ اتنا سمجھے

ہیچ ساقی ہین جو تھا جوشش بہار اپنا یہ اشک
ابر اُٹھا تھی ہے ہم کب دریا سمجھے

نہ بشرِ چشمِ حقارت سے کسیکو دیکھے | ہو جو ادنیٰ تو اُسے اپنے سے اعلیٰ سمجھے
ہی مریضِ تپِ فرقت کی دوا شربتِ وصل | آپ اتنا بھی نہ اے رشکِ مسیحا سمجھے
دیکھا جب عقدِ ثریا کو فلک پر اے ماہ | ہم ترے کان کا اُترا ہوا جُھمکا سمجھے
ناخنِ پا سے بھی تیرے نہ کبھی دی تشبیہ | ہم مہِ نو کا جو مضمون بُرا نا سمجھے
دیکھکر شوخیِ رفتار نگاہِ جانان | وحشیِ چشمِ رمِ آہوئے صحرا سمجھے
خاک مین مجکو ملایا ہی جفاؤن نے تری | تجھسے اللہ مرا او بُتِ ترسا سمجھے

غزل ۲۰۱	دیکھکر زُلفِ سیہ مین رُخِ روشن اُن کا اے **فروغ** آپ چراغِ شبِ یلدا سمجھے	اشعار (۸)

غزل

زلفون مین ہی رُخِ یار کا پنہان کئی دن سے | بدلی مین چھپا ہی مہِ تابان کئی دن سے
یاس و الم و حسرت و حرمان و غم و رنج | ہین خانۂ دل مین مرے مہمان کئی دن سے
چپ چپ ہی ہر اک سُنکے دہن کا ترے شہرہ | ہی سارا جہان شہرِ خموشان کئی دن سے
رہتا ہی جو راتونکو خیالِ شبِ گیسو | آتے ہین نظر خوابِ پریشان کئی دن سے
کس عاشقِ ناشاد کا یہ سوگ ہی رکھا | کنگھی ہی نہ چوٹی ہی مری جان کئی دن سے
وہ دیکھتے ہین آجکل آئینہ مین گیسو | عشاق ہین حیران و پریشان کئی دن سے
کیا عاشقِ کاکل کوئی دُنیا سے سدھارا | کیون آپکی زلفین ہین پریشان کئی دن سے

غزل ۲۰۲	دل گیسوئے دلدار کے پھندے مین پھنسا کر پھرتے ہین **فروغ** آپ پریشان کئی دن سے	اشعار (۱۵)

غزل

اچھے ہین طور سب تری مستانہ چال کے | پر خاک مین ملے ہو جو انکو دیکھ بھال کے
کچھ ڈھنگ تم بھی دیکھئے ہو اپنی چال کے | رہتے کہان تلک کوئی دلکو سنبھال کے

لو ناز کی یہ خاک نے دھبہ لگا دیا
آئے کسی طرح تو یقین اضطراب کا
اُبھرے حباب جب لبِ جو شرم آگئی
بادِ صبا نے چھو جو لیئے پھول سے وہ گال
ڈر ہی سما نہ جایئن کہین اُنکے قلب مین
کھٹی ہی اب کچھ اور زخودرفتگی مری
کچھ اس ادا سے ہاتھ مرے سینہ پر دھرا
نیچی نگاہ کر کے نہ چل او ستم شعار
کچھ تو مرے دکھے ہوئے دل کا رہی خیال
ہیکل اُلجھ رہی ہی دوپٹے سے راہ مین
ہوتا ہی کس سے وصل کا اظہار مدعا
پڑتے ہین میرے دل ہی پہ بہکے ہوئے قدم

ابتو چلو نہ قبر پہ دامن سنبھال کے
رکھیئے تو آپ رکھدون کلیجہ نکال کے
نیچی نگاہین کرلین دوپٹہ سنبھال کے
نرگس چمن مین رہ گئی آنکھین نکال کے
گھبرا گئے حسرتین مرے دل کی نکال کے
اچھے نہین حضور یہ انداز چال کے
بیچین کر دیا مجھے دل کو سنبھال کے
نظرین اُڑائے لیتی ہین انداز چال کے
رکھئے حضور پاؤن لحد پر سنبھال کے
فتنے اُٹھا رہے ہین سب انداز چال کے
لب بوسے لے رہے ہین زبان سوال کے
قربان جائیے تری مستانہ چال کے

غزل ۲۱۳	گو لکھنؤ چھٹا پہ زبان لکھنؤ کی ہے قائل ہین اسے **فروغ** تری بول چال کے	اشعار (۱۰)

غزل

تمہارے حسن کا بندہ **فروغ** زار بھی ہی
ہزار جان سے عاشق بھی جان نثار بھی ہی
محبت اُنکو جو ہم سے بہت ہی غیر سے کم
ہمارا دل بھی ہی صاف اُنسے کچھ غبار بھی ہی
عجب ہی کہتے ہو کی تمنے مجھ سے کیون اُلفت
تمہین بتاؤ بھلا دل پہ اختیار بھی ہی
فراق ہی جو محبت مین وصل بھی ہوگا
خزان ہی آج چمن مین تو کل بہار بھی ہی
مہار ناقہ کی اسے ساربان روکے ہوئے
کہ ساتھ محمل لیلےٰ کے قیس زار بھی ہی
کسی کے عشق کے بوصاف ہی جو ہر گلمین
کسی کا باغ مین نرگس کو انتظار بھی ہی

ادھر بھی اک نظرِ لطف اے مرے مالک	امیدوار کرم یہ گناہ گار بھی ہے
ہر ایک پھول مین بو ہی جو تیری اُلفت کی	منو دیدۂ نرگس سے انتظار بھی ہے
چمن مین ہے گل و بلبل سے حسن و عشق کی بحث	چلو تو ساتھ تمہارے یہ جان نثار بھی ہے

غزل ۲۰۴	نہ بھولنا اسے تم یا علیؑ بروزِ حساب کہ خواستگار شفاعت **فروغ** زار بھی ہے	اشعار (۱۰)

غزل

وفا ان حسینو نمین اے دل نہین ہے	کوئی دل لگانیکے قابل نہین ہے
یہ بندہ جزائے دوست تیری رضا کے	کسی بات کا تجھسے سائل نہین ہے
لپٹ کر وہ کھتے ہین سینہ سے میرے	بس اتنا تو کوئی خواہشِ دل نہین ہے
بجز تیرے اس عاشقِ ناتوان کے	کوئی ناز اُٹھانیکے قابل نہین ہے
بگولہ اُٹھا کوئی صحرا مین شاید	یہ قیس لیلی کا محمل نہین ہے
شبِ وصل مین شکوۂ ہجر کیسا	شکایت کا یہ وقت اے دل نہین ہے
لیا مینے بوسہ تو بولے بگڑ کر	کہ تو منہ لگانیکے قابل نہین ہے
نہو وصل ممکن تو بوسہ ہی دیدو	کہ یہ تو کوئی بات مشکل نہین ہے
ہوا ہی ترے حسن کا جب سے شہرہ	مرے بس مین اے جان جان و دل نہین ہے

غزل ۲۰۵	**فروغ** آپ اُلفت مین حد سے نہ گذرین کہ یہ شیوۂ مرد عاقل نہین ہے	اشعار (۱۵)

غزل

یہ مانا تمکو عادت ہی ہنسی کی	مگر یہ بزمِ ماتم ہے کسی کی
چمن مین کیا ہے آج آمد کسی کی	یہ کیون رنگت ہر اک گل کی ہے پھیکی
کرے تیر نظر ہی دلمین سوراخ	کہین گھر تو کرے اُلفت کسی کی

شکایت ہی سے یاد آیا مین اُنکو
یہ اچھی دشمنون نے دوستی کی

نظر کو اسے ہجومِ شوق دے راہ
بلائین مجکو لینا ہین کسی کی

کرے گی کیا اثر فریاد اُس پر
دعا بھی جو نہ سُنتا ہو کسی کی

کرو اب قتل یا دکھلاؤ دیدار
نکالو کوئی صورت زندگی کی

کلیجہ کو ملا دل کی خطا پر
کسی کے سر گئی آفت کسی کی

جگر پر ہی کبھی دل پر کبھی ہاتھ
خبر فرقت مین لیتا ہون سبھی کی

بہت مداح ہی حورون کا واعظ
ارے دیکھی بھی ہے صورت کسی کی

ترا وعدہ اُسے تسکین کیا دے
نہو امید جسکو زندگی کی

بنو نازک نہ تم اتنے شبِ وصل
اُٹھائی ہے ابھی میت کسی کی

حسین کرتے نہین اب مجھ سی پردہ
بلائین لے رہا ہون بیخودی کی

نہ آنا تھا نہ آئی ہجر کی شب
قضا نے سیکھ لی عادت کسی کی

غزل ۲۰۶	فروغ آتی ہے یہ کہتے ہوئے شرم کہ ہمسے دوستون نے دشمنی کی	اشعار (۹)

غزل

لچکی جاتی ہی کمر گلگشتِ گلستن بار ہی
کوئی پھولو نکا مگر اُنکے گلے مین ہار ہی

بحث ہی گل سے اور اُس غنچہ دہن سی حُسن کی
مجھ سے بلبل سے چمن مین عشق کی تکرار ہی

راہ مین جب جاتا ہون کچھ کہون فرماتی ہین
ٹوکتا کوئی کسی کو بھی سرِ بازار ہی

ایک مدت سے قیامت کا ہی ہمکو انتظار
حشر پر ٹہرا جو اُنکا وعدۂ دیدار ہی

خلد و دوزخ سے غرض کیا بیجدی جاے جہان
اختیار اپنا بھی کو اے مرے مختار ہی

باغ مین نرگس کو اسے رشکِ مسیحا دیکھ آ
رحم کر لے وہ بھی نرگسِ بیمار ہی

کچھ نہین بحرِ الم مین ڈوبنے کا ڈر ہمین
یا علی جسوقت نکلا منہ سی بیڑا پار ہی

دوسرا کوئی نہین ہی عکس ہی یہ آپ کا
آئینہ پر کیون کڑی آنکھ آپ کی ہر بار ہی

غزل ۲۰۷

اے فروغ اُس بیوفا سے رکھ نہ امیدِ وصال
جس سے ملنا ایک بوسہ کا بہت دشوار ہی

اشعار (۹)

غزل

مجھسے رنجش ہو گئی کیا اُس بتِ مغرور سے
اے فروغ آج آپ چپ بیٹھے ہین کیون رنجور سے

اک ذرا تربت مین دم لینے دو آ منکر نکیر
ہین تھکے ماندے چلے آتے ابھی تو دور سے

حسرت و حرمان درد و یاس و غم کی بھیڑ ہی
کسطرح نکلے کوئی ارمان دلِ رنجور سے

وائے قسمت ایک بوسہ بھی جو مین مانگون کبھی
وہ کہین یہ بات باہر ہی مرے مقدور سے

میرے نالونسے اگر ہو گی تزلزل عرش مین
آسمان جل جائیگا آہِ دلِ محرور سے

باغ کی جانب سے اُٹھی ہی گھٹا اے میکشو
چل کے ملنا چاہیئے ہی ساقیِ مخمور سے

آمد و رفت اُنکے گھر مین روز کی اچھی نہین
ہی یہی بہتر رہے صاحب سلامت دور سے

بزم مین آنے نہ دین اپنی سمجھے اچھا حضور
دیکھنا ہو گا جو مجھکو دیکھ لونگا دور سے

غزل ۲۰۸

دے نہ دے مجھکو جواب اسکا نہین غم اے فروغ
مین سوالِ وصل کرتا ہون بتِ مغرور سے

اشعار (۱۶)

غزل

کرین کیون نہ سب سے شکایت ہماری
لڑی ہی حسینونسے قسمت ہماری

بنی اُنکے کوچہ مین تربت ہماری
اٹھانے لگی کچھ تو محنت ہماری

نہ کرتا کبھی اُس اناز نین سے محبت
بہت اب تو نازک ہی حالت ہماری

مزا ہو جو وہ آ کے ٹھوکر لگائین
پس جائے قدمونسے تربت ہماری

نہ رشک آئے کیونکر کہ غیرونسے ملکر
پہنچتی ہی تم تک شکایت ہماری

مزا دیگئی داستانِ محبت
ہنسا کوئی سنکر مصیبت ہماری

پلٹ جائیگا کوئی اسے ضعف آ کر
نہ پہچانی جائیگی صورت ہماری

ہمین کو مزا وصل مین دے رہی ہی
تمہاری نہ باتین شکایت ہماری

ترا رحم بھی ہمسے منہ پھیر لے گا
کہ دیکھی نہ جائیگی حالت ہماری

جو کہتے ہین دشمن وہ ہم بھی کہین گے
ہمین سے کرو تم شکایت ہماری

جفائین کئے جاؤ تم ہم وفائین
وہ عادت تمہاری یہ صورت ہماری

گلے کاٹنا ہی بس اک تمکو آیا
نہ کاٹی گئی پر مصیبت ہماری

لیا ہاتھ رکھکر دمِ نزع منہ پر
خدا سے نہ کرنا شکایت ہماری

اثر کر رہی ہی حسینون کی صحبت
بگڑنے لگی ہی طبیعت ہماری

لحد پر بھی آئے ہین وہ بن سنور کر
نہین اب بھی منظور راحت ہماری

غزل ۲۰۹ | **فروغ** آ کے وہ اک نظر دیکھ تو لین / نہ رحم آئے جب بھی تو قسمت ہماری | اشعار (۱۱)

غزل

کوئی لگائے دل نہ کسی سے مگر کبھی
بس مین نہو بشر کے الٰہی بشر کبھی

اے ماہ تیرے ہجر مین تارے گواہ ہین
سوئے نہین ہین جاگتے سے ہم رات بھر کبھی

کوئی قصور اسے مرے دلبر کوئی خطا
آتے نہین جو خواب مین بھی تم نظر کبھی

رضوان سے بحث حورون سے تکرار ہو گئی
یاد آیا گھر بہشت مین تیرا اگر کبھی

وہ ہجر ہی یار کہ دردِ فراق مین
ہم مر بھی جائینگے تو نہو گی خبر کبھی

شاید ہی درد فرقتِ جانان مین رات دن
کروٹ بدل سکے نہ [illegible]

کس کس کی لوٹ خبر ہین تمہاری فراق مین
بیتابِ دل کبھی ہی پریشان جگر کبھی

یہ طرفہ ماجرا ہی کہ وہ اور کھنچ گئے
گرا ہے جذب دل کا ہوا کچھ اثر کبھی

روشن ہر ایک دل رہے الفت کے داغ سے
دنیا مین بیچراغ نہو کوئی گھر کبھی

اُٹھتا ہون بزم سے تو بٹھاتا ہی بار بار
اُٹھ اُٹھ کے دردِ دل کبھی دردِ جگر کبھی

غزل نمبر ۲۱ — بتخانے جائین ہو کے مسلمان ہم **فروغ**
کعبے مین ایکدن نہوا اپنا گذر بھی — اشعار (۲۷)

غزل

وہ پردے مین نہ وفا کے اگر جفا کرتے
نہ مجھہ ستم زدہ کے جلنے کی دعا کرتے

عصا پہ تکیہ جو ہم مثل آسیا کرتے
مقام ایک ہی رہتا مگر پھرا کرتے

ملاؤن خاک مین کہتے ہی تھے ندی مٹی
حضور کاش اسی عہد کو وفا کرتے

کٹی یہان بھی شب غم عجب طرح زاہد
ہوئی ہی صبح ہمین بھی خدا خدا کرتے

اسیر دام محبت مین اور ہو جاتا
رِہا نہ قید سے ہوتا اگر رِہا کرتے

وہ کھو اُٹھین گے یہی آرزوئے غیر بھی ہی
یہہ جانتے تو نہ اظہارِ مدعا کرتے

اگر ہماری تمنا ہی سے تھی ضد اُن کو
تو اُنسے کاش ستم ہی کی التجا کرتے

یہہ ٹھکے جور کے شکوؤن کو ٹال دیتے ہین
بھلا تمہارے سوا کسیہ ہم جفا کرتے

جو میرے دلکی تمناؤن کا خیال آیا
وہ مسکرائے مجھے دیکھکر دعا کرتے

علاج اور کوئی اضطراب دل کا نہ تھا
گلے سے مجکو لگاتے نہ وہ تو کیا کرتے

ہی اعتبارِ محبت کا یہہ بھی اک پہلو
وہ میرے ہوتے ہوئے غیر پر جفا کرتے

سوائے گرد نہ بیٹھا ہمارے پاس کوئی
حسین خاک نشینو سے ربط کیا کرتے

کچھہ اور سوچکے کہتے ہین وہ قبول نہو
ہم اپنی موت کی خالق سے ہین دعا کرتے

ہین کیا سمجھہ کے بھلا جان آپ پر دیتا
نہ زندگی کی طرح آپ بھی وفا کرتے

کمان سے اُنکی جو نکلا خدنگ سینے کما
کسی اسیر کو کاش اسطرح رہا کرتے

اگر ہی جان ہی دینا تو زہر کیا کم ہی
حجاب آتا ہی قاتل کی التجا کرتے

نہ سمجھے ضد ہی اثر کو ہماری خواہش سے
رقیب کیلئے بھی ورنہ کچھہ دعا کرتے

لگائے تیرِ نظر چٹکیان بھی لین تم نے
علاج دردِ جگر کا اب اور کیا کرتے

ہم اور یاد دلاتے رقیب کا وعدہ
کسیکے عہد کو ہین خوگرِ وفا کرتے

اُڑا جو رنگ مرے رُخ سے ہنسکے وہ بولے
اسیطرح ہم اسیرونکو ہین رہا کرتے

وفا کی تمکو اجازت حیا نہین دیتی
مگر حجاب نہ آیا کبھی جفا کرتے

ہمارا شوق کچھ اس سے بھی بڑھکے ضد کرتا
وہ ہاتھ رکھکے دلِ مضطرب پہ کیا کرتے

حضور تنگیِ ترکش سے کشمکش مین ہین تیر
دلِ وسیع مین کس چین سے رہا کرتے

مین بارِ لطف سے بھی سر اُٹھا نہین سکتا
حضور اس سے سوا اور کیا جفا کرتے

جو شوق سیر کا بھی تھا تو گھر سے کیون نکلے
نظر ہین چاہنے والون ہی پہ کیا کرتے

غضب ہے تنکے کو ئی اسطرح سے جلتا ہی
کسی کے بس مین نہ رہتا جو دل تو کیا کرتے

غزل ۲۱۱	عجیب کام کیا طولِ مدعا نے **فروغ** سمجھ کے قصہ ہین ہیرون حسین سنا کرتے	اشعار (۱۰)

غزل

بتیاب دل ہی کوچۂ جانان کے واسطے
مضطر ہی عندلیب گلستان کے واسطے

مچلا ہی دل نظارۂ مژگان کیواسطے
بپھرا ہی شیر سیرِ نیستان کے واسطے

طولِ شبِ فراق نہ کم ہوگا کس طرح
دو نگاہین اُسکو گیسوے جانان کے واسطے

کھا استخوان نہ میری پس مرگ اے ہُما
رہنے دے دعوتِ سگِ جانان کے واسطے

بگڑو نہ مجھ سے وصل کی شب بات بات پر
اے یار اچھی زلفِ پریشان کے واسطے

اشکون کے ساتھ لختِ دل آئی سرِ مژہ
غنچہ ہر ایک بن گیا پیکان کے واسطے

پہلو ہو جس سے گرم وہ معشوق شعلہ رُو
مین چاہتا ہون فصلِ زمستان کے واسطے

اندوہ و یاس و رنج و غم و حسرت و الم
دشمن ہین اتنے ایک مری جان کے واسطے

کی جان تک عزیز نہ دردِ فراق سے
مر مر گیا ہون خاطرِ مہمان کے واسطے

غزل ۱۱۲	دکھلا دو اپنا روضۂ اقدس فروغ کو یا شاہِ مرسلان شہ مردان کیواسطے	اشعار (۱۸)

غزل

اک قہر تھا نگاہ کا ملنا نگاہ سے
دلمین حسین اُتر گئے آنکھوں کی راہ سے

محشر مین ڈر کے آپکی ترچھی نگاہ سے
نکلے گی بات بھی نہ لبِ دادخواہ سے

گو منہ وا لیے خاک کے پردے مین بھی چھپے
جب بھی نہ بچ سکے تری ترچھی نگاہ سے

محشر مین اُنکی چال کا ہی رنگ ہی کچھ اور
بچ بچکے چل رہے ہین وہ ہر دادخواہ سے

اسد یہ فراق سنے کی ہین ترقیان
اب تو نگاہ بھی نہین ملتی نگاہ سے

کام آئی ظلمت شبِ تارِ فراق مین
جو تیرگی بچی مرے بختِ سیاہ سے

دلکے اشارے کچھ ہین جگر کہہ رہا ہی کچھ
دونونکو کیا سکھا گئے ہو اک نگاہ سے

کچھ تمکو اپنی زلفِ پریشان کی ہی خبر
لو یہ بھی ملگئی مرے حالِ تباہ سے

تم دیکھتے ہو آئینہ ڈرتا ہی میرا دل
اللہ کی پناہ تمہاری نگاہ سے

تدبیر بھی اُلٹ گئی تقدیر کی طرح
اپنے ہی دلپہ چوٹ لگی اپنی آہ سے

اچھا رہا زمین سے تو آسمان ہی
بچکر نکل گیا تری نیچی نگاہ سے

پیارے ہین مجکو میرے گنہگار تم ہو کون
رحمت یہ کہہ رہی ہی ہر ایک بیگناہ سے

تم پارسا سہی مگر اتنا سمجھ تو لو
یون منہ چھپا کے کوئی نکلتا ہی راہ سے

اللہ ری مستیان کہ سحر کو نسیم بھی
نکلی ہی لڑکھڑا کے تری خوابگاہ سے

خالی نہین ہی چال سے آنکھونکا پھیرنا
کرتے ہین پائمال وہ دلکو نگاہ سے

پھولون مین کس غضب کی بسی ہی نسیم بھی
آتی ہی باغ سے کہ تری خوابگاہ سے

کس کی مجال کون کہے تمکو بے حجاب
لو چٹکیان کلیجے مین نیچی نگاہ سے

سب کچھ سمجھ رہا ہے یہ کہتا نہین فروغ

غزل ۲۱۳	ملتے ہین سب تیری نیچی نگاہ سے	اشعار (۱۱)

غزل

الفت جوان بتون کی کدورت مآل تھی
عاشق کی قبر تو وہ گردِ ملال تھی

اپنی تو زندگی کا سہارا فراق مین
بس اک امید لذتِ روزِ وصال تھی

مین بوسے مانگتا تھا وہ دیتے تھے گالیان
یہ روزِ وصل شکل جواب و سوال تھی

وہ گل نہ تھا تو نخلِ الم ہر درخت تھا
پیدا چمن مین پھولون سے بوے ملال تھی

دو چار پھول اُٹھا ہی لیئے جان کر ثواب
قاتل مری شریکِ سوم تیری ڈھال تھی

از بسکہ تھا خجل ترے دندان کے روبرو
گوہر کی آب بھی عرقِ انفعال تھی

اُٹھتی ہین آجتک مری تربت سے آہین عیان
اُنکی طرف سے دلمین جو گردِ ملال تھی

وعدے پہ کیون نہ آئے جو پوچھا تو یہ کہا
کچھ اب سے دور میری طبیعت نڈھال تھی

آنکھین پسِ فنا بھی کھلی ہین جو قبر مین
ہمکو کسی کے دید کی حسرت کمال تھی

بولے وہ میری لاش کو ٹھکرا کے ناز سے
اس شخص کو بھی ہم سے محبت کمال تھی

غزل ۲۱۴	کیون اے **فروغ** اب وہ زمانہ گذر گیا وہ عشق خواب تھا وہ محبت خیال تھی	اشعار (۱۳)

غزل

یہ طرزِ دلبری اے فتنہ گر کچھ اور کہتی ہے
اشارہ آنکھ کا کچھ ہے نظر کچھ اور کہتی ہے

کیا ضبط آجتک دیکھین ادائین تنکے جلنے کی
یہ اب بیتابی قلب و جگر کچھ اور کہتی ہے

نگہ تیری کبھی دشمن سے ملتی ہے کبھی مجھسے
اُدھر کچھ اور کہتی ہے ادھر کچھ اور کہتی ہے

دمِ وعدہ بتاؤ مجھکو کس کا اعتبار آئے
کہ تم کچھ اور کہتے ہو نظر کچھ اور کہتی ہے

بڑھایا حسن نے گو تیری زلفون کو مگر ظالم
یہ بل کھائی ہوئی پتلی کمر کچھ اور کہتی ہے

مرا نازون کا پالا دل ابھی تک یاد ہے مجھکو
الٰہی خیر پھر ترچھی نظر کچھ اور کہتی ہے

ترے کہنے سے زاہد توبہ کرنیکو تو کی لیکن
ادھر اٹھی گھٹا نیت ادھر کچھہ اور رکھتی ہے

سنواری ہے یہہ کس کمبخت کی بگڑی ہوئی قسمت
یہہ بکھری زلف آج اے فتنہ گر کچھہ اور رکھتی ہے

تری تیغ نگہ نے کام تو پورا کیا لیکن
وفورِ لذتِ زخمِ جگر کچھہ اور رکھتی ہے

برا ہو رشک کا آرام کب ہے وصل کی شب بھی
یہہ بیتابی تری رشکِ قمر کچھہ اور رکھتی ہے

یہہ کس کی رات کو سوئی ہوئی تقدیر جاگی ہے
کہ شرمائی نگہ وقتِ سحر کچھہ اور رکھتی ہے

سمجھتے تھے ہر آفت سے بچے ہم خاک مین ملکر
مگر ظالم تری نیچی نظر کچھہ اور رکھتی ہے

غزل ۲۱۵	فروغ اسوقت انکے گھر مین تم جاتے تو ہو لیکن سمجھہ لو جنبشِ زنجیرِ در کچھہ اور رکھتی ہے	اشعار (۱۸)

غزل

صلاح اے درد اسمین یہہ بہتر ہے اگر ٹھہرے
جگر تڑپے تو دل ٹھہرے جو دل تڑپے جگر ٹھہرے

غضب ہے مین اگر نالے کرون تو شور و شر ٹھہرے
جو انکے در پہ سر پٹکون علاجِ دردِ سر ٹھہرے

انھی کے دل سے پوچھے کوئی لطف اسکا خلش کیسی
کہ جنکے دل مین اے قاتل ترا تیرِ نظر ٹھہرے

بچایا رشکِ قتلِ غیر سے انکی عداوت نے
ہوا جب شوقِ قتل انکو ہمین پر [illegible] ٹھہرے

نہین معلوم کیا تھا دم مین انکی جو بس مردن
ہماری لاش پر آئے بھی تو منہ پھیر کر ٹھہرے

مخاطب غیر سے ہو بات بھی ہم سے نہین کرتے
نہ ٹھہرے آدمی ہم بھی کوئی دیوار و در ٹھہرے

کہونگا حالِ دل ٹھہرو مین اپنے ہوش مین آلون
نکالون تمکو سینہ سے ذرا دردِ جگر ٹھہرے

خدارا وقتِ مرگ قاتل نہ کشتے اپنے کوچہ مین
کہین ایسا نہو گورِ غریبان تیرا گھر ٹھہرے

گھٹا ہے اور ہے کیفیتِ گلگشت حاصل ہو
اگر سیرِ چمن کی آج اے رشکِ قمر ٹھہرے

ترس کھاتے ہین غیر و ہیر تم کرتے ہین عاشق پر
ادھر وہ تھمکے دل ٹھہرے ادھر بیدادگر ٹھہرے

نہین وہ ٹھکوسلے کیسو نہ ٹھہرینگے ماتم مین
یہ کیا کم ہے جو دم بھر آکے میری لاش پر ٹھہرے

مرے پردہ نشین کی باغ مین آج آمد آمد ہے
کوئی کہدے کہ بلبل سے ذرا بیرون در ٹھہرے

اُمنگ کو نہ طبیعت جوش پر اُنکی جوانی ہی
نہایت بیحیا ٹھہرے حجاب آنکھون مین گر ٹھہرے

سُننے جائین نہ بولین کب تلک کچھ انتہا بھی ہی
زبان رکھتے ہین منہ مین تم کچھ اپنے [illegible] ٹھہرے

تمنا ہی کسی زانو پہ سر ہو شبکو جب سوئین
اُٹھین تو چاند سا منہ آئنہ وقت سحر ٹھہرے

حجاب آتا نہین دن کو برآمد گھر سے ہوتے ہو
نکلتے شب کے پردے مین کہ تم رشک قمر ٹھہرے

اُٹھین رحم آگیا لپٹا لیا ہی اپنے سینہ سے
بھلا دو روز تو یا رب یہ درد جگر ٹھہرے

غزل ۲۱۶

فروغ اُنکو نہین معلوم کیون ہمسے عداوت ہی
مٹاتے ہین جو وہ نقش وفا ہم بھی مگر ٹھہرے

اشعار (۲۱)

غزل

کسی کا ناز یہ حسن و شباب کیسا ہی
کسی کا قول مرا انتخاب کیسا ہی

شب وصال یہ ہمپر عتاب کیسا ہی
تمہارے گیسوؤنکو پیچ و تاب کیسا ہی

غم انتشار تڑپ اضطراب کیسا ہی
یہ ڈھنگ اے دل خانہ خراب کیسا ہی

سوال وصل پہ وہ بات کاٹتے ہین مری
مین پوچھتا ہون یہ طرز جواب کیسا ہی

وہ دانت پیس رہے ہین اُبھرنے والون پر
حیا و شرم کا دشمن شباب کیسا ہی

نگاہ شوق نے کھولا ہی عقدۂ دیدار
یہ آج وا ترا بند نقاب کیسا ہی

وہ گھر مین بیٹھے ہین شہرت ہی حسن کی باہر
نئی یہ شرم نرالا حجاب کیسا ہی

گلے سے تیغ ملا کر سوال وصلت پر
وہ پوچھتے ہین کہو یہ جواب کیسا ہی

شب وصال لگاؤ نہ رشک کی چھریان
مری طرح یہ تمھین اضطراب کیسا ہی

مرے گناہون کی پرسش ہی کیون قیامت مین
جو بیحساب ہین اُنکا حساب کیسا ہی

مری نظر مین ہو اگر مجھی سے منہ کو چھپاؤ
کھلی ہوئی ہی یہ شوخی حجاب کیسا ہی

شب وصال تڑپ اور بڑھ گئی دل کی
اسے سکون کے وقت اضطراب کیسا ہی

سوال وصل پہ تیوری چڑھائی کیون ظالم
کہ سیدھی بات کا ٹیڑھا جواب کیسا ہی

وہی رقیب وہی تم وہی تمہارا لطف
وہی زمانہ ہی یہ انقلاب کیسا ہی

ہمارے قتل سے روز جزا بھی ہی انکار
خدا کے سامنے اُلٹا جواب کیسا ہی

نقاب رخ سے بھی پھوٹی نکلتی ہی رنگت
خطا معاف یہ شرم و حجاب کیسا ہی

فرشتو آرہے ہین دنیا کو چھوڑ کر ہم ابھی
ارے یہ وقت سوال و جواب کیسا ہی

جہان کی سیر مین ہم عمر بھر رہے مشغول
کبھی خیال نہ آیا یہ خواب کیسا ہی

چڑھی ہین تیوریان اظہار مدعا کے لیئے
مرے سوال سے پہلے جواب کیسا ہی

پلٹ رہی ہین نگاہین بدل رہا ہی مزاج
دیار حسن مین یہ انقلاب کیسا ہی

غزل ۲۱۷	غرور شوخیہ پر ہی **فروغ** اُن کو اُدھر ادھر یہ رشک اُنھین اضطراب کیسا ہی	اشعار (۹)

غزل

نہایت مجھ سے اب وہ شوخ بدظن ہوتا جاتا ہی
کہ دیوارونکا بند ایک ایک روزن ہوتا جاتا ہی

سبھی آتے ہین اب مشتاق ہو کر میری تربت پر
زیارت گاہ عالم میرا مدفن ہوتا جاتا ہی

مرے رونے پہ رحم آیا نقاب اُلٹے اب وہ ہنستے ہین
دل اُنکا موم تھا لیکن اب آہن ہوتا جاتا ہی

صبا زلفین اُڑا کر تو یہ کیا اندھیر کرتی ہی
کہ پوشیدہ کسیکا روئے روشن ہوتا جاتا ہی

ہمارے دلکو جتنی اُسکی اُلفت بڑھتی جاتی ہی
ہماری جانکا اُتنا وہ دشمن ہوتا جاتا ہی

ترقی حسن بھی دکھلا رہا ہی کیا جوانی مین
عجب نام خدا اُس بُت کا جوبن ہوتا جاتا ہی

تری محفل سے رفتہ رفتہ عاشق اُٹھتے جاتے ہین
مگر خالی عنادل سے یہ گلشن ہوتا جاتا ہی

رقیب آنے لگے ہین رفتہ رفتہ گھر مین اُس گل کے
پُر از خار بیابان صحن گلشن ہوتا جاتا ہی

غزل ۲۱۸	**فروغ** اُس ماہ کا ہی حسن ان روزدن ترقی پر مرے سینہ مین داغ عشق روشن ہوتا جاتا ہی	اشعار (۱۱)

غزل

غزل

درد کیطرح سے اُٹھے جو وہ جانیکے لیئے
دل مرا بیٹھ گیا اُنکے بٹھانیکے لیئے

ضعف ہی پر نہ ترے کوچہ مین جانیکے لیئے
زار ہون پر نہ ترے ناز اُٹھانیکے لیئے

شمع ہر شب کو پسِ مرگ چلی آتی ہی
چار آنسو مری تربت پہ بہانیکے لیئے

چھوڑونگا دامنِ دولت نہ مین آنسو کیطرح
تم جو چاہو مجھے نظرونسے گرانیکے لیئے

میرے مرنیکی خبر سُنکے وہ بولے افسوس
نرہا کوئی مرے ناز اُٹھانیکے لیئے

خاکساری کا چلن سرمہ سے پنہان سیکھے
چاہتا ہی اگر آنکھون مین سمانیکے لیئے

اُنکے کوچہ سے بگڑکر جو مین اُٹھ آتا ہون
بھیجدیتے ہین تصور کو منانیکے لیئے

مدوا سے ہوتے ہوتی ہی شبِ وصل تمام
صبح ہونیکو ہی بیٹھے ہین وہ جانیکے لیئے

نہین جاتی ہین شبِ وصل بھی ضد کی باتین
بگڑے بیٹھے ہین وہ زلفونکے بنانیکے لیئے

کم نہین دشت سے وحشت مین مرا دل مجکو
ڈھیر ہی گردِ الم خاک اُڑانیکے لیئے

غزل ۲۱۹	رحم آیا جو پسِ مرگ **فروغ** اُن کو تو کیا زندگی مین رہے سرگرم جلانیکے لیئے	اشعار (۱۲)

غزل

ہمین ستم نہین آتا جفا نہین آتی
تمھین ترس نہین آتا وفا نہین آتی

ہی کمسنی ابھی کوئی ادا نہین آتی
وفا کا ذکر ہی کیا ہی جفا نہین آتی

خبر دوپٹہ کی رہتی ہی کسکو سوتے مین
جب آنکھ بند ہوئی پھر حیا نہین آتی

شبِ فراق بھی ہی کیا بلائے بیدرمان
کہ جسکے خوف سے مجھ تک قضا نہین آتی

ہنسے جو وصل مین ہارونکے پھول مجھ سے کہا
یہ آج کیا ہی کسیکو حیا نہین آتی

سب آئے اپنے پرائے مری عیادت کو
بس ایک تم نہین آتے قضا نہین آتی

شبِ فراق مری نیند بھی اُنھین کو ملی
موذنونکو جو یا موحسند انہین آتی

تمہاری شوخ نگاہین غضب کی چھریان ہین — تو ریب خوف سے جسکے حیا نہین آتی
وہ چھیرتے ہین ہمارے گلے پر اُلٹی یہ تیغ — جفا کا حوصلہ ہی پر جفا نہین آتی
نہین یہ کیا جسے چاہو وہ ناز کرتا ہی — غضب ہی اور تو اور اب قضا نہین آتی
عدم کا قافلہ چپ چاپ اسطرح ہی روان — کسیکے کان مین بانگِ درا نہین آتی
نکلنے دے کہ نہ دے قتل کی بھی حسرت کو — وہ آنکھ جس مین مروت ذرا نہین آتی
تمہارا کوچہ ہی جنت بس اب یقین آیا — کہ سو ٹکتا ہی غیرا اور قضا نہین آتی
وہ اپنے ہاتھ سے دیتے ہین غیر کو تعذیر — ہمارے کام ہماری خطا نہین آتی
عدو کے سامنے یون پیار سے مجھے کوسو — کہ دشمنون کو تمہارے قضا نہین آتی

غزل نمبر ۲۲۰

فروغ تم سے نہ دو دن بھی نبھ سکی توبہ
خدا سے شرم بھی مردِ خدا نہین آتی

اشعار (۸)

غزل

ہی رشک کرے بات تو اُس رشکِ پری سے — باز آیا ہین قاصد تری ہن نامہ بری سے
پیدا اثر آہون کا ہوا بے اثری سے — کچھ کم نہین اُنکو بھی نسیم سحری سے
گیا کیجئے دردِ دلِ مضطر کی تو اضع — فرصت ہی کہان خاطرِ دردِ جگری سے
دیکھے کوئی پھر حدّتِ خورشید قیامت — گر مانگ لے سوزش مرے داغ جگری سے
مین رنگِ شفق دیکھ کے بدلی مین یہ سمجھا — پیدا ہوا شعلہ مرے دردِ جگری سے
چلاتا ہی اسے بت جو ہر اک صورتِ ناقوس — نالان ہی زمانہ تری بیدادگری سے
ہنس ہنس کے جو قاتل نے کیا ہی مجھے زخمی — پیدا ہی تبسم لبِ زخمِ جگری سے

غزل نمبر ۲۲۱

اشعار فروغ آپکے ہین نالۂ موزون
انداز فغانی ہی عیان نوحہ گری سے

اشعار (۱۰)

غزل

غزل

ہر ایک بات پہ کٹتے ہو تم خدا نکرے
کہین رقیب کے حق مین کوئی دعا نکرے

مرض کسی کو محبت کا ہو خدا نکرے
یہ درد وہ ہی کہ جس کی کوئی دوا نکرے

کسی سے اس لیئے خلوت مین وہ نہین ملتے
کہ تا کبھی کوئی اظہار مدعا نکرے

تمہارے جور و ستم کی کچھ انتہا بھی ہی
تمہین کہو کہ گلا کوئی تا کجا نکرے

یہ اختلاط سے ہر وقت کے ہی خوف مجھے
کہ حجاب کہین تمکو آشنا نکرے

جفائین سہنے کا تھا حوصلہ ابھی تو مجھے
مین کیا کرون جو مری زندگی وفا نکرے

گلا سمجھ کے بگڑتے ہین بات بات پہ وہ
یہ کیا غضب ہی کوئی عرض مدعا نکرے

پھنسا دل الفت خال ذقن سے زلفوں مین
اسیر دام جسے چاہے آپ دانا کرے

کسی طرح کا سرو کار تو رہے مجھ سے
جفا سہی نہین کرتا اگر وفا نکرے

شکایت انکی نہتی وہ بگڑ گیئے ناحق
فلک کے جور کا بھی کیا کوئی گلا نکرے

ہماری لاش کو کرتے ہین اس لیئے تشہیر
جہا نہین تا کوئی الفت کا حوصلا نکرے

ستم ہی قہر ہی اٹھلا کے ناز سے چلنا
ابھی یہ چال قیامت کہین بپا نکرے

سوال وصل پہ خوش ہین کیا جو قتل مجھے
کہ تا جہان مین پھر ایسی کوئی خطا نکرے

مین کس ادا پہ کہون جب کہون کہ مرتا ہون
حضور یہ کبھی کہتے نہین خدا نکرے

خدا کے واسطے رہو نہ میری تربت پہ
یہ کیا ہی جان بھی تمپر کوئی فدا نکرے

اثر وفا کا مری طرح ہو گا غیر پہ بھی
وفا کی آپکو عادت پڑے خدا نکرے

غزل ۲۲۲	پھر اُس مریض کی صحت کی کیا امید فروغ مسیح چرخ سے آئے اگر دوا نکرے	اشعار (۲۴)

غزل

مزے لیتا ہون دشمن کی زبان سے
کہ ملتی ہی ترے طرز بیان سے

ڈرے اُنکی بلا میری فغاں سے
اُڑی نیند اور چشم پاسباں سے

عدو بھی کم نہیں ہے رازداں سے
کہ واقف ہے مرے شوقِ نہاں سے

نہیں کوچہ میں اُنکے خاک اُڑاتی
زمیں کرتی ہے باتیں آسماں سے

کرونگا آج اک بوسہ پہ تکرار
لڑاؤں گا زباں اُنکی زباں سے

چمن ہے مے ہے اُٹھی ہے گھٹا بھی
یہ سب کچھ ہے اُنھیں لاؤں کہاں سے

مقدر کو میں اپنے رو رہا ہوں
گلا تم سے نہ شکوہ آسماں سے

کیا یہ عرض مطلب خوب ہم نے
نہ سمجھے خود بھی جو نکلا زباں سے

ذرا اونچی تو ہوں نیچی نگاہیں
ستم کی داد لو کچھ آسماں سے

کہو تو خود کروں اسکا گلا میں
مزا کیا اسکا دشمن کی زباں سے

نہیں چلتے ہیں یوں ظالم بھی تنکر
نہ سیکھا جھک کے چلنا آسماں سے

یقیں اسپ نہ آئے تو گنہگار
نہ کیجے عہد دشمن کی زباں سے

ترے کوچہ میں یوں کٹتی ہیں راتیں
لڑی رہتی ہیں آنکھیں پاسباں سے

خوشامد ہو چکی میری شبِ وصل
اشارے ہوتے ہیں اب آسماں سے

ہجومِ غم میں کیا اُنکو دکھا دوں
کہ نکلیگی گلا بن کر زباں سے

ہوئی ہے تا سحر زینت شبِ وصل
خدا جانے کہاں جائیں یہاں سے

مزے نیچی نظر کے لوٹتی ہے
زمیں رہتی ہے اچھی آسماں سے

شکایت میں مری کچھ تو مزا ہے
کہ سُنتے ہیں وہ دشمن کی زباں سے

چلے ہیں اُنکے گھر ہم عید کے دن
گلے ملنا ہے پہلے پاسباں سے

حصارِ رشک میں دشمن کا گھر ہے
کشش دل کی اُنھیں لائے کہاں سے

بھروسا کسکو ہے وعدے پر اُنکے
تسلی خاک ہو دل کی زباں سے

ادھر صیاد اُدھر ہے منتظر برق
نہ راس آیا نکلنا آشیاں سے

بت بنتے ہو نازک یہ تو سمجھو | نہ مل جاؤ کہیں مجھ ناتوان سے

غزل ۲۲۳ — فروغ اچھی نہین اُن کی محبت / بُرے ہوتے ہو کیون سارے جہان سے — اشعار (۱۳)

غزل

کچھ مری ضد سے نہین ظلم ہی عادت تیری | مین تو مین غیر بھی کرتا ہی شکایت تیری
مینے مانا مین گنہگار سہی خیر سہی | ڈھونڈھ ہی لیگی بہانہ کوئی رحمت تیری
دفن کرکے مجھے کوچہ مین وہ اپنے بولے | خوش ہو لے اب تو ٹھکانے لگی محنت تیری
مجکو حیرت ہے ہیرا اے شمع کہ پروانون کو | کیون پسند آگئی روتی ہوئی صورت تیری
اپنے پہلو مین جگہ دل کو نہ دیتا مین کبھی | اسمین ہوتی جو نہ ایدوست محبت تیری
کاش آئینہ بنا دے مری حیرت مجکو | مین بھی دیکھون تو کس طرح کی صورت تیری
کس سے کہتا ہی تو حال شبِ فرقت ایدل | کون سُنتا ہی مری جان مصیبت تیری
آئنہ آٹھ پہر سامنے کیون رہتا ہی | تیرے دلکو بھی مگر بھا گئی صورت تیری
ڈر یہی ہی آپ مجھے رشک نہو اپنے سے | وہ یہ کہتے ہین کہ ہی مجکو محبت تیری
رات بھر کس لیئے تو روتی ہی چپکے چپکے | کچھ تو اے شمع سُنین ہم بھی حکایت تیری
روزِ فرقت کی درازی ہی کہ اللہ اللہ | اے شبِ وصل رہی یاد نہ صورت تیری
شوق سے دل کو ہی پامال کرو خانہ خراب | مجکو کیا ہی تھی جا اس مین تو محبت تیری

غزل ۲۲۴ — ہی اس امید پہ مرنا ترا بیکار فروغ / اپنے کوچہ مین وہ بنوائینگے تربت تیری — اشعار (۱۱)

غزل

ادا بھی ناز بھی انداز بھی حیا بھی ہی | یہ سب سہی مگر اے بیوفا وفا بھی ہی
عجیب لطف ہی قاتل ضد ایک کی ہی ایک | کہ نازکی بھی ہی اور طاقتِ جفا بھی ہی

بتوں کے ظلم تو سہتا ہون مین مگر یارب
کہین یہہ کہہ تو نہ بیٹھین ترا خدا بھی ہی

عدو کے ذکر سے لیتے ہو چٹکیان دلمین
جفاؤنمین مری جان یہہ کوئی جفا بھی ہی

مین بوسے لیتا ہون جب گالیان وہ دیتے ہین
قصور جیسا ہی بس ویسے ہی سزا بھی ہی

سبب عدو سے ہو شاید یہہ ترک الفت کا
مین خوش ہون جب سے سنا ہی وہ بیوفا بھی ہی

رقیب انکو تغافل بھی ہی تو ہم سے ہے
یون ہی سہی ہمین مرغوب یہہ ادا بھی ہی

رہو نمین وصل سے محروم کو سنا یہہ نہین
عدو کے حق مین سہی خیر اگر دعا بھی ہی

ہی بیوفائی کا اُنسے گلا عبث مجھکو
شریک ہمین مرے بخت نارسا بھی ہی

کہے سُننے سے عدو کے تو قہر ہی بیداد
ستم کرین وہ خود ایجاد تو مزا بھی ہی

غزل ۲۲۵

ہوئی ہی آپکی عشق فروغ سے شہرت
حضور گو وہ بُرا ہی مگر بھلا بھی ہی

اشعار (۱۶)

غزل

شب غم آپ ہون یا موت ہو آئے کوئی
اس مصیبت سے مری جان بچا سکے کوئی

حسن کو ناز بجا عشق کو زیبا ہی نیاز
کیون نہ روٹھے کوئی اور کیون نہ منائے کوئی

آئینہ مین تو کہین ایک بھی سوراخ نہین
اب نہ دکھنا نہ مرے سامنے آئے کوئی

تم وہ ظالم کہ اُسے بار سنے یون روندتے ہو
دل وہ نازک نہ جسے ہاتھ لگائے کوئی

مین تری یاد کے قربان تصور کے فدا
دلمین آئے کوئی آنکھونمین سمائے کوئی

بگڑے بیٹھے ہین بل ابرو پہ ہی تیوری ہی چڑھی
اب کلیجہ ہی کہ کس کا کہ منائے کوئی

وہ مرے دلمین ہین اور دل ہی مرا سینہ مین
یون خفا ہون جو کلیجے سے لگائے کوئی

اسلیئے برق نظر کوند رہی ہی ان کی
کہین ایسا نہو آنکھونمین سمائے کوئی

کہین یہ کہتے ہین دوپٹہ سے ابھرنے والے
خود جو ظاہر ہو تو کیا اسکو چھپائے کوئی

مین ابھی پیار جو کرلون تو ہنسی آجاسے
کیا بگڑنے کا یہہ مطلب ہی منائے کوئی

اُسنے کھتی ہی شب وصل نزاکت اُنکی	کس کی طاقت کہ تمہین ہاتھ لگاسکے کوئی
دم تلقین نہ کہا ہائے کسی نے اتنا	کہ ابھی آنکھ لگی ہی نہ جگائے کوئی
مجھکو کیا باتین بنائین کہ سنوارین اُنھین	جب مین جانون مری بگڑی کو بنائے کوئی
بگڑے تیور ہی فقط روک رہی ہین شب وصل	نیچی نظرین تو کہتی ہین منائے کوئی
متوجہ ہین اُنھین کی طرف اہل ماتم	ناز اُٹھائے کوئی یا لاش اٹھائے کوئی

غزل ۲۲۹	لکھنؤ والونسے دعوی جو زبانکا ہو **فروغ** یہی گوئے ہے یہی میدان ہے آئے کوئی	اشعار (۸)

غزل

بہار آئی ہی بوستان مین شجر پہ بلبل چہک رہی ہی
خوشی سے پھولے نہین سماتے قبا گلونکی مسک رہی ہی

مین اُنکے کوچہ مین رو رہا ہون وہ اپنے کوٹھے پہ ہنس رہے ہین
زمین پہ پانی برس رہا ہی فلک پہ بجلی چمک رہی ہی

ادھر تو دیکھو اُدھر تو دیکھو عدو کے گھر تم نہین گئے تھے
شمیم کاکل سے پھر یہ کس کی وہ راہ اب تک مہک رہی ہی

بتا تو اے ساربان خدا را نہ مر گیا ہو غریب مجنون
یہ چوب محمل سے کس کے غم مین سر اپنا لیلی پٹک رہی ہی

رُلا نہ ہمکو ہنسکے مجکو اے بُت نہ اپنا نقصان کر خدا را
ارے اُنھین آنسوونکے شامل تری محبت ٹپک رہی ہی

رقیب کمبخت سنگ و در سے وہ دیکھئے سر پٹک رہا ہی
یہ وصل مین دو گھڑی کی صحبت حضور اسکو کھٹک رہی ہی

تمہاری کاکل جو ہل رہی ہی ہوا سے بیکار لڑ رہی ہے

تمہین تو گھونگٹ کا شوق خود ہی نسیم زلفین جھٹک رہی ہی

غزل ۲۲۶	**فروغ** پڑھو اُس غزل کا مطلع کہ جس کا ہر شعر ہو مرصع کہین بھی سب سن سکتے تا بہ مقطع عجب فصاحت ٹپک رہی ہی	اشعار (۱۱)

غزل

چمن مین آیا ہی تو جو اے گل کلی خوشی سے چٹک رہی ہی
تجھی پہ پڑتی ہی چشم بلبل تجھی کو نرگس بھی تک رہی ہی
چمن مین بلبل کا ہی یہ عالم کہ تجھکو حیرت سے تک رہی ہی
گلو نے گرتی نہین ہی شبنم یہ رال منہ سے ٹپک رہی ہی
ہوا سے جنبش مین ہی جو سنبل سحر کو شبنم ٹپک رہی ہی
پری کھڑی ہی چمن مین اے گل نہا کے زلفین جھٹک رہی ہی
نہ اس مین صیاد کر تامل دکھا دے للہ صورتِ گل
کہ مر نجائے غریب بلبل قفس مین سر کو پٹک رہی ہی
مین تمسے پہلے ہی کہ چکا تھا یہ حد سے بڑھنے کا ہی نتیجہ
تمھاری کاکل بھی یہ دانا زمین پر آخر لٹک رہی ہی
پر و نسے پھولونکو ہی چھپائے خدا ہی بلبل کو اب بچائے
ارے یہ کمبخت جل نجائے کہ آتشِ گل بھڑک رہی ہی
گلے سے اپنے ہمین لگاؤ خدا کو مانو اسے نکالو
نہین دھڑکتا ہی دل یہ دیکھو تمھاری حسرت پھڑک رہی ہی
غضب کا ہی تم مین چلبلا پن ادا بلا کی ستم کی چتون
تمھاری باتو نسے شوق من بڑی شرارت ٹپک رہی ہی
ہر سکیشی کا مزا اٹھی ساقی چمن چمن ہی فضا بھی ساقی

گھری ہوئی ہی گھٹا بھی ساقی ہوا بھی کچھ کچھ سنک رہی ہی

ارے برابر نسیم تیرا رقیب بھی بزم مین ہی بیٹھا
وہ کھل رہا ہی کسی کا چہرہ نقاب رُخسے سرک رہی ہی

غزل ۲۲۸	بڑھاپے مین ہمسے نہ وہ محبت **فروغ** ہمکو نہین شکایت یون ہی جو رہجائے ہی غنیمت کہ جسطرح آجتک رہی ہی	اشعار ۲۰

غزل

تمہارے کوچہ سے بچکر صبا نکلتی ہی
کلیجہ تھام کے خلقِ خدا نکلتی ہی

ہماری آہ بس اتنی رسا نکلتی ہی
کبھی کبھی ترے کوچہ مین آ نکلتی ہی

ادا یہ کونسی روزِ جزا نکلتی ہے
نظر بچا کے جو خلقِ خدا نکلتی ہی

ہر ایک سُنکے کلیجے کو تھام لیتا ہی
تمہارے نام مین بھی اک ادا نکلتی ہی

مٹائے سے نہ مٹی الفت مژہ دلسے
بھلا یہ پھانس کلیجے سے کیا نکلتی ہی

زمانہ یون تو نہین اس پہ جان دیتا ہی
قضا مین بھی کوئی تیری ادا نکلتی ہی

عدو کا اور مرا حال ایک ہی ظالم
جفا بھی تیری بڑی بیوفا نکلتی ہی

غضب نہو کہین جلدی بنائے وہ زلفین
بگڑ بگڑ کے بلا کی ادا نکلتی ہی

نشان یون بھی نہ ملتا تھا میری تربت کا
تری گلی سے تو خلقِ خدا نکلتی ہی

بیان ہجر کا اللہ رے اثر ظالم
کہ بات کرکے لبون کو جدا نکلتی ہی

وہ [illegible] حسرت کہ شرم [illegible]
[illegible] سے حیا نکلتی ہی

مین سب نے بلائے خدا کے بھی گھر نہین جاتا
کشش اُنھین کی مری رہنما نکلتی ہی

مرون جو آپ پہ مین یہ فاخر تا ہون
کرین جو آپ تغافل جفا نکلتی ہی

جگر مسلتی ہی لیتی ہی چٹکیان دلمین
تری نگاہ بھی درد آزما نکلتی ہی

ترے فراق مین کرتا ہی ناتوان نالے
کہ دلکے ٹوٹنے کی کچھ صدا نکلتی ہی

ہر ایک گل مین ترا رنگ ہی تری بو ہی
ہر اک حسین مین تیری ادا نکلتی ہی

برا تو لکھتا ہی جس چیز کو وہی زاہد
تری زبان سے بھی مرد خدا نکلتی ہی

نہ التجا کی ضرورت نہ عرض مطلب کی
ہر آہ بن کے مرا مدعا نکلتی ہی

اسی سے ہوتی ہی تسکین کچھ تو ہوتی ہی
تڑپ ہی درد کی آخر دوا نکلتی ہی

غزل ۲۲۹ — اشعار (۱۳)

فروغ سامنے اُس بت کے جا نہیں حاصل
زبان سے بات بھی مرد خدا نکلتی ہی

غزل

نکل جائے دم خواہش دل یہی ہی
حسینوں پہ مرنے کا حاصل یہی ہی

کہا دل نے دیکھا جو سوفار قاتل
کہ منہ چوم لینے کے قابل یہی ہی

جو کی عرض وعدہ وفا کیجیے گا
تو کہنے لگے ہنس کے مشکل یہی ہی

رہ عشق مین اک قدم بھی جو رکھا
کہا ضعف نے ایک منزل یہی ہی

نہ نکلے نکلتی نہین ہی جو حسرت
نکلتا نہین دم بھی مشکل یہی ہی

شب وصل تا صبح جانے ندین گے
کہ اقرار اے ماہ کامل یہی ہی

اسی کوچۂ عشق مین دل ہوا گم
لٹا ہو نہین جس مین وہ منزل یہی ہی

قضا نے کہا دیکھکر اُس کا کوچہ
جگہ قبر عاشق کے قابل یہی ہی

کیا خواہش قتل سے فہر یارب
وہ کہتے ہین آپ اپنا قاتل یہی ہی

عدو ہم سے دنیا مین جلتا تھا یارب
جہنم مین رہنے کے قابل یہی ہی

نہ کیون آئین جا ہین مرے دل مین ظالم
تری آرزوون کی منزل یہی ہی

اٹھین اُسکے ماتم سے ہوگی نہ فرصت
عدو مر بھی جائے تو مشکل یہی ہی

فروغ حزین کی مدد جا کے کیجیے
کہ مشکل کشا وقت مشکل یہی ہی

اشعار (۱۹)	غزل	غزل نمبر ۲۳

چاہتا ہون جسے اسپہ وہی مائل دل ہی
جو ہی معشوق کا معشوق ہوا وہ دل ہی

تم کہے جاؤ مین خاموش رہون مشکل ہی
میرے منہ مین بھی زبان [illegible] آخر دل ہی

کوئی خواہان کوئی طالب ہی کوئی مائل ہی
جان ہی سارے حسینون کی وہ دل او دل ہی

بس گیا ہی مری آنکھون مین تصور اسکا
کوئی مجنون کوئی لیلی ہی کوئی محمل ہی

کوئی بیٹھا ہی دم نزع سرہانے میرے
ایسی حالت مین تو مرنا بھی بہت مشکل ہی

ناز اب وہ بھی تمہاری ہی طرح کرنے لگا
تم کہا کرتے تھے جسکو یہ ہمارا دل ہی

اس نگہ نے مجھے مارا کہ ادا نے مارا
یہ بھی معلوم نہین کون مرا قاتل ہی

میرے سینہ مین ہی رکھنے مین تمہارے ہی مگر
اب خدا جانے یہ میرا کہ تمہارا دل ہی

خود بھی آ سکتے ہو مجکو بھی بلا سکتے ہو
تمکو آسان ہی ہر بات مجھے مشکل ہی

تو نے برباد کی اے گردش غم اسکی مٹی
جو کھلونا تھا حسینونکا یہی وہ دل ہی

اسپہ مرتا بھی ہون جلتا بھی ہون اسکے دم سے
ہی مسیحا بھی وہی اور وہی قاتل ہی

پھر لیتے ہو تو سینے سے لگائے رکھنا
میرا ارمان بھرا نازون کا پالا دل ہی

سر تو کٹتے ہی تھے لو بات بھی اب گھٹنے لگی
آ گئے جلاد کے منہ کھولنا بھی مشکل ہی

ایک دل کیا ہی جو ہون لاکھ تو صدقے تیر
مانگتے ہو جسے تم وہ بھی کسی قابل ہی

ہجر مین تم جسے نالونکی صدا سمجھے ہو
اے مری جان وہ آواز شکست دل ہی

دل ہی مجرم ہی وہ مجرم نہین اے داور حشر
یہی دشمن ہی کمبخت مرا قاتل ہی

دھیان انکا ہی خیال انکا ہی یاد انکی ہی
میرا دل ہی کہ حسینونکی بھری محفل ہی

جو کسی سے نہین لڑتی وہ نظر ہی انکی
جو کسی سے نہین ملتا ہی وہ انکا دل ہی

چودھوین رات کو نکلا ہی فلک پر اک چاند
میری پہلو مین **فروغ** ایک مہ کامل

غزل

غزل ۲۳۱ — اشعار (۱۴)

تو سلامت نہین کچھ شک مری تقصیر مین ہے — کہ عجب لطف ترے ہاتھ کی تعزیر مین ہے

زیب کانونکی کبھی ہار گلے کا ہین کبھی — ہائے جو لطف ہے ان بہونکی تقدیر مین ہے

تا نہ الزامِ جفا تم پہ لگائے کوئی — ایک پہلوئے وفا بھی مری تقصیر مین ہے

نخوتِ حسن کے شکوے پہ بگڑ کر بولے — جھک کے ملنے کی تو عادت مری شمشیر مین ہے

ہنسکے فرماتے ہین وہ میری جبین سائی پر — کہین مٹتا ہے مٹائے سے جو تقدیر مین ہے

التجا تمسے نہ کی حق سے دعا کرتا ہے — اے بتو غیر تو کچھ اور ہی تدبیر مین ہے

دیر وعدے پہ وہ کرتے ہین ستانیکے لیئے — رشک کہتا ہے کہ باعث کوئی تاخیر مین ہے

ہم اسیرون پہ چلے کیا تری تلوار اے ترک — آب جوہر سے وہ جکڑی ہوئی زنجیر مین ہے

رات دن رہتا ہے ابھرے ہوئے سینہ پہ ترے — یہ مزا ہائے دوپٹہ ہی کی تقدیر مین ہے

غیر کا ذکر فقط ضد سے مری کرتے ہین — صدمہ رشک تو تنہا مری تقدیر مین ہے

کبھی جاتی ہے کبھی جھک کے گلے ملتی ہے — ذبح کرتی ہے ادا جو تری شمشیر مین ہے

وصف تو کرتا ہے گو بادۂ کوثر کا سہی — خیر کچھ لطف تو زاہد تری تقریر مین ہے

وعدۂ حشر سے ہم خوب یہ سمجھے ہین فروغ — انکا دیدار اب اورونکی بھی تقدیر مین ہے

غزل ۲۳۲ — اشعار (۱۵)

غزل

اے دستِ شوق دیکھ تو سینہ ابھار کے — کیا بات ہے جو ہنستے ہین سب پھول ہار کے

اب کیا خزان کا ڈر کہ رگِ گل سے بلبلو — جکڑے ہوئے ہین پانون ہوس مین بہار کے

لیتا نہین زمانہ بھی کروٹ فراق مین — قربان اے خدا اب دلِ بے قرار کے

ہنس ہنسکے آپنے تو سبھی کو ہنسا دیا — خندان چراغ و گل بھی ہین میرے مزار کے

وہ بیقرار ہوگئے ننگا تھا منہ مرا — چلنا وہ ناز سے ترا سینہ ابھار کے

باہم رکاوٹین ہین کہ چھپ جائے راز عشق
پردے پڑے ہوئے ہین دلونمین غبار کے

اللہ رے شوق مجھہ پہ لگا یا جب اُسنے وار
سینے لپٹ کے چوم لیئے ہاتھ یار کے

ایک ایک کا شریک نہین اس زمانے مین
تڑپا جگر نہ ساتھ دل بے قرار کے

ہم مر گئے ہین کون اُٹھائے اب اُنکی ناز
بیٹھے ہین روٹھکر وہ کنارے مزار کے

چھایا نہین ہی باغ پہ رندو سیاہ ابر
گیسو کہلے ہوئے ہین عروس بہار کے

پھ دھیان بھی نہین کوئی بیتاب ساتھ ہی
او جانیوالے ناز سے سینہ اُبھار کے

پوچھو کچھہ اُنکے دلسے مزا اپنے وعدیکا
چسکے پڑے ہوئے ہین جنہین انتظار کے

شانہ ہلاکے کھتے ہین وہ میری لاش کا
اُٹھو بس اب گذر گئے دن انتظار کے

کچھہ رو رہے ہین آپ بناوٹ سے اسطرح
سب ہنس رہے ہین پھول ہمارے مزار کے

غزل ۲۳۳	بیتاب وہ بھی پردہ شوخی ہین ہین فرد ۶ اب ورا ارادے کیا ہین دل بیقرار کے	اشعار (۰۶)

غزل

شکوے کرو مین وعدہ بے اعتبار کے
کسکو بھلا نصیب ہے دن انتظار کے

بن ٹھنکے میرے دل کو نہ پامال کیجئے
کیون اپنا گھر بگاڑیئے زلفین سنوار کے

رو بھی چکے تم آنکھین دوپٹہ سے پونچھکر
آنسو تھمے نہین مری شمع مزار کے

شرما کے بوسے وصل کی شب کچھہ حیا بھی ہی
کمبخت دیکھہ ہنستے ہین سب پھول ہار کے

سمجھا نہ ظلم مین وہ شریک آسمان کی ہین
مین کر گیا گلے ستم روزگار کے

بھولی نہین ابھی اُنھین باتین فراق کی
آئے بھی تو کھڑے ہین کنارے مزار کے

کھتے ہو مجھہ پہ رکھ کے نہ غیر آئے بزم مین
سُن لین عدو بھی پھر یہی کہد و پکار کے

اب ہاتھ مل رہا ہون کیا کیون سوال وصل
لوٹے سب آسرے دل امیدوار کے

سمجھے نہ ... لیتی حیا بھی ہر آس ہو فا کی خو
قربان جائے ستم روزگار کے

ماتم مین میرے کچھ سر و پا کا بھی ہوش ہی
دیکھو سبھی کھڑے ہین کنارے مزار کے

پرہیز اور شراب سے واعظ اس ابر مین
کمبخت پی بھی لے کہ یہ دن ہین بہار کے

اچھا ہوا یا گلون نے نزاکت کا تیری ساتھ
مرجھا گئے وصال مین سب پھول ہار کے

وعدہ ہی کیا ضرور تھا آنا نہ تھا اگر
ہان یہ غرض کہ رنج سہون انتظار کے

رو دے کچھ اسطرح سے وہ منہ ڈھانک ڈھانک کر
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار کے

گیسو بہت بڑھ آئے ہین قربان ہو یہ دل
آئی بلا کو ٹالیے صدقہ اُتار کے

غزل ۲۳۴ | کچھ حال رنجِ عشق تو کہئے ابر فروغ
شاکی بہت تھے آپ غمِ روزگار کے | اشعار (۱۸)

غزل

وہی ہین کان جو سنتے ہون گفتگو کوئی
وہی ہی قلب جو رکھتا ہو آرزو کوئی

گرے زمین پہ اشک آنکھ سے تو بولا ضبط
کہ یون ملاتا ہی مٹی مین آبرو کوئی

یہ رشک بھی ہی گوارا کہ جائے غیر کے گھر
کرے گا ترک مگر تیری آرزو کوئی

نہوگی صبح شبِ وصل اس حیا کے نثار
چھپائے منہ کو تہ زلفِ مشکبو کوئی

تری بلا سے نہ ہم بخشے جائین گے واعظ
یہ کیسی باتین ہین توبہ خدا ہی تو کوئی

شبِ وصال جگر مین یہ درد کیون اُٹھا
کہین نہ دل سے نکلتی ہو آرزو کوئی

مرے ہین حسن پرستون کے حشر کے دن بھی
یہ فکر ہی کہ نظر آئے خوبرو کوئی

ہمارا نقشِ محبت مٹاتے ہو دل سے
اسے بھی غیر کی سمجھے ہو آبرو کوئی

بغیر رو دئے کرون کسطرح مین تیرا ذکر
بھلا نماز بھی پڑھتا ہی بے وضو کوئی

وہ سر نہین نہو جس سر مین عشق کا سودا
وہ دل نہین نہو جس دل مین آرزو کوئی

مری نظر سے کوئی تیرے حسن کو دیکھے
مری زبان سے کرے تیری گفتگو کوئی

کھٹک رہا ہی ترا تیر دل مین اے ظالم
مین ڈر رہا ہون نہو یہ بھی آرزو کوئی

کہین گے حشر مین ہم اُسنے پیش داورِ حشر
کہ آج بھی نکرے ہمسے گفتگو کوئی

یہین وصل مین مرے دلکی ہئی تمنائین
یہ آرزو ہی کہ نکلے نہ آرزو کوئی

کبھی پہ چھیڑ نہین کرتے بات بھی تم تو
کبھی یہ ضد نکرے ہم سے گفتگو کوئی

مری وفا سے تعلی جفا یہ کرتی ہی
کرے گا ابتو کسی کی نہ آرزو کوئی

تمہین ہو جان ہماری تمہین ہو دشمنِ جان
بھلا زمانے مین اپنا بھی ہی عدو کوئی

غزل ۲۳۵	نصیب حشر کے دن ہو شفاعت احمد فروغ اور نہین دلمین آرزو کوئی	اشعار (۱۸)

غزل

عشق کا آزار کیسا آزار ہی
کچھ وہی اچھا ہی جو بیمار ہی

کیون جلانے کا ہی وعدہ بعدِ قتل
غیر خود ہی جان سے بیزار ہی

آئنہ بھی سامنے رہنے لگا
جسکو دیکھو طالبِ دیدار ہی

سو گیا سب کو جو دربان بھی تو کیا
آنکھ کھولے روزنِ دیوار ہی

دل مسلتے ہو کہ ملتے ہو گلے
یہ نئی اُلفت نرالا پیار ہی

تو چھپا لے اُنکو اے دامانِ حشر
اک زمانہ طالبِ دیدار ہی

پیٹتی رہتی ہی گلے سے آپ کے
کوئی دستِ شوق کیا تلوار ہی

پڑ گئین نظرین کسی کمبخت کی
بڑھ گئی کچھ سُرخیِ رُخسار ہی

تیرا جلوہ کس کی نظرون مین نہین
کون تیرا طالبِ دیدار ہی

جسکو آتا ہی غریبون پر ترس
وہ تمہارا سایہ دیوار ہی

مانگنے مین وصل کے یہ اُلٹی ہوئی
اب اُدھر اصرار ادھر انکار ہی

خواب مین وہ آئے جاگ اُٹھے نصیب
کوئی سوتا ہی کوئی بیدار ہی

دل ترا اے سنگدل ملتا نہین
آنکھ رہنے کو مگر ہشیار ہی

دو سزا لیکن تم اپنے ہاتھ سے / مجکو جرم عشق کا اقرار ہی
پڑتے ہین دلپر ترے ہلکے قدم / یہہ انوکھی شوخیٔ رفتار ہی
ہم غریبونکی بھی اچھی بنھ گئی / عشق کی سرکار کیا سرکار ہی
آئینہ کا حال کچھ کھلتا نہین / کون کس کا طالبِ دیدار ہی

غزل ۲۳۶ — اشعار (۱۳)

کیون خفا بیٹھا ہی تو اُنسے **فروغ**
کیون تو اپنی جانسے بیزار ہے

غزل

ضعف نے خون جگر ایسا گھٹا رکھا ہی / ناخنِ یار کو محتاجِ حنا رکھا ہی
عرض احوال بھی شکوہ ہی یہہ ہی حسن کا قول / عشق نے نام تغافل کا حیا رکھا ہی
لاش عاشق کی ہی دیدار کا وعدہ یہہ نہین / کہ جسے تو نے قیامت پہ اُٹھا رکھا ہی
ہائے کچھ گردِ کدورت کا سبب تو کھئے / خاک مین آپنے کیون مجکو ملا رکھا ہی
جگر و دل کو لگائے ہوئے ہین سینہ سے / اپنے رُوٹھے ہوئے یارونکو منا رکھا ہی
بزم مین غیرونکا مجمع بھی مرے کام آیا / کہ ترے تیرِ نظر سے تو بچا رکھا ہی
وصل مین چونک کے آنکھونکا یہہ ملنا کیسا / تمنے سوتے ہوئے فتنونکو جگا رکھا ہی
اسقدر آپسے گستاخ ہین کیون غیر حضور / کیا یہہ کیسو ہین جنھین سر پہ چڑھا رکھا ہی
پھر وہ کیا تھا ہوئے غش طور پہ موسیٰ جس سے / پھر کسے تمنے قیامت پہ اُٹھا رکھا ہی
تیرے گیسو بھی ہین دُنیا سے نرالے ظالم / کہ بگڑ کر بھی اک انداز نیا رکھا ہی
کہین اُبھرا ہوا جوبن بھی سنبھلنے دیگا / کیون دوپٹہ کو مصیبت مین پھنسا رکھا ہی
نہین پامال محبت کی لحد پر تعویذ / نقشِ پا کو ترے سینہ سے لگا رکھا ہی

اے **فروغ** آپکی شہرت ہو نہ کیون دُنیا مین
طرز ہی آپنی کچھ سب سے جدا رکھا ہی

غزل ۲۳۷ — غزل — اشعار (۱۳)

وصل کی رات نکلتی نہین حسرت دلکی
لٹ رہی ہی اسی پر دمین قناعت دلکی

اپنے ظاہر جو مین کرتا ہون محبت دلکی
ہنس کے فرماتے ہین کچھ آپکی ہی شکلت دلکی

گردِ غم مین کوئی دیکھے گا نہ صورت دلکی
کچھ تو ہو جائیگی اے عشق حفاظت دلکی

راز افشا کئے دیتے ہین یہ اشکِ خونین
میری آنکھونسے ٹپکتی ہی محبت دلکی

نہین نکلا ہی شبِ ہجر مرا دم اے موت
عمر بہر مین یہی نکلی ہی اک حسرت دلکی

دل پہ چھایا ہوا عاشق کے تصور تیرا
تیری تصویر پہ چھائی ہوی حسرت دلکی

اُسنے نازک کو بھلا تاب کہان سُننے کی
ہائے پہر کس سے کہے کوئی مصیبت دلکی

آپ سُنیئے تو سُناؤن مین کچھ احوال فراق
آپ کہئے تو کرون کچھ مین شکایت دلکی

درد اُٹھ اُٹھکے ٹہلتا ہی تو مین ڈرتا ہون
کہین پامال نہو جائے محبت دلکی

آپکا نام بھی لون حشر کے دن تو ملزم
کچھ خدا سے مجھے کرنا ہی شکایت دلکی

عشق گیسو مین اُلجھاتی ہی وہ دزدیدہ نظر
پردہ شب مین لٹی جاتی ہی دولت دلکی

درد سے ہاتھ مین رکھے ہوئی ہون سینہ پر
وہ سمجھتے ہین یہ کرتا ہی حفاظت دلکی

غزل ۲۳۸ — اشعار (۱۲۶)

لے گیا لوٹ کے سب تاب و توان کوئی فروغ
کچھ خبر بھی نہین اللہ ری غفلت دل کی

غزل

یاد اگر شعلہ رخونکی دلِ پرغم مین رہی
کوئی جنت مین رہے بھی تو جہنم مین رہے

ہائے رونیسے بھی دل میرا شگفتہ نہوا
کھل گئے صبح کو وہ پھول جو شبنم مین رہے

بال بکھرائے ہوئے لگہ رہے ہین میت کو حسین
جان دینے پہ بھی ہم اک نئی عالم مین رہے

ناتوانی سے نکل بھی نہ سکے وصلکی رات
ہائے گھٹ گھٹ کر سب ارمان دلِ پرغم مین رہے

عیش اُسکو ہی خوشی اُسکو ہی لطف اسکو ہی
جو ترے رنج ترے درد ترے غم مین رہے

کچھ نہ کچھ حسن سے پیدا ہو پریشانی عشق
حال ابتر جو مرا خاطر برہم مین رہے

وہ شب غم کی اُداسی وہ ہجوم حسرت
آپ کیا جانیے ہم کونسے عالم مین رہے

غیر دیکھین نہ ادائین تری بیتابی کی
ظلمت ایسی تو ہماری شب ماتم مین رہے

مار ڈالا ترے وعدے نے کہ مرنے ندیا
اس دلاسے مین رہے ہائے ہم اس دم مین رہے

ہجر مین غم سے کچھ ایسی ہوئی اُلفت دلکو
فرقت رنج ہے ہم عیش مین تو غم مین رہے

غم یہی ہے کہ دلشکنی ہوگی تری رحمت کی
ہمسے مجرم اگر اسد جہنم مین رہے

غزل ۲۳۹

سال بھر غم ہو رہے خوش جو محرم مین فروغ
سال بھر خوش رہے غمگین جو محرم مین رہے

اشعار (۲۳)

غزل

غیرون کی طرح ہمسے اشارے نہین ہوتے
دشمن کی طرح دوست بھی پیارے نہین ہوتے

وہ سامنے کس وقت ہمارے نہین ہوتے
کب چشم تصور سے اشارے نہین ہوتے

اپنے جگر و دل کسے پیارے نہین ہوتے
پھر بھی تو دو لخت ہمارے نہین ہوتے

دل سیکے وہ تیوری تمہارے نہین ہوتے
وہ ناز وہ غمزے وہ اشارے نہین ہوتے

تربت مین مری کیون ہے اندھیرا مرے غم مین
گیسو تو پریشان تمہارے نہین ہوتے

ہے سنکے بھی کیا جان ندین جانے والے
ہم جانتے تھے جھکر تمہین پیارے نہین ہوتے

کیا کہیے تقدیر ہی ٹیڑھی ہے ہماری
سیدھی کبھی تیور بھی تمہارے نہین ہوتے

چلئے مری تربت پہ بھی آنکھونکو جھکائے
اب نیچی نگاہون سے اشارے نہین ہوتے

ہم وہ ہین جو دشمن ہوا اُسے دوست بنا لین
اک تم نہین جو کہ ہو ہمارے نہین ہوتے

ہم سے ہی عزیز ایک نگاہ غلط انداز
تمسے جگر و دل ہین پیارے نہین ہوتے

کرتا ہی نہین تیغ سے ذبح وہ کم سن
پورے کبھی ارمان ہمارے نہین ہوتے

تم جنکی نگاہون مین رہا کرتے ہو ہر وقت
وہ طالب دیدار تمہارے نہین ہوتے

ہین حباب بحر بھی نا واقف تنگئے دھر — کچھ تو وسعت چاہیئے تھی سر اٹھانیکے لیئے
گرد غم ہی ڈھیر دلمین ایکیون جائین کہان — اپنے ہی گھر مین بہت ہی خاک اڑانیکے لیئے
اُنکے کوچہ مین جدھر دیکھو یہ آتی ہی صدا — ہم بھی بیٹھے ہین تمہارے ناز اٹھانیکے لیئے
غیر کا ماتم سہی میری لحد پر کیا ضرور — اور کوئی جا نہتی کیا خاک اڑانیکے لیئے
مجرمونکی شرم رکھ لی تونے اے دامان حشر — ورنہ اُنکے پاس کیا تھا منہ چھپانیکے لیئے
وصل کی شب میرے دلکی سب نکالین حسرتین — آپ بھی آئے تو میرا گھر لٹانیکے لیئے
غیر کا تو ذکر تھا پردہ پر آفت آگئی — وہ کسے سمجھے کہا کس کو اٹھانیکے لیئے

غزل بحر ۲۴	جان دی اسے امید پر بس اے **فروغ** شاید آجائین وہ میری لاش اٹھانیکیلیئے	اشعار (۱۲)

غزل

ہمارا دل بھی ہی کعبہ ذرا نظر مین رہے — بتو تم اب بھی یہ سمجھو خدا کے گھر مین رہے
کہا جو مرتا ہون کہتے ہو تم ترے دشمن — رقیب بیٹھے ہین یہ بھی ذرا نظر مین رہے
تمہین یہ ضد کہ رہے اسکے دلمین رنج فراق — مجھے یہ وہم کوئی کیون تمہارے گھر مین رہے
اُبھار اُبھار کے سینہ کو شوق سے چلیئے — یہ ساتھ ہی کوئی بیتاب یہ نظر مین رہے
بسا ہی دلمین رقیب اُنکے وہ مرے دلمین — یہ اُنکے دلمین رہا اور وہ میرے گھر مین رہے
یقین ہی بعد فنا بھی ہو نور آنکھ مین — کسی کی چاند سی صورت اگر نظر مین رہے
بلا سے دفن کرین کوئے غیر مین احباب — لحد تو خیر مری تیری رہگذر مین رہے
لگاوٹ نے بلبلونکا اختلاط تو دیکھو — چمن کی سیر مین یہ رنگ بھی نظر مین رہے
بتونکو تو جو برا کہہ رہا ہی اسے واعظ — ارے یہی تو وہ ہین جو خدا کے گھر مین رہے
حضور غیر مین اور مجھہ مین کچھ تو دوری ہو — رہو نہین دلمین وہ کمبخت اگر نظر مین رہے
کسی کا قول کہ ہم دشمنی سے دیکھتے ہین — مجھے یہ رشک عدو اور تری نظر مین رہے

غزل ۲۴۲ | فروغ اور نہ اُسکو گلے سے اپنے لگائیے / ارے وہ تیغ جو قاتل تری کمر مین رہے | اشعار (۱۴)

غزل

دلبر اپنے نہ جگر پہ بھی بھروسا کوئی — اس زمانہ مین نہین ہائے کسیکا کوئی
دل کوئی چیز نہین بات نہ دینیکی یہہ ہے کہ — ہم بھی ایسے ہین کرے ہمسے تقاضا کوئی
اس لیئے روٹھتے ہین ہمکو گلے کا چسکا — کہ کرے تا کبھی اظہار تمنا کوئی
غیر در پردہ اشارونکے مزے یون لوٹین — عاشقون پر رشک کرے ہمسے بھی پیدا کوئی
جو گیا پیکے وہان خط وہ عدو بن بیٹھا — اب بناتے ہین کرے کس پہ بھروسا کوئی
مین تو اس بات پہ مرتا ہون کہ رو رو کہین — نرہا اے مرا چاہنے والا کوئی
دم نکلتا ہی مرا آپ کو سوجھی ہی ہنسی — جائیے بیٹھے یہہ بھی ہی تماشا کوئی
غم بہت ناز اُٹھائے تو اُٹھائے سینے — کیا پڑی تھی جو مری لاش اُٹھاتا کوئی
ہو تغافل کا بُرا لو وہ بگڑتے ہی نہین — کیا کرے اُسنے کسی بات کا شکوا کوئی
لاش پر میری جو آتے نہین یہہ تو ہے سبب — شاید اسکو بھی سمجھتے ہین وہ حیلا کوئی
دیکھتا کون یہہ انداز جو مرتا نہ رقیب — بال کھولے ہوئے کیون گھر سے نکلتا کوئی
وعدہ کرلو اجی جھوٹا ہی سہی دل رکھ لو — یہہ بھی سُن لو نہین کرنیکا یہہ پورا کوئی
دلکو تھامے ہوئے منہ پھیر کے جانا کیسا — اور دیکھے کسی بیکس کا تڑپنا کوئی

غزل ۲۴۳ | عاشقانہ یہہ غزل خوب کہی تمنے فروغ / ہان مگر لطف تو جب تھا اسے گاتا کوئی | اشعار (۲۹)

غزل

مشتاق تھے دشمن مرے مرنیکی خبر کے — اندھیر کیا تونے تری زلفون نے بکھر کے
دیتے ہین یہہ دھوکے کسی مشتاق نظر کے — چھپکا تو نہین آنکھ بھی روزن سحر کے

کیا خوب جواب انکو دیا ہمنے بھی مر کے
جو دلکو دکھاتے تھے ترے بات نہ کر کے

کھلنے کو پڑے شکوہ تھے لب زخمِ جگر کے
چھلکی سے وہ بات نہ اگر تیر نظر کے

کیا نقش وفا بھی ہی حباب لب دریا
بن بنکے بگڑ جاتا ہی مٹتا ہی ابھر کے

گردن پہ ذرا رک کے چل اے خنجرِ قاتل
کچھ دیر تو زانو مرے سینہ سی نہ سرکے

سینے پہ تسلی کو بھی رکھے نہ کوئی ہاتھ
دلبر کہین دیدین نہ لہو زخم جگر کے

وہ چاند سا منہ دیکھ لیا صبح شبِ وصل
منہ فق ہی نہین ہوش ٹھکانے ہین سحر کے

حسرت و ارمان کیلیئے خوب بنائے
چھالون نے تپ غم کے مرے دل مین ابھر کے

اچھے یہ پرواز کیئے حسن نے پیدا
اڑنے لگین زلفین ترے شانون پہ بکھر کے

تعریف کیا کرتے ہین یون حسن کی اپنے
مداح رہا کرتے ہین ہم [illegible] نظر کے

بیقدر بھی ہو کر نہ مرے دلکی گھٹی قدر
نظرون پہ چڑھا [illegible] کے

یون جام کو خالی غمِ ساقی مین کیا ہی
پی پی گئے ہین آنسو [illegible] کے

اس شوخ نے شرما کے دوپٹہ کو سنبھالا
دریا پہ کیا قہر حبابون نے ابھر کے

احباب چلین ہین لیکے سنبھالے ہوے لاشہ
دکھتا ہی دل اچھے ہین ابھی زخم جگر کے

اٹھا ہی میرے دل سے کہان جانیکو ظالم
اے درد بتا دست کہ [illegible] ہین ابھر کے

ڈر ڈر کے ہو منہ فق ہوا جاتا ہی کسیکا
ہین شام ہی سے وصل مین سامان سحر کے

ہین چھاونی چھائے ہوئے ارمان محبت
خیمے ہین مرے چھالے [illegible] جگر کے

کیون داور محشر سے قیامت مین جھکے آنکھ
کیون دل مرا توڑے کوئی [illegible] کے

اب دیکھئے کیا جی مین سمجھتا ہی وہ بدظن
اک قہر کیا بعدِ فنا دل نے ٹھہر کے

جھلکی ہی وہ شوخ آنکھ وہین پردم فتراک
کشتے ہین جہان دفنِ محبت کی نظر کے

یوقت اثر جذب محبت ہوا ان پر
کہین غیر سے باتین مری تربت پہ ٹھہر کے

بیہودہ مصیبت ہی کہ ہم ایڑیان رگڑین
ہنس ہنس کے کہے کوئی [illegible] بکھر کے

یہی ہر روانی اپنی اسے میری عمر نے — قاتل نہ کس طرح ترا خنجر رواں رہے
ہمراہ اُنکی یاد کے دلمین ہی بغض غیر — کمبخت یہ بھی ساتھ رہا وہ جہاں رہے

غزل ۲۴۵ — کیون آہ ہو بلند نہ ابرو کے عشق مین / کیونکر تیرمین فروغ نہ زورِ کمان رہے — اشعار (۱۳)

غزل

بنکر نگاہ آنکھ مین تم میری جان رہے — ارمان ہو کے قلب جگر مین نہاں رہے
سوزش بھی درد بھی مرے دلمین نہاں رہے — آخر تمہاری شرم کا کچھ تو نشان رہے
فصل خزان مین شعلۂ گل بجھ کے رہ گیا — پھر کیون نہ بیچراغ مرا آشیان رہے
سودا ہے سر مین دلمین ہے ارمان جگر مین داغ — کھتا ہی عشق درد پھر آخر کہان رہے
ہو لطف بھی تو اتنا ہی جتنا کہ اُٹھ سکے — نازک ہے دل خیال ذرا میری جان رہے
محشر کا بند و بست بھی کرنا ضرور ہے — کل کیا کروگے آج جو ہمسے نہان رہے
کیا خوب بات بھی رہی احسان بھی ہوا — لگ آنکھ مین نہان کبھی دلمین نہان رہے
احباب میری لاش کو آہستہ لے چلین — کچھ نا توانیونکا بھی باقی نشان رہے
تاثیر کی یہ کی مرے غم نے پس فنا — گو وہ ہنسا کیے مگر آنسو رواں رہے
قربان میری آنکھین ہین صدقے ہو میرا دل — دو چار پردون ہی مین ہی تم جہان رہے
کچھ سلسلہ رہا تو امیدین بھی ہین سبھی — اچھا وہ مہربان نہین نا مہربان رہے

غزل ۲۴۶ — یون ہی ظہور فیض امام زمان فروغ / بدلی سے نور مہر کا جیسے عیان رہے — اشعار (۱۰)

غزل

جو میرے دلمین تو ہی روزِ انتظار آئے — تو میری جان مین جان آئے خیال یار آئے

یہہ بدگمانیان ابتک ہین مرنیوالے سے
نقاب چہرہ پہ ڈالے ہر مزار آئے

قفس مین کھینچکے لائے گلونکو جذبۂ دل
مزا تو ہی کہین ہمین صیاد اگر بہار آئے

یہہ پیاری پیاری ادائین یہہ بھولی بھولی شکل
تمہین کہو کہ نکیونکر کسی کو پیار آئے

یہہ فرق ہی کہ دل مضطر مین اور بجلی مین
اُسے قرار نہ آئے اسے قرار آئے

مری طرح سے ترے جھوٹے وعدونکا ظالم
مزا تو ہی نہ عدو کو بھی اعتبار آئے

کچھہ اور تھا نہ گھڑی بھر کے آنیسے مطلب
غرض یہہ تھی کہ نہ برسون اسے قرار آئے

یہہ جھوٹے وعدے اور اُسپر ضد یہ خدا کی شان
خفا بھی ہون جو کسیکو نہ اعتبار آئے

ہوئی نہ خاک بھی تسکین اُسکے کوچہ مین
کہ بیقرار گئے اور بیقرار آئے

مثال غنچۂ پیکان ہمارا دل بھی ہے
غرض ہی کیا ہی خزان آئے یا بہار آئے

نظر حضور کی بیچین دل مرا بیتاب
اُسے قرار نہو اور اسے قرار آئے

وہ میرے سر کی قسم کھاتے ہین دم وعدہ
کوئی کہے تجھے پھر خاک اعتبار آئے

خدا کیواسطے اے بیکسی بتا دینا
جو ڈھونڈھتا ہوا کوئی مرا مزار آئے

ہنسی کا بھی دم اقرار کوئی موقع ہی
خدا کیواسطے پھر کس کو اعتبار آئے

جو تجھہ سے عشق کرے اُس سے عشق ہو مجکو
جو تجھکو پیار کرے اُس پہ مجکو پیار آئے

غزل ۲۴۷	گیا ہی ساتھ جو اُسکے تو کاش یہہ ہو فروغ نہ آئے ہوش بھی جب تک نہ وہ نگار آئے	اشعار (۱۴)

غزل

شراب پیکے شب وصل گر وہ یار آئے
تو ساتھ نیند کو لیتا ہوا خمار آئے

کہان تلک یہہ تغافل یہہ ناز اے رحمت
ارے قریب جہنم گناہگار آئے

سے چلے ہین میرے جنازیکے ساتھ بن ٹھنکر
کہ پھر مرے کوئی مجھپر کسیکو پیار آئے

ستم ہی آنکھہ چرانے لگین سبھی مجھہ سے
غضب ہی ہوش نہ آئے مجھے جو یار آئے

جب مین یہ لکھ چکا کہ مری زندگی ہو تم ۔۔۔ مرتا ہون تمپہ پھر تو یہ لکھنا خلاف ہے
دیتا ہی اپنے دلمین جگہ سبکو وقتِ دید ۔۔۔ گردِ ملال سے دل آئینہ صاف ہے
سننا پڑیگا پھر تمہین جو کچھ کہین گے یہ ۔۔۔ دیوانہ عاشقونکو بنانا خلاف ہے
جب بدگمانیان ہین کسیکی بڑھی ہوئی ۔۔۔ پھر التجائے موت بھی کرنا خلاف ہے
بتا ہی مر کے غیر ترے گھر سے سوئے قبر ۔۔۔ ظاہر ہی صاف تجھسے اسے انحراف ہے
وہ بھی ہی دوست دوست کا جو اپنے دوست ہو ۔۔۔ دشمن رقیب کو بھی سمجھنا خلاف ہے

اشعار (۱۶)	مرجاؤنگا تو لاش مری کیا اُٹھائینگے یہ ذکر بھی **فروغ** جب اُنکے خلاف ہے	غزل ۲۴۹

غزل

سمجھے نہ کوئی عشق سے کچھ انحراف ہے ۔۔۔ بہرِ دعا بھی ہاتھ اُٹھانا خلاف ہے
طعنے یہ ہین کہ میری جفائین نہ اُٹھ سکین ۔۔۔ مرنا بھی میرا ہائے کسی کے خلاف ہے
وہ تو ہین میرے دلمین مین پھرتا ہون اُنکی گرد ۔۔۔ اچھا یہ اعتکاف ہے اچھا طواف ہے
لیجاؤن کہان مین چھوڑ کے اُنکو شبِ وصال ۔۔۔ اے بیخودی یہ پاسِ ادب کے خلاف ہے
رُخ سوئے کعبہ غیر کی میت کا ہی بتو ۔۔۔ کہتے نہ تھے کہ تمسے اسے انحراف ہے
جب اپنی جان جانتے ہین وہ رقیب کو ۔۔۔ پھر اُنکو اپنی جان سمجھنا خلاف ہے
صبحِ شبِ وصال بھی آنکھین نہ جھکنے پائین ۔۔۔ یہ بات بانکپن کی تمھارے خلاف ہے
مٹی بھی ملنے کی نہین امید بعدِ مرگ ۔۔۔ قسمت یہ میری غیر سے [illegible]
دیکھین کہین وہ مجمع محشر خدا کرے ۔۔۔ [illegible]
اے ضعف رحم دلمین خیال اُنکا آ گیا ۔۔۔ اُٹھنے دے [illegible]
پرکار کی طرح نہ پھرون کیونکر اُنکے گرد ۔۔۔ کعبہ بھی مرا ہی میرا طواف ہے
جب آپ جانتے ہین اُسے اپنی زندگی ۔۔۔ پھر بد دعا عدو کو بھی دینا خلاف ہے

تیرا تو دل وہ ہی جو مکدر رہی مجھسے یار
پھر کونسا وہ دل ہی جو غیرونسے صاف ہی

زاہد کہین حلال ہی مے اور کہین حرام
اس تیرے مسئلہ مین عجب اختلاف ہی

آئینہ سے خفا نہین ہوتے ہو وقتِ زیب
سینے سے میرے تمکو لگانا خلاف ہی

غزل ۲۵۷	کچھ اے **فروغ** وہم کا انکے نہین خیال دیوانونکا یہ خاک اڑانا خلاف ہی	اشعار (۲۳)

غزل

اُسکے یدِ قدرت مین مرض بھی ہی شفا بھی
دیتا ہی وہی درد بھی کرتا ہی دوا بھی

عاشق پہ چلے وصل کی شب تیرِ ادا بھی
برچھی لیئے اٹھی نگہ ہوش ربا بھی

تاثیر نئی کرتی ہی فرقت مین دعا بھی
ہو جاتی ہی شکوہ بھی شکایت بھی گلا بھی

ہی دردِ محبت کی کھٹک روح کا کھنچنا
کرنے لگی ناز آپکے عاشق سے قضا بھی

پوشیدہ ہی اسے پردہ نشین سب اثر مین
یون نکلی ہی دلسے ترے ملنے کی دعا بھی

وہ تیغ اُٹھاتے ہین کہ دوپٹہ کو سنبھالین
ہی شوق جفا بھی مگر آتی ہی حیا بھی

مین زار ہون اُس کوچہ مین پہنچون بھی تو کیونکر
ڈر کر نہین جاتی کبھی اُس رخ کی ہوا بھی

کترا کے فلک ڈر کے مہ و مہر ہین چلتے
دبکر ترے کوچہ سے نکلتی ہی ہوا بھی

سینہ سے دمِ صبح انھین سینے لگا یا
رخصت ہوئی تاثیر سے مل ملکے دعا بھی

بیچین بھی ہون چین بھی بے اُسکے نہین ہے
آزارِ محبت کا مرض بھی ہی دوا بھی

ظالم تری ان نیچی نگاہون مین ہی سب کچھ
شوخی بھی تغافل بھی متانت بھی حیا بھی

مانا کہ حضور آپ مسیحائے زمان ہین
آتی ہی مگر دردِ محبت کی دوا بھی

پہنچا وہ جگر تک مرے تا عرش وہ پہنچے
نکلی تھی ترے تیر کے ہمراہ دعا بھی

جھنجھلا کے وقتِ نازِ وفا پر مرے بولا
ناراض انھین باتونسے ہوتا ہی خدا بھی

آمادہ تو ہو جاؤ مجھے دینے کو تعزیر
پھر کوئی نہ کوئی نکل آئے گی خطا بھی

اُلٹی مری گردن پہ چھری پھیر رہے ہین
کم سن جو ابھی ہین نہین آتی ہی جفا بھی

شوخی نے تری شرم نزاکت کی تو رکھ لی
ہاتھون سے ٹھہرنے نہ دیا رنگِ حنا بھی

پایا جو اسے وصل کی حسرت سے ہم آغوش
محجوب ہوئی لیکے مری جان قضا بھی

ڈر کشمکشِ ناز سے ہوتا ہی یہ مجھکو
گھبرا کے نکل جائے نہ آنکھونسے حیا بھی

تر خون مین نکلا ہی ترا تیر بھی دل سے
ڈوبی ہوئی تاثیر مین نکلی ہی دعا بھی

رہ سکتی ہی کسطرح اُن آنکھون مین مروت
جن آنکھونسے شوخی بھی ٹپکتی ہی حیا بھی

پنہان ہی ہر اک ظلم مین بھی اُنکی نزاکت
یون توڑتے ہین دل نہین آتی ہی صدا بھی

غزل نمبر ۲۵۱	کوچہ سے **فروغ** آپکے دم بھر نہین ٹلتا ہر وقت یہین رہتا ہی یہ مردِ خدا بھی	اشعار (۲۱)

غزل

لطف یہ بھی نہین میرے دلِ مضطر کیلئے
چین آئینہ تو کر لیتا ہی دم بھر کیلئے

حاجتِ قبر ہی کیا ہی تنِ لاغر کے لیئے
سب یہ فکرین ہین عبث تیرے قلندر کیلئے

کبھی کھینچنا کبھی ملنا ہر ادا قاتل ہے
تمنے چن چن کے سب انداز ہین خنجر کیلئے

کام آئے دلِ پُر داغ ہمارا شاید
ہوئی ہی پھولونکی حاجت کسی بستر کیلئے

قسمین جھوٹی کوئی کھاتا نہ پھرے وعدۂ وصل
یہ شرف تیری بدولت ہی مرے سر کیلئے

جب یہ کہتا ہون کسی بات پہ انصاف کرو
ہنس کے کہتے ہین اُسے رہنے دو محشر کیلئے

اُس سے بہتر ہی ترا آئینۂ نقشِ قدم
بوسے زاہد نے عبث کعبہ مین پتھر کیلئے

اشک سوزان جو گرے ہین شبِ غم آنکھونسے
وہی انگارے سے بنے ہین مرے بستر کیلئے

پھر چلے خاک اسیرونکے گلے پر قاتل
واہ کیا عید ہی جوہر ترے خنجر کیلئے

ایسی باتونکا اس انبوہ مین وقع کیا ہی
میرا انصاف اُٹھا رکھو نہ محشر کیلئے

خط مین کیون گردشِ قسمت کا نہ مین لکھتا حال
کہ بھٹکنا تو مقدر تھا کبوتر کیلئے

ہاتھ رکھو نہ ہمارے دلِ بیتاب پہ تم
فائدہ کیا ہی جو ٹھہرا بھی گھڑی بھر کیلئے

شوخیان دیتی ہین بیتابیونکا بھی دھوکا
ہیا وار ہنے دو میرے دلِ مضطر کیلئے

روکنے والا ہی پھر کون بچالے جائیگا
نزع مین ہو نہین ٹھہر جائے دم بھر کیلئے

فاتحہ قبر پہ غیرونکی پڑھو رکھکے نہ ہاتھ
احتیاج اسکی ہی میرے دلِ مضطر کیلئے

تیرے دھوکے مین کیا مونسنے اپنی نعش پہ تھر
روح بیچین ہی اب زانوے دلبر کیلئے

خوب تارِ نظرِ دیدۂ بسمل کام آئے
جوہر اپنے یہ بنے ہین ترے خنجر کیلئے

سربلندونکو ہی کب زینتِ دنیا سے غرض
حاجتِ سرمہ نہین دیدۂ اختر کیلئے

بگڑے بیٹھے ہین لب ابرو پہ ہی ترچھی ہی نظر
آفتین سب ہین یہ میرے دلِ مضطر کیلئے

تیر برچھین نہ بٹے کن آنکھونکی اڑائین بچ رخ
کہ ٹھہرتا نہین کمبخت گھڑی بھر کیلئے

غزل ۲۵۲	کو اٹھا دیکھ کے تاریکئ مرقد کو فروغ جان دیتے تھے سب اللہ اسی گھر کیلئے	اشعار (١٧)

غزل

ایحنون مرتے ہین یہ دامنِ محشر کیلئے
پاؤن پھیلائے ہین دیوانونے چادر کیلئے

زانوئے یار پہ رہتا تھا کبھی جو اے موت
ٹھوکرین راہرونکی اب اسی سر کیلئے

خوب پہلو ہی یہ سینے سے لگا لینے کا
کاش آئینہ ہی بنتا مین گھڑی بھر کیلئے

ایکبار اور مجھے ترچھی نظر سے دیکھو
ہی کلیجہ مرا بیچین اسی نشتر کیلئے

آفتین سارے زمانے کی ہوئی ہین پیدا
میری قسمت کیلئے میرے مقدر کیلئے

بدگمان غیرِ قیامت کا ہی تجھ سے ظالم
نہین ٹلتا جو ترے پاس سے دم بھر کیلئے

دلِ اغیار کہان اور یہ مین کمبخت کہان
جستجو اتنی نہ کرنی تھی ترے گھر کیلئے

شیخ کو دیکھکے پیتے نہین دنیا کے ساقی
دیر سے ہاتھ کو پھیلائے ہی ساغر کیلئے

رحم کرا سے تپشِ روزِ قیامت ہم پر
ارے سب جلنے کو نہین آئے ہین دم بھر کیلئے

نہو سیہ بخت تو کا خون آپکے خنجر پہ جما
خوب کاجل ہے بنا دیدۂ جوہر کیلئے

فاتحہ کو مری تربت پہ بھی رکھتے نہین ہاتھ
کہ نہو پہلو سے تسکین دلِ مضطر کیلئے

ہوئی دنیا مین مگر سلق رکاوٹ ظالم
یا ترے دلکے لیئے یا ترے خنجر کیلئے

ہے ناوٗن پہ ترے خوب بھروسا مجھکو
لطف اگر غیر پہ ہوگا بھی تو دم بھر کیلئے

آپکا قول سے پھرنا بھی ہی وجہ تسکین
کہ یہ گردش تو نہین میرے مقدر کیلئے

کاش تیغ ادب آموز ستمگر کام آئے
فخر ہی قدمونپہ گرنا تو مرے سر کیلئے

مجھکو ڈر ہی کہین خود تمکو نہ صدمہ پہنچے
تیر نظرین ہین تو چھریان دلِ مضطر کیلئے

غزل ۲۵۳	یا علی جلد بس اب کیجئے امداد فروغ واسطے حضرتِ شبیرؑ کے شبرؑ کے لیئے	اشعار (۱۴)

غزل

جب یہان آبلونمین دلکے تپک ہوتی ہی
اثرِ غم سے وہان سینہ مین دہمک ہوتی ہی

قیس کی ایک نظر پڑ گئی تھی محمل پر
غضب ان پردہ نشینونکی جھلک ہوتی ہی

نکلا جاتا ہی دم اُف اُف ٹہر اے بیتابی
درد مین دلکے تڑپنے سے چمک ہوتی ہی

اُس نگاہِ غلط انداز کو مدت گذری
آجتک جسسے کلیجہ مین کھٹک ہوتی ہی

چاہنے والونکے سایہ سے بھی رہتے ہین الگ
کس قیامت کی حسینونمین جھجک ہوتی ہی

نالے کرتی ہی سنکنے سے ہوا کے بلبل
موسمِ گل مین اسے اور سنک ہوتی ہی

تیرے آنچل کا فلک نے بھی اُڑایا انداز
آسمان پر بھی نمودار دھنک ہوتی ہی

یہ محبت کا اثر ہو کہ نزاکت کا سبب
یان تڑپتا ہون وہان سینہ مین دہمک ہوتی ہی

سب سے کھتی ہی اشارونمین یہ بیتابیٔ دل
قہر کی تیرِ محبت مین کھٹک ہوتی ہی

یاد آجاتی ہی آوازِ شکستِ دل کی
کب گوارا مجھے کلیونکی چٹک ہوتی ہی

کام اک تیرِ نظر نے کیا ان دونون کا
کہ خلش دلمین کلیجہ مین کھٹک ہوتی ہی

غزل ٢٥٤

دل شگفتہ ہو تو پھر لطفِ سخن بھی ہو فروغ
جسطرح پھول کے کھلنے سے مہک ہوتی ہے

اشعار (٢٤)

غزل

اے فلک اور بھی ارمان ہین نکلنے والے
رحم کر و صلیمین اور رنگ بدلنے والے

شغلِ عیش سے کب غیر تھے ٹلنے والے
تم سلامت رہو تیوری کے بدلنے والے

رکھ دیا ہاتھ جو تمنے جگر و دل ٹھہرے
یون سنبھالو تو سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

ہوا میدنا ابھی اُجلا سا جو پہنا تھا کفن
خاک مین مل گئے پوشاک بدلنے والے

ہائے بے موت اس انداز ادا سے مارا
یون چھری پھیرین نہ منہ پھیر کے چلنے والے

شمع کی گرمیٔ بازار ہی پروانوں سے
حسنِ معشوق بڑھا دیتے ہین جلنے والے

نزع کیوقت وہ آنیکو ہین اے موت ٹھہر
دم کے ہمراہ کچھ ارمان ہین نکلنے والے

آپ کیا ہاتھ ہی رکھین گے تو دل ٹھہریگا
بے سنبھالے بھی سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

خوب بیتابیٔ دل ہجر مین کام آتی ہے
کروٹین یون بھی بدلتے ہین مچلنے والے

کب ہمارے چمنِ دل مین بہار آئے گی
ابر کیطرح سے او جھوم کے چلنے والے

کوئی بیتاب بھی ہے دفن ذرا دھیان رہے
سنبھل و گورِ غریبان پہ ٹہلنے والے

شکوۂ غیر پہ وہ ہنسکے یہ بولے مجھ سے
بے جلائے بھی جلا کرتے ہین جلنے والے

پھر خدنگِ نگہِ ناز لگے تڑپانے
آ گئے چٹکیون سے دل مرا ملنے والے

جان دے ایک زمانہ بھی تو کیا ہوتا ہے
حشر تک وہ نہین پردے سے نکلنے والے

ہوکے بیتاب لگالے نہ کوئی سینہ سے
اسطرح تنکے کہین جلتے ہین جلنے والے

کاش اسطرح سے پہنچین یہ درِ دولت تک
کروٹین آپکی فرقت مین بدلنے والے

آتشِ عشق کی تاثیر بھی اُلٹی دیکھی
سرد ہو جاتے ہین اس آگ مین جلنے والے

میرے مرنے کی خبر سُنکے کہا ظالم نے
مجھپہ یہ آپکے فقرے نہین چلنے والے

مرقدِ غیر سے کچھ دُور نہین بستر مری
دو قدم اور بھی بڑھ آئین ٹھلنے والے

خیر بہتر یہی نفرت ہی اگر مجھ سے تو ہو
پھیر دین دل مرا منہ پھیر کے چلنے والے

پھر وہی درد ہی ظالم وہی بیتابی ہی
تجھپہ قربان کلیجہ مرا ملنے والے

دل بیتاب کی بھی میرے خبر لیتا جا
او دوپٹہ کو سنبھالے ہوئے چلنے والے

اس تغیر کو نزاکت بھی گوارا تو کرے
رنگ بدلین تو بہت رنگ بدلنے والے

غزل ۲۵۵

وصف اک برقِ تجلی کا جو لکھتا ہون فروغ
نور کے سانچے مین اشعار رہین ڈھلنے والے

اشعار (۲۹)

غزل

اید وصت تری یاد مرے دل مین نہین ہی
اچھی ہی جو لیلی بھی کہ محمل مین نہین ہی

جینے کی اب سے موت ہوس دل مین نہین ہے
کیا کیجیے خنجر کفِ قاتل مین نہین ہی

اک قطرۂ خون اور زمانہ کی امیدین
سب کچھ ہی مگر کچھ بھی مرے دل مین نہین ہی

روکے نگہِ شوق کو مجنون کی جو لیلی
جان اتنی ترے پردۂ محمل مین نہین ہی

اے غیر تمنائے وفا تجھکو مبارک
سب کچھ ہی یہ عادت مرے قاتل مین نہین ہی

کیون تمنے مرے سامنے دشمن کا لیا نام
آتا ہی زبان پر کہین جو دل مین نہین ہی

یہ کون مرا شانہ ہلاتا ہی لحد مین
آرام مگر پہلی ہی منزل مین نہین ہی

خنجر نے پھر انداز اڑایا ہی یہ کس کا
مڑنے کی تو عادت رُخِ قاتل مین نہین ہی

لیلی کی ردا قیس کا ڈھانکے تنِ عریان
ہمت کچھ اگر پردۂ محمل مین نہین ہی

کھینچکر وہی چلنا ہی تو چل کر وہی رُکنا
خنجر مین ہی کیا جو مرے قاتل مین نہین ہی

حد آپکی فرقت مین ہوئی کثرتِ غم کی
افسوس خوشی کی بھی جگہ دل مین نہین ہی

تیری نظرِ شوق سے ٹک رہنے کو ای شوق
روزن بھی کوئی پردۂ محمل مین نہین ہی

رکھے گی نزاکت ہمین محروم ستم بھی
لو طاقتِ بیداد ہی قاتل مین نہین ہی

پاتی ہی سزا شمع پتنگون کو جلا کر
استادہ کب اک بار ونی محفل مین نہین ہی

کسوقت بہار آئی ہی صیاد چمن مین
جب طاقت پرواز عنادل مین نہین ہی

مرنے کی بھی خود اپنے مین کرتا ہون تمنا
اب کونسی حسرت ہی جو اس دل مین نہین ہی

کون آرزوے مرگ رقیبون کی نکالے
اتنی بھی تو ہمت سم قاتل مین نہین ہی

اے عشق نہ وامق ہی نہ فرہاد نہ مجنون
اگلی سی وہ رونق تری محفل مین نہین ہی

دم توڑنا مشکل ہی کچھ آسان نہین ظالم
اتنی بھی تو قوت ترے بسمل مین نہین ہی

گردون کی خبر لینگی مرے خون کی چھینٹین
گنجایش اگر دامن قاتل مین نہین ہی

ہے کون دعا کیجیین موجین تو بلائین
افسوس یہ قوت لب ساحل مین نہین ہی

تھی روح کے جلوے سے فقط جسم کی رونق
کچھ بھی نہین اک شمع جو محفل مین نہین ہی

وعدہ ترا کچھ اور ارادہ ترا کچھ اور
جو تیری زبان پر ہی سو دل مین نہین ہی

لیلا کی یہ بدلی ہوئی چیتون کا ہی پرتو
اے قیس شکن پردۂ محمل مین نہین ہی

کاٹے گا مصیبت مری پھر کون الٰہی
اتنا بھی تو دم خنجر قاتل مین نہین ہی

غزل ۲۵۴	دنیا ہو فروغ اور یہ درد غم الفت کیا کچھ مرے ارمان بھرے دل مین نہین ہی	اشعار (۱۲)

غزل

نہ روئے دل مرا کیون حالت جگر کیلیے
کسی کا تیر بھی آتا نہین خبر کے لیے

غضب کیا مرے دود جگر نے ہجر کی شب
نقاب ہو گیا ظالم رخ سحر کے لیے

اسی سے اُنکو میں پیاردہ مین لکھتا ہون
کبھی جو گھر مرے آئین تو رات بھر کے لیے

چڑھے ہوئے ہین نگاہون پہ یہ حسینون کی
یہ فخر کم ہی ہمارے دل و جگر کے لیے

ملی جو آنکھ تو اک شکل وصل کی نکلی
مری نگاہ نے بوسے تری نظر کے لیے

جو مشکلین تھین محبت کی سب ہوئین آسان
سمجھ چکے یہ مصیبت ہی رات بھر کے لیے

مجھے تو ذبح کیئے ڈالتی ہی اسکی لچک
نہین ہی تیغ کی حاجت تری کمر کے لیئے

عجب اثر ہین ز خود رفتگئ غم الفت سے
کہ پھر رہا ہون مین خود اپنی ہی خبر کے لیئے

نہ پاسکا مجھے بھی شب وصال کیساتھ
ذرا سمجھ کے دعا کیجیئے سحر کے لیئے

ہوا بھی کوچہ سے اُنکے گذر نہین سکتی
یہ بندوبست مری آہ بے اثر کے لیئے

رکھا جو ہاتھ پئے امتحانِ بیتابی
وہی سکون کا سبب ہوگیا جگر کے لیئے

دلِ عدو کی کدورت نگہ مین کیون رکھیئے
غبار خوب نہین دامنِ نظر کے لیئے

نہین نہ صبح کو وعدہ کسی سے ہو ایرشک
شبِ وصال وہ بیتاب ہین سحر کے لیئے

ہی تجھ سے بڑھکے تمنا تری عزیز مجھے
کہ ساتھ دینے کو راضی ہین عمر بھر کے لیئے

نہ کسطرح سے بڑھین بدگمانیان میری
ہوئی ضرورت رہبر بھی نامہ بر کے لیئے

غزل ۲۵۶

شبِ وصال ہمارے وہ مہمان ہین فقرہ ع
کہ ہم زمانہ مین مہمان ہین رات بھر کے لیئے

اشعار ([illegible])

غزل

کیا ہی عہد عبادت جو عمر بھر کے لیئے
تو کاش [illegible]

عبث ہی میرے دلِ بیقرار پر الزام
قرار آپ نہین [illegible]

شبِ وصال ہی میری شب فراق عدو
مجھے ہی رشک وہ بیتاب ہین سحر کے لیئے

مزا ستم کا جبھی ہی کہ لطف بھی کچھ اٹھے
ہمین سے عہد ہو کاش اُنکا عمر بھر کے لیئے

نہین نکلتی ہین منہ سے جو اضطراب مین صاف
دعائین خود مری بیتاب ہین اثر کے لیئے

بری کثافت دنیا سے ہی لطافت حسن
نہین نقاب کی حاجت تری نظر کے لیئے

شبِ وصال چھپائیگی منہ کسیکی حیا
تڑپ رہا ہی کوئی دامنِ سحر کے لیئے

ہی بعد میری شبِ غم کے روز وصلِ عدو
دعا بھی کر نہین سکتا مین اب سحر کے لیئے

تمہارا لطف ستم کے مزے دکھاتا ہی
غضب مین ڈالدیا آکے رات بھر کے لیئے

وہ سب تو چھین لیا اُنکی شوخ آنکھون نے
عبث دعا ہی مرے منتظر اثر کے لیے

مین کیا کرون نکرون التجائے مرگ اگر
کہ روٹھنا ہی حسینون نے عمر بھر کے لیے

چھپا کے منہ کو دمِ واپسین وہ آئے ہین
یہ اہتمام ہین حسرت بھری نظر کے لیے

کسی کے رشک کا پہلو نیا نکالا ہے
شب فراق ہی جیتا ہون مین سحر کے لیے

اشعار (۱۴۱)	فروغ اپنی طبیعت سے خود ہے رشک مجھے کر جائے بھی یہ شوخی کسی نظر کے لیے	غزل ۲۵۸

غزل

دلکو سینہ مین مرے اے یار رہنے دیجیے
میرے پہلو مین مرے غمخوار رہنے دیجیے

قبر مین تو چین سے اے یار رہنے دیجیے
آپ اپنی شوخیِ رفتار رہنے دیجیے

مجھ مین انمین فرق کچھ اے یار رہنے دیجیے
غیر ہی پر آپ اپنا پیار رہنے دیجیے

اک ذرا چہرہ پہ غصّہ کی ادائین دیکھ لون
آپ دم بھر حلق پر تلوار رہنے دیجیے

آپ بھی تو دشمنِ جان ہین کسی سنتا ہون مین
پھر مجھے بھی جان سے بیزار رہنے دیجیے

ہے مزا تسکین مین دیکھون کہ بیتابی مین تھا
اک ذرا سینہ پہ ہاتھ اے یار رہنے دیجیے

آپ مجھ سے پوچھتے ہین ماجرائے دل مرا
ذکر ان باتون کا ہی بیکار رہنے دیجیے

کام اپنا آپ کر لے گی ہماری چشم شوق
آپ اپنا وعدۂ دیدار رہنے دیجیے

کیا مرے دلپر ہی کیونکر شب فرقت کٹی
کچھ نہ مجھ سے پوچھیے اے یار رہنے دیجیے

خیر منہ کیا چاہتا ہون اک جہان کو رشک ہو
حشر پر یہ وعدۂ دیدار رہنے دیجیے

لاش تو کیا آپ سے نازک سے اُٹھین گے نہ لحد
جائیے بھی بیٹھیے اے یار رہنے دیجیے

شوق سے پہلو مین میرے وصل کی شب سوئیے
میرے بخت خفتہ کو بیدار رہنے دیجیے

خود مرا تیر نگاہ شوق کرے گا حلقہ
آپ اپنا روزنِ دیوار رہنے دیجیے

اقتضائے پاس شرم یار ہی کہیے فروغ

اشعار (۱۵)	دل ہی دلمین حسرت دیدار رہنے دیجئے	غزل ۲۵۹

غزل

ملتا ہی مزا جو خلش تیر نظر سے
پوچھے کوئی لطف اسکا مرے قلب و جگر سے

منہ آئینہ سے ہنسکے چھپاتے ہین ہم زیب
اللہ رے حجاب آتی ہی شرم اپنی نظر سے

ڈرتا ہون کہین ہو نہ کچھ امید عدو کو
نیچے کیئے آنکھونکو نہ جاؤ مرے گھر سے

مرتا ہون نہین جاتے ہین وہ گذری شب وصلت
یہ صبح نہین کم ہی قیامت کی سحر سے

ممکن ہی نہ ہین وہ مری آنکھونکی بلائین
دیکھین اگر آئینہ کو وہ میری نظر سے

اک تم ہی نہین ہو کہ جو باہر نہین آتے
اک آئینہ بھی ہی جو نکلتا نہین گھر سے

اے رشک کہین غیر کے وعدہ کا نہ دن ہو
کچھ آج بھرا آتا ہی دل میرا سحر سے

ملتا ہی عجب لطف دم دید نگہ کو
اب رشک مجھے آئیگا اپنی نظر سے

کیون ہو گئے سوراخ مرے قلب و جگر مین
کیون لڑ گئین آنکھین مری اُس روزن در سے

کیا غیر کی چوری ہی جو رشک آتا ہی مجھکو
دیکھو نہ مجھے بزم مین دزدیدہ نظر سے

بل ابرو پہ بھی ہی نگاہین بھی پھری ہین
اسطرح تو جاتے نہین دشمن کبھی گھر سے

ہم آئے ہین کیا کر کے محشر مین گنہ بھی
سب ملتے ہین آنکھونکو مرے دامن تر سے

غم اسکا ہی آنکھونکی طرح دل نہ بھرا ہو
وہ کاش مجھے دیکھتے غصہ کی نظر سے

کیون رشک انھین پر تو کہین جان نہ دی ہو
آج آتی ہی ماتم کی صدا غیر کے گھر سے

اشعار (۱۳۶)	کیا فرق رہا غیر مین اور مجھ مین فروغ اب وہ دیکھتے ہین مجکو بھی الفت کی نظر سے	غزل ۲۶۰

غزل

امید ہو کیا اور ترے تیر نظر سے
اک دن بھی تو گذرا ہے وصلے نہ جگر سے

آتی ہی مروت تری حسرت سے شب وصل
کس طرح نکالے کوئی مہمان کو گھر سے

اک دستِ تمنا مرے ماتم مین جو مصروف
اک تیغ جو لپٹی رہے ہر وقت کمر سے

کچھ شرم کا پردہ بھی ہی کچھ غیر کا ڈر بھی
جاتے ہین جو وہ منہ کو چھپائے مرے گھر سے

ہر نقش کفِ پا مین بھرا ہی جو لہو بھی
گذرا ہی وہ بیدرد ضرور آج ادھر سے

پوچھے کوئی اب اُسنے درازئ شبِ وصل
ہین میری طرح آج وہ مایوس سحر سے

جو چین مرے دلمین ہی دُنیا مین نہوگا
پچتائے گا آپ نکل کر مرے گھر سے

شرماکے جھکاؤ نہ مجھے دیکھکے آنکھین
مین جانتا ہون مجکو گراتے ہو نظر سے

کیا ہو جو مری طرحسے دشمن مرے تڑپین
کیا ہوا اگر اک رات نجاؤ مرے گھر سے

دلکو بھی مرے صبح شبِ وصل بجھا دے
اسنے غم مجھے مجوب نکر شمع سحر سے

انمین تو نہین خاک بھی کھوئے دلِ عاشق
نالے تو ذرا بھی نہین مانوس اثر سے

بیتاب اُٹھین کرکے کیا مجکو بھی بیچین
باز آیا مین اے نالۂ دل تیرے اثر سے

سنئے مری اک بات یہ کل منہ کو چھپائے
نکلے تھے **فروغ** آپ ہی میخانے کے در سے

غزل

ہوئے ہین حسین بدگمان کیسے کیسے
لئے ہین مرے امتحان کیسے کیسے

ہوئی ہین ترسے ناتوان کیسے کیسے
اُٹھاتے ہین ناز اے جوان کیسے کیسے

خدا کا کیا شکر فرقت مین کیا کیا
اُٹھائے ہین ظلمِ بتان کیسے کیسے

کہان تک اُٹھین نالہ بیتابئ دل
ستم کرتی ہین شوخیان کیسے کیسے

اُڑائی ہی دیوانون نے خاک کیا کیا
ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

دمِ نزع پھیرا جو آنکھون کو مین نے
وہ مجھ سے ہوئے بدگمان کیسے کیسے

نہ دلپر بھروسا نہ قاصد پہ مجھکو
عدو بن گئے رازدان کیسے کیسے

نہ آیا مرے گھر سے آنکھین جھکائے
یوہین غیر ہین بدگمان کیسے کیسے

وہ رہ رہ کے منہ کو چھپانا کسی کا
جگر میں ہیں داغ نہاں کیسے کیسے

کہا شرم نے تھہ آنکھیں جھکا کر
حجاب آ گئے درمیاں کیسے کیسے

دم نزع بولے مری ہچکیوں پر
نکالے ہیں طرز فغاں کیسے کیسے

غضب کر گئی پرسش تیغ ہم پر
مزے لیتے ہیں نیم جاں کیسے کیسے

عجب منزل شوق ملک عدم ہے
چلے جاتے ہیں کارواں کیسے کیسے

بگڑ کر وہ غیروں سے ملتے ہیں مجھ سے
عدو ہیں مرے مہرباں کیسے کیسے

نہ پہنچے مگر میرے دوران سر کو
پھرے رات دن آسماں کیسے کیسے

ہیں بستر سے اٹھا نہ آنکھیں حیا سے
یہ بیمار ہیں ناتواں کیسے کیسے

بدلوا تا ہے کوئی کروٹ خود آکر
مزے لیتے ہیں ناتواں کیسے کیسے

مرے قلب کے سارے ارمان ہوئے ہیں
نصیب دل دشمناں کیسے کیسے

پہنچتی ہے ایرشک کانوں تک انکے
غضب ڈھا رہی ہے فغاں کیسے کیسے

نہ جب جا سکے سوئے ملک عدم بھی
ہوئے مضطرب ناتواں کیسے کیسے

غزل ۲۶۲

فروغ آپکا ڈھنگ سب سے الگ ہے
جداگانہ ہیں شیوہ زباں کیسے کیسے

اشعار (۲۱)

غزل

انکے آگے جو کبھی مدح وفا ہوتی ہے
پوچھتے ہیں کہ [illegible] کیا ہوتی ہے

سامنے میرے رقیبوں پہ جفا ہوتی ہے
[illegible] وفا ہوتی ہے

کاش وہ ہاتھ کلیجہ پہ نہ رکھتے دم بھر
[illegible] شوق [illegible] ہوتی ہے

اس سے بڑھکر نہیں کچھ درد جگر کا علاج
جب تڑپتا ہوں تو تسکین ذرا ہوتی ہے

متصل اشک جو آنکھوں سے چلے آتے ہیں
کوئی حسرت تو نہیں دل سے جدا ہوتی ہے

انکی آمد سے تو چہرہ کا ہے عالم کچھ اور
محفل عیش مری بزم عزا ہوتی ہے

انکا جوبن نہین آنچل کو سنبھلنے دیتا
شہم سفت مری آہِ رسا ہوتی ہی

غم پہ غم یہ رنج پہ رنج آپ دیے جاتے ہین
واہ بیمار کی کیا اچھی دوا ہوتی ہی

کوئی مرجائے تو کیا پھول کسیکے ہون تو کیا
بزم ماتم مین شریک اُنکی بلا ہوتی ہی

عذر کرلیتا ہون یون وصل مین توبے لیکر
آدمی ہی سے ہر اک آن خطا ہوتی ہی

ہائے جی بھرکے نہین لطفِ ستم بھی ملتا
جور تھم تھم کے تو رک رک کے جفا ہوتی ہی

حالِ دل سچ بھی جو لکھتا ہون تو ہوتے ہو خفا
مین تو سنتا تھا کہ جھوٹے کو سزا ہوتی ہی

التجا سے بھی نکلتا نہین کچھ وصل مین کام
لیجئے یہ بھی شبِ غم کی دعا ہوتی ہی

ہائے اُن ہاتھون نے تعذیر کی حسرت ہی رہی
ٹال دیتے ہین اگر مجھ سے خطا ہوتی ہی

بند مٹھی مین نہ کیون دزدِ حنا کو رکھین
ہاتھ آجاتا ہی جب چور سزا ہوتی ہی

ہین یہان کشمکشِ غم سے مٹا جاتا ہون
اور وہان زیب بدن چست قبا ہوتی ہی

دل جلے حشر کے دن قابلِ دوزخ ٹھہرے
لیجئے اُلٹے جہنم کو سزا ہوتی ہی

نیند مین ہوش دوپٹہ کا کسے رہتا ہی
بند آنکھین جو ہوئین قیدِ حیا ہوتی ہی

تاب مجھ زار کی مجھ زار کو فرقت مین کہان
اور جو کچھ ہی بھی تو وہ صرف دعا ہوتی ہی

نہین اُٹھتا ہی دھوان شمع لحد سے پسِ مرگ
میرے ماتم مین سیہ پوش ہوا ہوتی ہی

بات کر لیتے ہین خوش ہو کے جو وہ مجھسے فروغ
صدقے دل ہوتا ہی اور جان فدا ہوتی ہے

غزل

تری فرقت مین کب تن سے مری جانِ حزین نکلی
مگر اک حسرتِ دل تھی جو آکے حسین نکلی

نگاہِ ناز کو بھی تیری جب دیکھا یہین نکلی
ترے سخن کیطرح وہ بھی دلنشین نکلی

وہ دیکھا خانۂ دشمن مین جو خالق نہ دکھلائے
مری چشمِ تصور ہجر مین کیون دوربین نکلی

پریشان زلف نہ فق آنکھ نم اُترا ہوا چہرہ
سواری میرے مرقد کیطرف سے تو نہین نکلی

نہ اسکو صبر کی طاقت نہ دم بھر کی نہین فرصت
اُدھر پہلو سے وہ اُٹھے اِدھر جانِ حزین نکلی

جو آئی وصل کی شب بھی تو سر کھودیے ہوئے آئی
توقع جس سے تھی مجھ سے پریشان وہ کہین نکلی

نہ تھی کیا خاک ہوا اک رشک ہی غیرونکے مرنیسے
ہوئی صبح اور ترے کوچے سے لاش اک اَی حسین نکلی

پریشان تھا فقط مین ہی اک تقدیر کے بل سے
بہت پرپیچ ظالم تیری زلفِ عنبرین نکلی

ابھی سے تمکو رحم آنیلگا غیرونکے رونے پر
ابھی تک تو لہو کی بوند بھی کوئی نہین نکلی

نکالکر تیغ نے مجھ سخت جان پر اک غضب ڈھایا
قیامت ہی اُٹھین کی طرح یہ بھی نازنین نکلی

جو صبحِ وصل دیکھا تھا کسی نے نیچی نظروں سے
مرے دل سے نہ برسون وہ نگاہِ شرمگین نکلی

تری اُلفت پہ اپنے دلمین کیا کیا ناز تھا مجھکو
قیامت ہوگئی بغض عدو کی ہمنشین نکلی

کہا سینے جو دیکھی ظلمتِ مرقد پس مردن
یہان بھی جان کی دشمن وہ زلفِ عنبرین نکلی

نکالوگے مجھے محفل سے اپنی تم بھی اتنے ہو
نہ تم سے آرزو بھی جب کوئی اَی نازنین نکلی

غزل ۲۶۴

نعم دشمن ہین گر اُسنے حیا سے منہ چھپایا تھا
فروغ بلکہ اشکو نسے پہر بھیگی ہوئی کیون آستین نکلی

اشعار (۱۰)

غزل

تری محبوب آنکھوں سے نگاہ شرمگین نکلی
اُلٹ کر پردہ دیکھو یا یہ پیالہ پردہ نشین نکلی

بہت کچھ گو تمنا وصل کی شب اے حسین نکلی
جو پوچھو شوق دلکو میرے تو کچھ بھی نہین نکلی

یقین جب ہو لیا مرنے کا تب آئے عیادت کو
عجب صورت سے یہ حسرت بھی وقتِ واپسین نکلی

پڑی ہی منہ چھپائے گرد غم اور دامن دلمین
تمنا تیری تجھ سے بڑھ کے کچھ پردہ نشین نکلی

نہ سمجھون آپ کے دلکو مین کیونکر خانۂ دشمن
کہ جب ڈھونڈا عدو کی یاد کو دیکھے وہین نکلی

کسی کے ہجر مین آتی نہین ہی موت بھی ظالم
مرے دلکی تمنا کون اے چرخِ برین نکلی

نہین مجکو بھروسا ایکدم بھی زندگانی کا
ارے یہ بیوفا تجھ سے سوا اے نازنین نکلی

ستانا اے فلک اچھا نہین مجھ سوختہ دل کا
غضب ہوگا جو میرے منہ سے آہِ آتشین نکلی

غضب ڈھایا ہی ہجر و بر میں شکوہ لب پر آ ہی گئے
اُدھر دیکھا تو پانی ہی اُدھر دیکھا زمین نکلی

یہہ دم میں سو چکے ہیں وعدہ لینے اُنسے بیٹھا ہون
اِدھر جان حزین نکلی اُدھر منہ سے نہین نکلی

سُنا ہی مینے کچھ قلب و جگر مین اُنکے ہوتا ہی
نظر بھی تیری بجلی ہی کہین ڈوبی کہین نکلی

نہین خالی ہی دُنیا مین جگہہ کوئی محبت سے
جہان ڈھونڈا وہین پایا جہان دیکھا وہین نکلی

کسی کا بس نہین چلتا ہی زورِ دستِ وحشت سے
گریبان گر رفو کرنے دیا تو آستین نکلی

ہم آتے ہین یہہ کہلا بھیجا اُنکا اک آفت تھا
نہایت کشمکش سے نزع مین جانِ حزین نکلی

ہماری آہِ سوزان ہی شبِ فرقت کی بجلی ہی
کبھی یہہ چرخ پر پہنچی کبھی زیرِ زمین نکلی

غزل ۲۶۴

فروغ زار و نزار ہی ابھی تک دیکھ آیا ہون
اُڑائی تھی جو دشمن نے خبر جھوٹی حسین نکلی

اشعار (۱۹)

غزل

وفا کے ذکر کو بھی شکوہ جفا سمجھے
حضور سے مینے کہا کیا اور آپ کیا سمجھے

ادا جفا کو تغافل کو وہ حیا سمجھے
جو نا سمجھ ہو کسی بات کو وہ کیا سمجھے

دعائیں دیتے جو دین اور وہ ہوئے برہم
کنایۃً اُسے اظہارِ مدعا سمجھے

جو میری جان ہی اُسکو عزیز رکھتا ہی
عدو کو دوست نہ سمجھے تو کوئی کیا سمجھے

ستم کا غیر کی بھی اعتبار آ ہی گیا
حضور آپ اسے بھی مری وفا سمجھے

رہین عدو کو مبارک یہہ ناز کی باتین
کہو نہ وصل مین ہر بات پر خدا سمجھے

وہ پوچھتے ہین کہون حالِ ہجر یا نہ کہون
نہ بیرخی کہین اظہارِ مدعا سمجھے

وہ ہنس رہے ہین دمِ وعدہ اعتبار ہو کیا
نہ دل لگی کوئی سمجھے تو اور کیا سمجھے

مین اپنی جان سے ہون شوقِ وصل مین بیزار
خدا کرے نہ کوئی میرا مدعا سمجھے

وہی فراق کی صورت رہی وصال مین بھی
یہہ تو نے کیا کیا اے بیخودی خدا سمجھے

وہ کیا کرے جو نہ واقف خود اپنے حال سے ہو
وہ کیا کہے جو نہ خود اپنا مدعا سمجھے

آسمان پر ہی مرے دلکا دماغ
تمنے کیون دیکھا نگاہ ناز سے

جو کوئی بولا یہین سمجھا ہین وہی
بھر گئے ہین کان اُسی آواز سے

آنکھ ملتے ہی پہراتے ہین نگاہ
ذبح کرتے ہین عجب انداز سے

گرتی ہی نیچی نظر بھی پاؤن پر
شرم دیتی ہی خرام ناز سے

دل کے ملتے ہی قیامت آگئی
مجھکو مارا اُس نظر نے ساز سے

غزل [illegible]

تبسم شوخ نے ڈھایا فروغ
جھک گئین نظرین عجب انداز سے

اشعار (۲۱)

غزل

اُسی نگاہ مین شوخی بھی قہر کی ہو گی
جو کچھ دنون دلِ بیتاب مین رہی ہوگی

حضور ہونگے نکیرین ہونگے تربت مین
عجیب لطف کی صحبت وہ دو گھڑی ہوگی

عزیز جان سے بڑھکر کسیکی حسرت ہی
یہی نہ ہوگی تو پہر خاک زندگی ہوگی

گلا بھی کر نہین سکتا ہین اپنی قسمت کا
یہہ خوف ہی کہ شکایت حضور کی ہوگی

کسی نظر کے کلیجہ پہ وار روکے ہین
کسی نے چوٹ نہ یون عشق کی سہی ہوگی

بتاؤن خاک مرے دلکی آرزو کیا ہے
وہ بات ہی جو نہ تمنے کبھی سُنی ہوگی

تری نظر کی محبت مین یہہ ہوا ہی بندھی
جُبھی جو پھانس تو دل نے کہا وہی ہوگی

چھپیگا ضبط سے بھی حال شوقِ دل نہ مرا
دلیل حسرتِ اظہار خامشی ہوگی

مین کیا بتاؤن کلیجہ مین درد کیون اُٹھا
نگاہِ ناز نے پہر تیری چھیڑ کی ہوگی

جو چُپ رہونگا تو مُنہ کو کلیجہ آئیگا
جو کچھ کہونگا شکایت حضور کی ہوگی

مقابلہ دلِ بیتاب سے نہ کر اے برق
کہ اور کچھ تو نہ ہوگا تری ہنسی ہوگی

کچھ آج سو کے خفا سے سحر کو اُٹھے ہو
کسیکی خواب مین تقدیر لڑ گئی ہوگی

یہہ بے سبب نہین شرم آنکھ کو جھکائے ہوے
کسی سے بات اشارون مین کچھ ہوئی ہوگی

کسی کو خواب مین دیکھا ہی غیر کے ہمراہ
دبا سر رنج کا پہلو مری خوشی ہو گی

اُنھین یقین نہین آتا ہمارے مرنے کا
وہ جانتے ہین کوئی طرز زندگی ہو گی

کسی کا طنز سے کھنا گلے پہ غیرون کے
وہ دوستی بھی کرین گے تو دشمنی ہو گی

کہین گی تیری ادائین شبِ وصال کا حال
خمار آنکھ مین تیوری چڑھی ہوئی ہو گی

دعائے وصل کا بھی ہی مجھے خیال اے شوق
غم فراق سے فرصت اگر کبھی ہو گی

اک آرزو فقط اے ضبط دلمین ہی وہ بھی
زبان تک آ نہ نکلے ڈر سے کہین چھپی ہو گی

کہین سے آئے ہین خوش خوش پڑی ہی چہرے پہ گرد
کسی کی حسرتِ دل خاک مین ملی ہو گی

غزل ۲۶۷	نہ پوچھیے کہ تمنا ہی کیون قیامت کی فروغ حشر مین سُنتے ہین منصفی ہو گی	اشعار (۱۵)

غزل

لپٹ جا پڑھ کے اسے بوئے وفا دستِ حنائی سے
مرے پھولو کا بوجھ اٹھتا نہین نازک کلائی سے

نہ میری عمر ہی کاٹی نہ میرا سنج ہی کاٹا
تجھے کیا فائدہ قاتل کے بالونکی صفائی سے

در دولت پہ مجکو ناصیہ سا دیکھکر بولے
مقدر کا لکھا مٹتا نہین اس جبہہ سائی سے

پڑی ٹھنڈک جو تمنے ہاتھ رکھا میرے سینہ پر
ہوئی کافور سوزش قلب کی دستِ حنائی سے

تصور بیکسون کا ساتھ تو دیتا ہی فرقت مین
اسی کی دوستی اچھی کسی کی آشنائی سے

گلے کاٹے ہزارون حسن نے دستِ بلورین کی
صفائی بڑھ گئی ہاتھونکی ہاتھونکی صفائی سے

ادھر دیکھو ذرا کیسی بیقراری ہم نہ کہتے تھے
پتہ وصل عدو کا مل گیا دردِ جدائی سے

فدا ہو روح میری ہاتھ اُٹھانیکی ادا اُوپر
مرے ماتم کی زینت ہے ترے دستِ حنائی سے

مصیبت مین پھنسایا وعدۂ دیدار محشر نے
ابھی سے رشک پیدا ہو گیا ساری خدائی سے

نہ اُٹھی تیغ جب تجھسے تو لاش اُٹھیگی کیا قاتل
نہین اتنی توقع بھی تری نازک کلائی سے

سوالِ وصل پر مجھکو جواب صاف دیتے ہو
دلِ بیتاب کے کرتے ہو ٹکڑے کس صفائی سے

کسی کی ناتوانی سے غرض کیا
انھین اپنی نزاکت کی پڑی ہے

کسی کی شرم نے مارا ہی مجھکو
لحد پر اس لیئے چادر پڑی ہے

ملاپ اسکو کہے کس طرح کوئی
نظر تو وصل مین شب بھر لڑی ہے

بلا سے گر کسیکی جان جائے
تمھین تو اپنے جانے کی پڑی ہے

شب وصلت کی ظلمت مین بھی ہے حسن
مین سمجھا حور سر کھولے کھڑی ہے

نقاب عارض جانان سی ہے رشک
نظر کی طرح اُس رُخ پر پڑی ہے

اشارہ کر رہا ہی طوق قمری
ہے سرو استادہ یا سولی کھڑی ہے

مجھے بھی ناز ہی اپنی نظر پر
ہمیشہ ہی حسینون سے لڑی ہے

وہ آیئن اور میری لاش اُٹھانے
بھلا اُنکی بلا کو کیا پڑی ہے

قیامت کا ہی دن ہر روز فرقت
خضر سے زندگی میری بڑی ہے

اثر افتادگی کا دل کی دیکھو
نہین اُٹھتی مری میت پڑی ہے

دل مردہ ہی گرد غم مین مدفون
یہ لاش اپنی ہی مٹی مین گڑی ہے

کئے ہین قید وہ نیچی نگاہین
حیا بھی کس مصیبت مین پڑی ہے

نہ بگڑو مجھ سے آئینہ سے پوچھو
کہ حسرت دید کی کس کو بڑی ہے

ہوئی جب چار آنکھ آیا اُنھین رحم
نگاہین کیا لڑین قسمت لڑی ہے

تمنا وصل کی ابتک ہی باقی
کفن سے لاش بھی لپٹی پڑی ہے

خدا سے ناتوانی بات رہجائے
کہ جھوم اُنکی نزاکت کی بڑی ہے

نگاہ بد سے ہی محفوظ وہ آنکھ
حفاظت کو صف مژگان کھڑی ہے

نکلنے کو تھی جو حسرت دم نزع
وہ بن کر سانس سینہ مین اڑی ہے

فراغت سے رہین کے [illegible] انکے
ہمارے دل مین گنجایش بڑی ہے

فرقہ شمع آشنا تو سمجھتے ہین سخندان

غزل ۲۷۱	طبیعت مین تری شوخی بڑی ہی	اشعار (۱۸)

غزل

جنبشِ ابروئے خمدار چلی جاتی ہے
نہین رُکتی ہی یہ تلوار چلی جاتی ہی

وصل مین عادتِ انکار چلی جاتی ہی
ضد وہی آپ کی سرکار چلی جاتی ہی

آجتک ذکرِ شبِ وصل پہ ہوتے ہین خفا
اتنی سی بات پہ تکرار چلی جاتی ہی

دل کہین بجھتے ہین جلتے ہین کہین پروانے
حسن کی گرمیِ بازار چلی جاتی ہی

پونچھتے جاتے ہین وہ سُرمہ کے دُنبالہ کو
میان مین حسن کی تلوار چلی جاتی ہی

قیس سے رونقِ بازارِ محبت تھی کبھی
اب مرے دم سے یہ سرکار چلی جاتی ہی

دل حسینون کی طرف آپ کھنچا جاتا ہی
جنس خود سوئے خریدار چلی جاتی ہی

وعدہ جب لیتا ہون کہتے ہین وہ انشاءاللہ
قید اچھی دمِ اقرار چلی جاتی ہی

سایہ بننے کی تمنا ہی یہ کوچہ مین ترے
چاندنی خود پسِ دیوار چلی جاتی ہی

ناز کرتی ہی اجل بھی شبِ فرقت کیا کیا
ہر گھڑی آتی ہی ہر بار چلی جاتی ہی

پرِ پرواز کی طاقت کششِ شوق مین ہی
اُڑ کے مے خود سوئے میخوار چلی جاتی ہی

پونچھتی کب ہی کسی اور کو رحمت تیری
دوڑ کر سوئے گنہگار چلی جاتی ہی

کھل کھلا کر مین ہنسا زخمِ جگر کھلتے ہی
شوخیِ لذتِ آزار چلی جاتی ہی

میری تربت پہ بھی اُٹھتا نہین گھونگٹ منہ سی
خلشِ حسرتِ دیدار چلی جاتی ہی

گردشِ چرخ سے ہین بہکے ہوا ہون سر
سازشِ چشمِ فسونکار چلی جاتی ہی

باغ مین آپکے آگے بھی جھپکتی نہین آنکھ
شوخیِ نرگسِ بیمار چلی جاتی ہی

بات سُنتا ہون اگر عشق مین تیری ناصح
ہاتھ سے سُنت یہ سرکار چلی جاتی ہی

گالیان دیکے بھی وہ دلکو لبھاتے ہین فروغ
کششِ لذتِ گفتار چلی جاتی ہے

غزل ۲۷۲ — غزل — اشعار (۱۶)

زندہ مجھے چھوڑا تھا نہ دردِ جگری نے — [illegible] کا کیا کام [illegible] جگری نے

پھٹے ہوئے ہیں پھولوں کے ہار آپ کے ارمان — دکھلائی بہار اپنی [illegible] داغِ جگری نے

رفتار سے اُس گُل کی خجل ہو کے چھپایا — منہ پھولوں کے دامن سے نسیمِ سحری نے

کاندھے پہ مرے ہاتھ وہ رکھیں دمِ رفتار — احسان کیا مجھ پہ یہ نازک کمری نے

تو لکو تری نظروں نے جو گرتے ہوئے دیکھا — اُٹھ اُٹھ کے سنبھالا [illegible] جگری نے

وہ صبح شبِ وصل وہ لگ کے مرے اٹھنا — کچھ بھی نہ دیا ساتھ تو شمعِ سحری نے

اک حال پہ فرقت میں زمانے کو جو دیکھا — کروٹ بھی بدلنے دی نہ دردِ جگری نے

احباب تو کیا موت نے بھی مجھکو نہ پوچھا — بیدرد کیا [illegible] تری بے خبری نے

آخر ہوا کچھ تو قفس تنگ [illegible] — صیاد دیا چین مجھے بے بال و پری نے

حالت تو مری غیر ہوئی رحم کے قابل — احسان کیا مجھ پر تری بیدادگری نے

منہ کھل گیا سوتے میں جو اُس پردہ نشیں کا — بکھرا دیا زلفوں کو نسیمِ سحری نے

تو بھی چونکا ہوں میں تو بے نور ہوں کیونکر — روشن کیا آنکھوں کو تری جلوہ گری نے

غش آگیا بلبل کو جو نظارۂ گل سے — دامن کو جھلا منہ پہ نسیمِ سحری نے

شوخی پر انہیں ناز جو کرتے ہوئے دیکھا — بےچین کیا مجھکو بھی دردِ جگری نے

موسیٰ گئے ہیں ہوش جلا طور بھی اے دوست — دکھلائے کرشمے یہ تری جلوہ گری نے

ہیں اب وہ نہ دلِ غیر کے نالوں سے بھی اے آہ — تاثیر بھی کی خوب تری بے اثری نے

غزل ۲۷۳ — اشعار (۱۳)

پڑتی ہیں فروغ اب کسی دیوار پہ نظریں
کمبخت کیا یہ تری شوریدہ سری نے

غزل

تم تو کچھ یوں شرم سے جھک کر چلے — جس طرح تلوار یا خنجر چلے

میرے ہی گھر سے تو وہ چھپکر چلے — اور مجھی پر رشک کے خنجر چلے

پھر نگاہِ ناز سے تم دیکھ لو — پھر وہی برچھی سی کلیجے پر چلے

آ نکلے جاتے ہی ہماری لاش اٹھا — اپنے گھر وہ اور ہم اپنے گھر چلے

گردشین اس چشمِ مستِ ناز کی — بزمِ ساقی مین نئے ساغر چلے

شامت آئی پھر دلِ بیتاب کی — پھر وہ اٹھلاتے ہوئے تن کر چلے

لاش پر بھی اب وہ آئین یا نہ آئین — جو ہمین کرنا تھا ہم تو کر چلے

ضعف مین دلکی تڑپ کام آگئی — یون ہی سوئے کوچۂ دلبر چلے

صورتِ بادِ سحر چل کر رکے — شکل صرصر ناز سے تھم کر چلے

ہر قدم انداز سے باہر پڑا — جب چلے اک حشر برپا کر چلے

گر روانی سیکھے میری عمر سے — پھر نہ رک رک کر ترا خنجر چلے

اک قدم چلنا انھین دشوار تھا — ناتوان سوئے عدم کیونکر چلے

غزل ۳۷۴ — جب فروغ تشنہ پہنچا حشر مین / جام لیکر ساقیِ کوثر سے چلے — اشعار (۱۲)

غزل

منہ چھپاتے ہو عبث خوابمین بھی تم نیسے — نیند کے پردے مین کیا فائدہ شرمانے سے

اور جھک جھک کے نگاہون نے قیامت ڈھا دی — کہ ڈھلین نگہین آنکھین ترے شرمانے سے

کہین چھین نہ رخصت کیلئے ہو شبِ وصال — دل دھڑکتا ہی تری زلف کے بل کھانے سے

منہ دل زخمِ محبت ہوئے اسے تیغ فراق — دل بھر آیا جو مرا روز کے غم کھانے سے

آنکھ آئینہ مین اسکی بھی جھکی جاتی ہے — عکس بھی تیرا خجل ہی ترے شرمانے سے

ضعف سے ہو گئی صحت بھی مرض میرے لیے — مدتون ہوش نہ آیا مجھے ہوش آنے سے

راز جو کچھ ترے وعدہ مین نہان تھے ظالم — کھل گئے ہنسکے مرے مرگ کی قسم کھانے سے

ناصحا ہی تری تقریر مین بیشک تاثیر
شوق کچھ اور بڑھا جاتا ہی سمجھانے سے

قتل ہی پر مرے کاش اپنی کمر کو باندھو
رہے محفوظ کسی طرح تو بل کھانے سے

گتھیان رشک سنے ڈالین مرے دل مین دمِ صبح
شب کی اُلجھی ہوئی زلفین ترے سُلجھانے سے

ٹھلکہ مین تو محبت عرے دشمن کی پڑی
آپکا دل بھی ہلا میرے تڑپ جانے سے

کیا کہون کیا مری تقدیر سے دیکھا ظالم
دفعتہً تیری نگاہون کے پلٹ جانے سے

ہین جو بیتاب ہوا وصل مین لپٹے مجھسے
ڈر گئے دل کے دھڑکنے کی صدا آنے سے

بعد اُسکے ابھی ہونا ہی زمانے کا حساب
روز حشر اور بڑھے گا مرے افسانے سے

نکلی زندان سے جب آواز سلاسل باہر
کچھ اشارون ہی مین لکھتی گئی دیوانے سے

ساقیا پردۂ دامانِ صبا سے ہشیار
بوئے مے چھپ کے نکلجائے نہ میخانے سے

رہگیا روزِ جزا پردہ گنہگارون کا
کہ نہ دن بھر ہوئی فرصت مرے افسانے سے

نہ اُڑائی سو صبا نے بھی کہین مے ساقی
لڑکھڑاتی ہوئی نکلی ہی جو میخانے سے

پاؤن پھیلائے بہت خاک نے گو اُڑ اُڑ کر
پر کسی طرح نہ نکلی مرے ویرانے سے

ہائے اے رشک اُنھین یاد آگئین بھولی باتین
چڑگئے غیر کے قصے مرے افسانے سے

غزل ۲۷۵	وصل کی شب وہ منانے سے بگڑتے ہین فروغ گتھیان اور پڑی جاتی ہین سُلجھانے سے	اشعار (۲۱)

غزل

مے زمین پر ہی رواں گر کے جو پیمانے سے
رند محروم گیا ہی کوئی مے خانے سے

کچھ تعلق ہی محبت کو بھی ویرانے سے
گرد باد اُٹھ کے گلے ملتے ہین دیوانے سے

وصل کے دن کو بھی کچھ یاد دلایا ظالم
ہائے ڈھل ڈھل کے دوپٹے نے ترے شانے سے

خاک اُڑتی ہین صحرائے جنون کچھ راز
کان مین اُٹھ کے زمین کہتی ہی دیوانے سے

لڑکھڑاتے ہوئے یون غیر کے گھر سے نکلے
کوئی سمجھے کہ چلے آتے ہین میخانے سے

اب کوئی بات بھی کرتا نہیں ایجان جہان
اک زمانے کو ہے رشک آپکے دیوانے سے

نہ لگی ہو کسی میکش کی نظر اے ساقی
مے چھلک کر جو گری پڑتی ہے پیمانے سے

یاس چھائی ہوئی گھیرے ہوئے ناامیدی
ڈھنگ زندان کے ہین پیدا مرے ویرانے سے

غیر کی بات مین تاثیر قیامت کی سہی
انکو فرصت ہی کہان ہے مرے افسانے سے

تربتِ غیر ہو انکی گلی مین اے رشک
خاک اڑانے پہ بگڑتے ہین وہ دیوانے سے

ہو جو رندون کی نگاہون مین کشش اے ساقی
ساتھ نظرون کے کھنچے مے ترے پیمانے سے

وجہ جمعیت خاطر کی پریشانی ہے
زلفین بکھری ہوئی الجھی ہین ترے شانے سے

اب جگہ یادِ عدو کے لیئے باقی ہی نہین
دل بھر آیا ہے کسی کا مرے افسانے سے

نگہِ گرم سے دیکھین گے جو رند اے ساقی
مے شرر بنکے اڑیگی ترے پیمانے سے

وہ گرہ جانکے سلجھاتے ہین زلفین اپنی
برچھیان دل مین چبھو دیتے ہین ترے شانے سے

بنگیا دشتِ جنون میرا غبارِ خاطر
دوستی کرتے ہین دشمن ترے دیوانے سے

پھر ڈھایا مری بیتابیٔ دل نے ساقی
گر گئی مے بھی چھلک کر ترے پیمانے سے

شمع نے کیا مرا ذکر کیا ہنگام سحر
ہائے اتنا تو کوئی پوچھے دیوانے سے

ایک میرے ہی مقدر مین بدا ہی گھٹنا
یاس بھی جل کے نکلی مرے کاشانے سے

رحم کر تو بھی اٹھا تیغ نہ مجھ پر ظالم
دیکھ لیٹا ہی دوپٹہ بھی ترے شانے سے

غزل ۲۷۶	بزم مین دیکھ لیا آپنے جب سوئے فروغ شمع نے بھی کچھ اشارہ کیا پروانے سے	اشعار (۲۰)

غزل

رحم مجھ پر کچھ تو اے اندوہ فرقت چاہیئے
آرزوئے وصل بھی کرنیکی فرصت چاہیئے

دوست جو تیرے ہین کب انسے عداوت چاہیئے
چاہنے والونسے بھی تیرے محبت چاہیئے

زیست مین بھی خلد ہی جائے سکونت چاہیئے
سب مدینہ جسکو کہتے ہین وہ جنت چاہیئے

چاہنے والونکو سامان محبت چاہیے
سینہ میں ہر ولولہ دل میں ہمت چاہیے

عشق میں میری تمہاری ایک حالت چاہیے
جو مجھے حسرت ہی تمکو بھی وہ حسرت چاہیے

اے ہجوم نا امیدی جان دے کیونکر کوئی
موت کی بھی التجا کرنیکو فرصت چاہیے

وقتِ رخصت انکا دامن تھام کر رکھنا مرا
کچھ تو دلمیں درد آنکھوں میں قوت چاہیے

کم سنی ہی دوست دشمن میں نہیں اتنی تمیز
کس سے الفت چاہیے کس سے عداوت چاہیے

تھا حسرت گرد غم دشت الم سب دلمیں ہی
اور کیا دیوانونکو سامان وحشت چاہیے

راہ الفت میں قدم رکھنا نہیں آسان ہی
دل کلیجہ حوصلہ ہمت شجاعت چاہیے

دلمیں برچھی کوئی بھونکے یا گلے مجکو لگائے
کچھ تو آخر چارۂ دردِ محبت چاہیے

تن بدن سب پھنک گیا اُف گرمیٔ خورشید حشر
عاصیوں پر سایۂ دامانِ رحمت چاہیے

حسن کی بیدردیاں بھی قابل افسوس ہیں
آپ سے نازک کو بھی بارِ نزاکت چاہیے

قلب مردہ صور کے پھنکنے سے زندہ ہو تو ہو
شامِ فرقت کے عوض تب قیامت چاہیے

چاہتا ہی حسن کھل کھیلے حیا کی آڑ میں
رُخ کو پردہ چاہیے پردیں شہرت چاہیے

بعدِ مدت وہ ملے ہیں اے ہجومِ شوقِ دید
کچھ تو عرض مدعا کرنے کی فرصت چاہیے

سو رہا ہی کوئی پہرہ دے رہا ہی رعب حسن
شوق کے دلکو ہوکے ہیں کہ ہمت چاہیے

جب تقاضا اٹھ نہیں سکتا تو وعدہ ہو وفا
یہ ہی جتنا حسن ہی اتنی نزاکت چاہیے

میں نہ اٹھوں انکے آتے ہی تو اٹھے میری لاش
مر کے بھی کچھ پاس آدابِ محبت چاہیے

اشعار	وہ مصیبت میں ہیں جنکو قرب حاصل ہے فروغ ان بتوں سے دُوری صاحب سلامت چاہیے	غزل نمبر ۲۷

غزل

جو آئے لب پہ مرے تیری گفتگو آئے
جو آئے دلمیں مرے تیری آرزو آئے

گناہگار ہوں یا آفتاب حشر ہو
سبھی لرزتے ہوئے انکے روبرو آئے

گھٹا ہین حسن کی چھائی رہین لحد پہ مری
حسین بکھرے ہوے زلفِ مشکبو آئے

عجب طرح سے جلاتے ہین وہ مرے دلکو
دھوان اُٹھے نہ پڑے آبلہ نہ بو آئے

کسی کے رعب کی تاکید اہل بزم سے ہی
زبان پر نہ کوئی حرفِ آرزو آئے

ہین شاد شاد گنہگار تیرے روزِ جزا
کہ اس بہانے سے یہ تیرے روبرو آئے

زبان پر آگیا کس کا یہ پیارا پیارا ذکر
تڑپ کے قلب و جگر کیون یہ تا گلو آئے

وہین پہ فاتحہ پڑھنا وہین لحد ہی مری
جہان کی خاک مین ظالم وفا کی بو آئے

ہجوم غم سے کسے فرصت آہ کی ورنہ
کلیجہ تھام کے ہاتون سے اپنا تو آئے

وہ دیکھتے ہین جب آئینہ دل دھڑکتا ہی
کوئی خدا نکرے اُنکے روبرو آئے

کسی کو خوب ہی سمجھا کے لائے کیا کہنا
جو دوست بنکے گئے ہوکے وہ عدو آئے

تجھے جو شرم ہی ظالم مری نگاہ مین رہ
یہی وہ پردہ ہی جس مین نظر نہ تو آئے

وہ کیا کہین گے کہونگا مین جب یہ محشر مین
حضور آج کہان سب کے روبرو آئے

فروغ رشک سے میرے جگر مین داغ اُٹھے
کسیکے دلمین اگر کوئی آرزو آئے

سہرے وقطعات

قطعہ تاریخ طبع دیوان مشفق جناب نواب مولوی میر اصغر حسین صاحب فاخر لکھنوی

لو ہوا طبع دیوانِ فاخر
شاعرون مین جو فخر زمن ہی

اُف روانی بحرِ طبیعت
ایک دریا ہی جو موجزن ہی

جان ڈالی ہی جانِ سخن مین
اور پہنایا نیا پیرہن ہی

بے خطر ہی جو فصلِ خزان سے — باغِ عالم مین یہ وہ چمن ہی

حسن نقطون کا لفظِ حسین پر — جیسے پھولون کا گُھنا دلہن ہی

ہر زبان زد فروغ اب یہ مصرع

با مزہ عاشقانہ سخن ہے

سنہ ھ

قطعہ تاریخ بتقریب کتخدائی مولوی سید حسن صاحب سلمہ خلف عالیجناب معلی القاب جناب مولوی میر افضل حسین چیف جسٹس ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

فروغ آرزو کا شجر بارور ہی — صبا مژدۂ روح افزا یہ لائی

جو ہین میر افضل حسین ملک خُو — اُنھون نے ہی بیٹے کی شادی رچائی

یہ سنکر ہوئی فکر تاریخ مجھکو — اُسی وقت ہاتف کی آواز آئی

تم اسطرح نوشاہ کو تہنیت دو

کہو - اے حسن سعد ہو کتخدائی

سنہ ۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ بتقریب ہدیہ ختم قرآن دختر شفیقی مولوی میر اصغر علی صاحب وکیل حیدرآباد دکن

جو ہین مولوی میر اصغر علی — خدا نے اُنھین دی اک دختِ سعید

وہ سرگرم ہین اُس کی تعلیم مین — کہ ہی نورِ چشم مراد و امید

کیا اُسنے قرآن کو پڑھ کر تمام — نہ کیون مجھکو ہو انبساطِ مزید

[illegible] فضلِ الٰہی کی تھی فکر — نکل آئی تاریخ بھی یہ وحید

کہا مین نے فرطِ خوشی مین فروغ

ہمایون ہو ختمِ قرآنِ مجید

سنہ ۱۳۲۹ف

قطعہ تاریخ انتقال پُر ملال افصح الفصحا تاج الشعرا جناب اُستادی باد شاہ علی صاحب مرحوم و مغفور المتخلص بہ بقا خلف جناب صبا مبرور و خویش جناب مرزا دبیر مغفور

شبے بخانۂ من در دکن مشاعرہ بود
عجیب سانحۂ جانگداز رسید بگوشش
کہ بست رخت سفر میر بادشاہ علی
بقا تخلص و ابن صبا ر پاک نہاد
خوش اعتقاد کہ معروف بود تا دم مرگ
چہ زاہدے کہ بعمر خودش نہ کرد قضا
گذشت فخر نظامی ز لکھنؤ افسوس
بخلد رفت چہ مردے خلیق و نیک خصال

شنیدم این خبر موجب غم و آلام
ربود از دل من راحت و ز جان آرام
روان بہ خلد شد آن سید بلند مقام
بلند مرتبۂ خویش دبیر نیک انجام
بہ مدح گوئے آل رسول خیر انام
عبادت احد ذو الجلال و الاکرام
دیار شعر و سخن را ہنوز بود نظام
گذاشت وصف خودش بر زبان خاص و عام

بگو فروغ سن فوت حضرت اُستاد
بقا فنا شد و باقیست نام وے ز کلام
۱۳۲۲ھ

قطعات تاریخ فوت فصیح الملک بلبل ہندوستان نواب مرزا خان المتخلص بہ داغ

افسوس افصح الفصحا داغ دہلوی
عید الضحیٰ کو دھر سے تشریف لیگئے

آئی ندائے غیب دم فکر سال فوت
داغ اے فروغ۔ دلکو بڑا داغ دیگئے
۱۳۲۲ھ

(ایضاً برائے سنگ لحد)

سینے جب پوچھا یہ ہی کس کا مزار ہین شگفتہ داغ لطف باغ ہے

اے فروغ اسدم دہانِ گور سے
آئی یہ آواز - قبر داغ ہے
۱۳۲۲ھ

قطعات عید

عیش و عشرت ترا مبارک باد جاہ و حشمت ترا مبارک باد
عید فطر آمد اے بلند اقبال این مسرت ترا مبارک باد

ایضاً

عید آمد گذشت ماہِ صیام اے خوشا وقت این خوشا ہنگام
دوستان شاد دشمنان پامال یاور اقبال و جاہ باد مدام

رقعہ شادی میمنت آبادی مولوی سید مبارک حسن صاحب برادر خورد
شفیق مکرم حبیب معظم جناب مولوی سید محمد غلام جبار صاحب وکیل
ہائیکورٹ حیدرآباد دکن متخلص فاضل

جوشِ عشرت مین آج وقتِ رقم نکلا جاتا ہی انگلیون سے قلم
مست گردن جھکا کے چلتا ہی تھرتھرا کے چلتا ہی
رسیلی ادا مین رعنائی ہین سطرین خامے سے لپٹی جاتی ہین
پھول جھڑتے ہین نقطہ وقتِ رقم حرف رکھتا ہی شاخ گل پہ قلم
گلِ باغِ مرادِ خامہ ہی صحنِ گلزار عیش نامہ ہی

ہے محبت کا یہ خوشی میں جوش / کھولے ہے دائرہ ہر اک آغوش

اپنے جامے میں کب سماتے ہیں / صفحہ پر حرف پھیلے جاتے ہیں

کلّ النّاس کا ہے حسن بیان / سطرے ہیں صاف سہرے کی زبان

[illegible] / ہے [illegible] قلم کا [illegible]

دینی کس خوشی کی نوبت ہے / کیون یہ سامان عیش و عشرت ہے

شک رکھتا ہے سینے میں دھوم مچی ہے / سینئے حال طرب کریگا بیان

ہان مبارک حسن کو ہے شادی / فضل حق سے ہے خانہ آبادی

لخت دل نور چشم لخت جگر / چھوٹا بھائی ہے وہ بجائے پسر

پرورش کی ہے جن کی [illegible] / اُسنے واقف ہین [illegible] صغار و کبار

صورت [illegible] نام ہے روشن / سید و مولوی امیر حسن

[illegible] / ہین دو لتکدہ بھی اُنکا ہے

[illegible] / روز یکشنبہ آپ آئیں وہان

[illegible] / نوش فرمائیں ماحضر بھی وہین

آنکھوں [illegible] ہین / اپنے سر آنکھوں پر بٹھاؤں مین

سہرا تقریب کتخدائی [illegible] اقبال مولوی سید حسن صاحب اطال اللہ عمرہ
خلف عالی مناقب والا مراتب عالیجناب آنریبل مولوی افضل حسین صاحب
چیف جسٹس ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

شوق نے روئے حسن پر وہی ڈالا سہرا / حسن نے نور کے سانچے میں ہے ڈھالا سہرا

کس کے آغوش تمنا میں رہا ہے برسون / کیون ترے سر نہ چڑھے نازونکا پالا سہرا

ہوئی جنبش جو شمیم نفس نوشہ سے / نگہ شوق نے بڑھ بڑھ کے سنبھالا سہرا

سایۂ فضلِ خدا بارشِ نورِ رحمت
سر پہ ہی چتر نیا منہ پہ نرالا سہرا

آپکے فیض کا گر دست نگر ہی گنگنا
حسن عارض کا ہی منہ دیکھنے والا سہرا

جب ہوا سے کچھ ادھر ہو گئین لڑیان کچھ ادھر
چاند سے منہ پہ بنا چاند کا ہالا سہرا

گوندھ لاتا نظر مین گلِ ارمان مالن
آج باندھیگا کوئی نازو مکا پالا سہرا

مرحبا اے اثرِ صحبتِ چشمِ میگون
ہی کوئی مست کہ یہ جھومنے والا سہرا

خانۂ حسرت و ارمان کا چراغِ امید
شادی و عیش کے گھر کا ہی اجالا سہرا

تھین جو اس تاک مین ارمان بھرین نظرین بھی
شوق سے نے بڑھکے وہین سر پہ ڈالا سہرا

طبعِ نازک کا بہت پاس ادب تھا ملحوظ
دوشِ نکہت کا گل نے سنبھالا سہرا

ہاتھ پھیلائے ہین لینے کو بلائین ارمان
ہو مبارک تجھے یہ چاہنے والا سہرا

آج باندھیگا وہ نورِ نظرِ چشمِ مراد
میری مالن گل نرگس مین بسالا سہرا

مہر تابان کی کرن اس کی ضیا بننے لگی
نازشِ حسن نے اتنا تو اچھالا سہرا

نور عارض سے ہم آغوش ضیا ہوا سکی
حسن کو اپنے کرے آج دوبالا سہرا

منہ پہ بل کھاتی ہین افراط خوشی سے لڑیان
ناز کرتا ہی ترا گیسوؤن والا سہرا

حسن عارض کا بنی پردہ سنہری چلمن
منہ پہ دولہ نے جو مقیش کا ڈالا سہرا

مین نے مانا کہ **فروغ** اور سخنور بھی ہین
یہ سمجھ لین کہ نہین منہ کا نوالا سہرا

ایضاً

بتقریب شادی شفیق مکرم جناب نواب میر داور علیخان صاحب بہادر جوائنٹ مجسٹریٹ و ناظم عدالت محبوب نگر ضلع حیدرآباد دکن

قدر پھر اور ہو گیا اس سے سوا سہرے کی
ہی بھر آنکھون پہ دلھن دولہ کے جا سہرے کی

دین دعائیں کبھی دولہ کو بلائیں کبھی لین
ہر لڑی بن گئی اک دست دعا سہرے کی
مدتون سے یہی ارمان یہی حسرت تھی
کیون نہ مشتاق ہو ہر خلق خدا سہرے کی
نہین رکھتی زمین پر جو قدم اترا کر
آج اڑا لائی ہو خوشبو نہ صبا سہرے کی
گندھنے مین صرف جو مالن کے ہوئے ہین نفس
بندھ گئی گلشن عالم مین ہوا سہرے کی
بزم مین ہوتی ہے رہ رہ کے گلونکی بارش
خوب تھم تھم کے برستی ہے گھٹا سہرے کی
شرم و غیرت کا تو کلیون ہی کے سہرا تھا
پھول کھلتے ہی ہوئی شوخ ادا سہرے کی
سر چڑھا کر اسے نوشہ نے سرافراز کیا
قسمتون سے ہوئی تقدیر رسا سہرے کی
اسکی خوشبو سے معطر ہے مشام عالم
بڑھ گئی حاتم طائی سے سخا سہرے کی
چھوٹ مقیش کے تارونکی چمک برق کی ہے
بجلیان دلپہ گراتی ہے ادا سہرے کی
پڑھی نوشاہ نے دامن پہ دلھن کے جو نماز
ہوئی ایک ایک لڑی قبلہ نما سہرے کی

قطعہ تاریخ

نہ ملا وقت نہ فرصت ہی ملی ہمکو فروغ
ایسی حالت مین بھلا فکر ہو کیا سہرے کی

طبع دیوان

از نتیجہ فکر گہربار جناب مولوی ابو محمد صاحب المتخلص بہ آزاد رجسٹرار بلدۂ حیدرآباد شاگرد جناب داغ دہلوی

اے صدر علی طبع فروغ آج ہے عالی
کیون عرش سے اونچی نہو اب بارگہ نظم
الفاظ ہین پرنور تو معنے بھی ہین روشن
بیجا نہین کہئے جو انھین مہر و مہ نظم
دیوان طبع ہوا جو پوچھے کوئی تاریخ
بیساختہ آزاد کہو بخشش شہ نظم
۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ از کلام بلاغت نظام جناب مولوی سید محمد نوح صاحب المتخلص بہ نوح خلف خانبہادر جناب مولوی شیخ محمد عبد المجید صاحب ساکن قصبہ مارہرہ شاگرد حضرت داغ دہلوی

یا خدا اور ہو فروغ فروغ
سعد ہیگا وقت ہین دعائیے ہند
طبع دیوان کا سال لکھا ہے نوح
کلیات فروغ نامئے ہند
سنہ ۱۹۰۷ع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۹	کیا	کیون	۴۶	۱۱	لمٔد	للّٰد
۱۸	۸	جونگھبان ترا	جونگھبان تھا ترا	〃	۱۶	لئد	للّٰد
		میرا نگھبان ہوتا	میرا نگھبان نہ ہوتا	۴۷	۱۰	سیہ	نما
〃	۱۷	مجھے	تجھے	۵۰	۵	خودبین	جوشن
۲۸	۷	مہمان	میہمان	۵۲	۲۳	لئد	للّٰد
۳۹	۱۵	کس	اس	〃	۵	ہوکی	ہوگی
〃	۱۸	آیا	آتا	〃	۷	موفل اودھلے مجھ کو	معقل سے اودھم ٹکے مجھ کو
۴۰	۷	اپنا	اتنا			گلے سے لگا لین آپ	سکلے سے لگا لین آپ
				۵۶	۱۷	جھنجون کل	جنھون نے کل
〃	۸	تومین	یوہین	۵۷	۵	گرے کے	گر سے کے
〃	۱۲	اور	زور	۵۸	۸	سکاٹون	سکاٹون
۴۱	۲	پیچپان	پہچان	۵۹	۶	لئد	للّٰد
〃	۱۹	ہی	بہی	〃	۱۰	جاتی	پاتا
۴۴	۲۰	حوصلہ دل	حوصلہ ای دل	۶۰	۱۳	حاجت	راحت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱	۱	کئے	لئے	۷۰	۶	مین بہی لون	مین بہی یون
۶۲	۱۷	ہی	بہی	″	۹	چمک	جھلک
۶۳	۱۴	دال	ڈہال	۷۳	۸	رکھے	رکھوے
۶۴	۲	ٹاٹال	ٹال	۷۴	۱	پڑہنے	پڑے
″	۴	یون ہی	تو بہی	″	۷	یہہ	نہ
″	۶	ذرا مدد وا اضطراب	بدلہ تو دون ذر مدد	۷۵	۶	لئی بھرتی	بہی ٹہرتی
		دل	اے اضطراب دل	″	۱۵	بچایا	بجانا
″	۱۱	اوٹہا ہمین تہ	اوٹہا پڑا ہمین تہ	۸۲	۷	ہملو	ہمکو
۶۵	۱۱	وصل	قتل	″	۱۲	اک	آیا
″	۱۹	بہی	ہی	۸۳	۲	کہا	پڑھا
″	۲۰	حسرت درنج ہی	حسرت درنج ہی یا	″	۱۳	جھکے جاتے ہین	جھکی جاتی ہی
		یا بیکسی وتنہائی ہی	بیکسی وتنہائی	۸۴	۳	گر گئی	گرگئی
۶۹	۹	مری	تری	۸۶	۱۲	امید	نگاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۲	دیکھو	دیکھون	۱۰۰	۱۳	مری	تری
″	۱۳	کسب تک	تا کے	۱۰۱	۳	ہی	بھی
″	۱۶	کہائی	کھائے	″	۱۴	روزروشن	روئے روشن
۹۲	ہندسہ	۹۲۰	۹۲	۱۰۲	۱۳	جاننا	چاہتا
″	۴	تابل	قائل	۱۰۳	۱۷	اور	اوٹھکے
۹۴	۱۶	تری ستم ہوی	گنبدین آبلے کے بنا	″	۲۰	پھیرنی	پھیرلی
		سبب افتخار دل	ہے خرار دل	۱۰۵	۱۳	راہ کو	راہ مین
۹۶	۷	دلپر	دل پُر	۱۰۶	۹	ہیہات	بیتاب
۹۷	۱۴	نہین	یہین	″	۱۹	مٹھایا	مٹھاتا
″	۱۹	″	″	۱۰۷	۱۲	نامے	ٹامے
۹۸	۱۵	جھکے مین	جھکی ہے	۱۰۸	۶	نہ	یہ
۹۹	۸	اپنی	اپنے سے	″	۱۲	شب فراق	شب وصال
۱۰۰	۱۰	چلے	پھرے	۱۰۹	۸	بہی	ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۰	۲	کی ہی	کی ہجر	۱۲۴	۲۰	کھینچی	پہنچی
۱۱۱	۱۰	توہم	توہین	۱۲۵	۲۰	ہے	ہی
؍؍	۱۱	حال	چال	۱۲۷	۹	آنکھ کے بدلے	دیکھ کے بدلی
۱۱۳	۱۳	لوتا	آتا	؍؍	۱۷	ہین	ہون
۱۱۴	۷	ہوے	ہوئی	۱۲۸	۱	بیٹھے ہین	بیٹھی ہی
؍؍	۱۰	لیتے	لپٹی	؍؍	۱۲	کون مرے	کون دھرے
۱۱۵	۱	مہدی	مہندی	۱۲۹	۱۱	صدا اپنی تجھے	تجھے اپنی صدا
؍؍	۷	قسمت	قیمت	۱۳۰	۲	روا	درا
۱۱۶	۲	راہزن	رہزن	۱۳۱	۷	چھپ کے	جھپ کے
۱۱۹	۱۰	نہو	نہین	؍؍	۱۱	نام لیکر	لیکے نام
۱۲۲	۸	بہاے	تہاے	۱۳۲	۱۹	ہے	بہی
۱۲۳	۱۷	طاقت	طاعت	۱۳۳	۱۲	ہے	بہی
۱۲۴	؍؍	قرص خاور	قبرین چادر	؍؍	۱۳	انکا	ایکا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۴	۳	زہر	زیر	۱۴۸	۱۱	عریان آیئہ دفن	عریان ہی ہا میری دفن
۱۳۵	۱۹	کس کس	کس کس کو	۱۴۹	۱۳	ڈہی ہائین	ڈوری ہائین
۱۳۸	۵	نکلتی ہے	نکلتے ہی	۱۵۱	۵	اکٹارتے	کرد رتے
″	۱۷	خنجر وابرو	خنجرِ ابرو	۱۵۳	۱	اور	آج
۱۴۰	۱	شرم آتی	شرم آئی	۱۵۴	۴	ہے	تھی
″	۱۵	رہنے تب	رہتے تھے جب	″	″	خوبرون سے	خوبرو ہونکے
۱۴۱	۲	نہ	یہہ	۱۵۶	۴	نہ	یہہ
″	۹	پرودہ	پروردہ	۱۵۹	۱	اوس کو	اونکو
۱۴۲	۷	لائی	لائے	″	۷	کو میری	ہماری
″	۸	وصل	صبح	۱۶۱	۲	نکالنے	سے نکلنے
″	۱۵	آئینہ چشم	آئینہ خود چشم	۱۶۲	۹	یہہ	یا
۱۴۳	۱۷	عدو سے	عدو ہے	۱۶۴	۹	کی	کا
۱۴۸	۸	نازک بھی ہوا اوٹھاتے بھی غیرونکا ہو فراج	نازک بھی ہوا اوٹھاتے بھی ہو غیرونکا مزاج	۱۶۵	۱	بیگانا ہوان	بیگانا ہونیکو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٦٩	١٣	دنکو	دلکو	١٨٨	٧	نکے	او نکے
١٧٠	١١	لند	للّٰد	١٩٢	٩	ہے	سے
١٧٢	٤	نتجے	تیجے	١٩٣	٨	آب و دانا	آب و دانہ
١٧٣	١١	مینڈہی	مہندی	″	١٤	کہون	مردن
١٧٤	١٧	دبا	ڈبا	١٩٤	٣	اڑانی	اڑتی
١٧٦	٤	بنکے	تنکے	″	٩	اُنکا	اپنا
″	٢٠	پی دیوانے نکلے	بھی جوگر کے سنبھلے	١٩٥	١٥	کوہی	مرا
١٧٧	٥	عرض	غرض	١٩٧	١٢	اُدھر	اِدھر
″	٧	دہجر	وہ ہجر	″	١٨	سنگ و در	سنگِ در
″	٢٠	دے کف دریا	تو اد سی ہم کف دریا	١٩٩	١٣	وہ زلفین	زلفین
١٨٠	١٠	یہہ قیس	یہہ اے قیس	٢٠١	١	چاہتا ہون آپسے وہی بایل دل ہے	چاہتا ہون ہین جسے اسینہ ہی بایل ہے
١٨١	١٩	لٹہ	للّٰد				
١٨٣	٥	سہودت	سعادت	٢٠٢	١٥	سعینہ ادبھار کے	سعینہ پہ بار کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۱	سبکو	شب کو	۲۱۵	۲	فرا تو ہے	فرا تو ہے ہمین
۲۰۶	۱۶	نبا	بنا			کھین ہیین	
۲۰۷	۵	نکلی ہی اک	اک نکلی سے	۲۱۸	۲	ختلاف	اختلاف
؍؍	۱۸	پر غمین	پُر غم مین	؍؍	۱۸	عرش د	عرش یہ
۲۰۹	۱۷	ہو	ہون	۲۱۹	۲	ہاتھون سے	ہاتھون یہ
۲۱۰	۸	جان دی آ ہے	جان دی مین تنے اسی	۲۲۱	۷	تیرا نظارہ بین	تیرہ نظر بین
؍؍	۱۳	اونکے دلمین	اونکے گھر مین				تو بین
۲۱۱	۱۴	یہ پورا	تقاضا	۲۲۵	۲۰	[illegible]	[illegible]
۲۱۲	۱۶	سے	کہ	۲۲۶	۱۴	کرنے لی گی	کر سکے
۲۱۳	۱۳	مجھکو	ہمکو	۲۳۰	۱۳	تیجہ زار کی	تاب فریاد کی
؍؍	۲۰	مثل ہے صدا	مثل صدا ہے	؍؍	۱۸	تیری سخن کیطرح	سخن کیطرح تیرے
۲۱۴	۱	یہی ہے	دی ہے			یہ بھی	یہ بھی میرے
؍؍	۴	کیو نتبر	کیون تیر	۲۳۳	۲	کان مین	باغ مین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٤٤	٢	بحسرت	وہ حسرت	٢٥١	ہیڈ	٥١	٢٥١
٢٤٨	٦	اسے	این	٢٥٢	ہیڈ	٥٢	٢٥٢
٢٤٩	ہیڈ	٤٩	٢٤٩	٢٥٢	١٣	مصرے	اقطع
٢٥٠	ہیڈ	٥٠	٢٥٠	//	//	مصرے	مصرع

قطعہ تاریخ من تصنیف شفیق مکرم حبیب معظم ماہر اکمل شاعر بے بدل عالم دوران فاضل زمان عالی جناب معلی القاب مولوی سید محمد غلام جبار صاحب المتخلص بہ فاضل وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن

جسکی نہ ملے نظیر کوئی — دیوان ہی وہ میرے مہربان کا

مضمون نئے ہین جست بندش — ہر طرز بیان بھی کیا ہی بان کا

جس شعر کو جس غزل کو دیکھو — اک مرثیہ سہے غم نہان کا

رشکِ مہ و مہر دائرے ہین — سطرون پہ گمان ہی کہکشان کا

برچھی کی انی اگر ہین معنے — ہر لفظ مین ہی اثر سنان کا

ہر طرح کا ہی نظارہ اس مین — گلشن کا کہین کہین خزان کا

کیسے دلچسپ ہین مضامین — کیا لطف ہی معنی و بیان کا

کیا بات ہی اہل لکھنؤ کی — مشتاق جہان ہی اس زبان کا

دیوان چھپ کر ہو اکمل — صد شکر خدائے دوجہان کا

فاضل نے لکھا ہی سال تکمیل — کیا مادہ عیسوی ہی بان کا

مطبوع ہوا ہی ہوتے ہی طبع
دیوان فروغ نکتہ دان کا
۱۹۰۸ء

اعلان

جملہ صاحبان کی خدمت
مین التماس ہی کہ اس کتاب کے
کُل حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین کوئی
صاحب قصد طبع نفرماوین ورنہ بالعوض نفع
کے نقصان ہوگا بلکہ جسقدر جلدین مطلوب ہون کمترین سے
طلب فرماوین فوراً تعمیل ہوگی قیمت
یکمشت سو جلد کے خریدار کو قیمت ۱۲ر
پچیس جلد تک کے خریدار کو
قیمت فی جلد ۱۴ر

المشتہر

سید محمد ہادی فرار رضوی لکھنو گولاگنج